تاریخ ہند پر نئی روشنی

(عربی کی ایک قلمی کتاب سے)

ترجمہ از

خورشید احمد فارق

اُستاد ادبیات عربی۔ دلّی یونیورسٹی

ناشر

ندوۃ المصنفین اردو بازار دھلی

سلطان محمد بن تُغلق کے
صوبے
ملتان
لاہور
اُچ
سرستی
سامانا
کلانور
دہلی
کہرام
بداؤن
قنوج
کرہ
لکنوتی
مالوہ
گجرات
جاج نگر
دیوگیر
سندان
سوپارہ
بمبئی
صیمور
صندابور (گوا)
کولم

Marfat.com

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

کتاب کا نام مَسالِکُ الأبصار فی ممالک الأمصار ہے، مؤلف ابن فضل اللہ عُمَری ہیں جو ۷۰۰ھ میں بمقام دِمشق پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم پائی پھر حکومتِ وقت سے تعلق پیدا ہوا اور جج نیز سکریٹری کے معزز عہدوں پر فائز رہے، عُمَری کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا نسب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا تھا، اڑتالیس سال کی عمر میں وفات پائی، ادب اور انشاء میں خاص استیاز حاصل کیا، اُن کے ہمعصر صلاح الدین صَفَدی مصنف الوافی بالوَفَیات (متوفی ۷۶۴ھ) کی رائے ہے کہ انشائے مراسلت میں مصر کے مشہور اور صاحبِ طرز قاضی فاضل (م ۵۹۶ھ) سے بھی بازی لے گئے تھے۔ صَفَدی نے اُن کے حافظہ، ذہانت، ادبی لیاقت اور نظم و نثر میں ان کی مہارت کی بڑے جوش بھرے الفاظ میں تعریف کی ہے:

"خدا نے اُن کو ایسی چار نعمتیں عطا کی تھیں جو میں نے کسی دوسرے میں یکجا نہیں دیکھیں: حافظہ ایسا تھا کہ جو چیز ان کی نظر سے گذر جاتی اس کا بیشتر حصہ ان کے سینہ میں محفوظ رہتا، یادداشت اس پایہ کی تھی کہ پُرانی باتیں اُن کے ذہن میں اس طرح عود کر آتیں گویا کل گذری ہوں، ذہانت کا یہ عالم تھا کہ مشکل سے مشکل بات کی تہ تک پہنچ جاتے تھے، نثر و نظم دونوں کے لئے طبیعت خوب موزوں تھی، رہا تخیل تو اس کی پرواز میں قاضی فاضل سے سبقت لے گئے تھے، اور سُرعتِ

Marfat.com

ادراک ہیں تو میں نہیں سمجھتا ان کا کوئی ہمسر ہو' نظم میں چند شاعر ہی ان کے رُتبہ کے ہوئے ہیں۔" (فوات الوفیات تالیف ابن شاکر کتبی مصر ۱/۸)

مسالک الأبصار عام معلومات یا جنرل نالج کی بہت ضخیم کتاب ہے جو بقول صَفَدی مؤلف نے بڑی تقطیع کی بیس جلدوں میں لکھی تھی اور جس کا فوٹو نسخہ اس وقت تینتالیس جلدوں میں مصر کی قومی لائبریری میں محفوظ ہے۔ عربی میں جنرل نالج پر تصنیف کی ابتدا تیسری صدی ہجری میں ہوئی' اس کا محرک سرکاری ملازمین بالخصوص سکریٹریوں اور وزیروں کی معلومات میں وسعت' ہمہ گیری اور توازن پیدا کرنا تھا ابن قُتیبہ (م ۲۷۰ھ) کی عُیون الأخبار اس صنف کی اولین تصنیف ہے' آٹھویں صدی ہجری کے دو ہم عصر ادیبوں نے جنرل نالج پر دو بڑی کتابیں لکھیں۔ نُوَیری (م ۷۳۲) نے نہایۃ الأرب فی فنون العرب اور ابن فضل اللہ عُمَری نے زیادہ وسیع پیمانہ پر مسالک الأبصار۔ اس کتاب میں مؤلف نے بہت سی بکھری ہوئی معلومات یکجا کردی ہیں۔ بالفاظ دیگر مسالک کوئی طبعزاد کتاب نہیں ہے بلکہ اس کا اکثر مواد پچھلے مصنفوں سے مستعار لیا گیا ہے۔ ان مصنفوں کی بیشتر کتابیں اب نایاب ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب کا ایک قلیل حصہ خود مؤلف کے ذاتی آرا' مشاہدات یا ہمعصر اشخاص مثلاً سیاحوں' سفیروں اور معلموں کے بیانات پر مبنی ہے' ہندوستان پر اُن کا جو طویل باب ہے وہ بیشتر زبانی معلومات پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے کتاب کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے' ایک حصہ میں ملکوں کے جغرافیہ' شاہراہوں' ہواؤں' خشکی اور سمندر کے عجائبات اور بڑے بڑے شہروں کی جائے وقوع کا ذکر ہے' دوسرے میں دُنیا کے حیوانات' جمادات اور اقوام کا' حیوانات میں چرندوں' پرندوں' ..... کیڑے مکوڑوں کا' جمادات میں غلّوں' پھلوں' ترکاریوں اور کانوں کا' اقوام میں شرق و غرب کے نئے پُرانے بسنے والوں کا' مؤلف نے اسلامی دنیا کے مشہور سیاسی اور اداری شخصیتوں' طبیبوں' عالموں اور فقیہوں کے سوانح اور حالات بھی دیئے ہیں' اور ہر ملک کی تاریخ ۷۴۴ھ تک بیان کی ہے۔ چنگیز خانی مغلوں' ہندستانیوں' ترکوں اور کُردوں کے حالات خاص اہتمام اور تفصیل سے پیش کئے ہیں۔" (تاریخ آداب اللغۃ العربیہ' جرجی زیدان مصر ۱۹۳۱ء ۳/۲۲۷)

صفدی لکھتے ہیں :-

"چنگیزی مغلوں نیز ہندی و ترکی بادشاہوں کی تاریخ سے ان جیسا کوئی واقف نہ تھا، اسی طرح مختلف ملکوں کے جغرافیہ، پیداوار، خصائص، اور اُن کی شاہراہوں کے علم میں بھی وہ یگانۂ وقت تھے" (فوات الوفیات ۱/۸)

قاہرہ کے دار الکتب میں مسالک الأبصار کے دو نسخے ہیں، ایک مصوّر یعنی بشکل فوٹو ستائیس جلدوں میں، دوسرا ہاتھ کا لکھا، دونوں میں کتابت کی خوب خوب غلطیاں ہیں اور وہ حصّہ زیادہ مسخ ہے جس میں ہندوستان کا ذکر ہے، اس کے علاوہ دونوں میں مضمون کی کمی بیشی، تقدیم و تاخیر اور لفظی اختلاف بھی ہے۔

مولف نے ہندوستان پر ایک مستقل باب قلمبند کیا ہے جسمیں اپنے ہمعصر سلطان محمد بن تغلق (۷۲۵ - ۷۵۲ھ چودھویں صدی عیسوی) کے حالات اور سیرت پر سیاحوں، معلّموں اور سفیروں کی زبانی روشنی ڈالی ہے۔ ممکن ہے ان لوگوں کے بعض بیانات مثلاً وہ جن کا تعلق تغلق شاہ کی فیاضی اور فوج کے اعداد و شمار اور تنخواہوں سے ہے، مبالغہ یا سہو سے آلودہ ہوں، تاہم بحیثیت مجموعی یہ باب نہایت اہم ہے کیونکہ اس میں ایسی نادر تاریخی، اجتماعی اور اقتصادی معلومات ہیں جن سے خود ہندوستان میں لکھی تاریخوں کا دامن خالی ہے، اس کے علاوہ اس باب میں تغلق شاہ کی آئینِ جہانداری اور پبلک سیرت کی ایک ایسی تصویر بھی نظر آتی ہے جو اُس تصویر سے بہت مختلف ہے جو بعض ہمعصر مورخوں نے اُن سے ذاتی ناراضگی یا فقہی و مسلکی اختلاف کی بنا پر پیش کی ہے۔ اس مستقل باب کے علاوہ کتاب میں اور خاص طور پر اس کے دوسرے حصہ میں ایسی دلچسپ معلومات ہیں جو یعنی شاہد یا موجودہ وقت میں نایاب کتابوں سے لی گئی ہیں اور جن سے قرونِ وسطیٰ کے ہندی رسم و رواج، کلچر و عقائد کے چہرہ کے بہت سے خط و خال واضح ہو جاتے ہیں۔

خورشید احمد فارق
دسمبر ۶۱ء

۱- سلطنتِ ہند و سندھ

یہ ایک عظیم الشان سلطنت ہے، روئے زمین پر کوئی دوسری سلطنت نہ تو وسعتِ حدود اور نہ کثرتِ دولت و لشکر میں اس کا مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ سفر و حضر میں اس کے بادشاہ کے ٹھاٹ باٹ

اور اس کے پایۂ تخت کی شان و شوکت ہیں، ساری دنیا میں اِس سلطنت کا شہرہ ہے، میں اس کے بارے میں جو خبریں سنتا اور کتابوں میں جو حالات پڑھتا وہ مجھے بھاتے اور میرے اوپر اثر ڈالتے لیکن یہ سلطنت چونکہ بہت دور تھی، اس لئے متعلقہ خبروں کی توثیق سے قاصر تھا۔ جب میں نے مسالک الأبصار لکھنا شروع کی اور ثقہ راویوں سے حالات دریافت کئے تو میں نے جو سُنا تھا اور اُس کے بارے میں جو رائے قائم کی تھی اُس سے اُسے بہت بڑھا چڑھا پایا، مختصر یہ سمجھ لو کہ اس سلطنت کے سمندر میں موتی ہوتے ہیں، خشکی میں سونا، پہاڑوں میں یاقوت و الماس، وادیوں میں صندل و کافور، شہروں میں بادشاہوں کے تخت ہیں، یہاں ہاتھی اور گینڈا جیسے بڑے اور عجیب جانور پائے جاتے ہیں، اس کے اسٹیل سے مشہور ہندی تلواریں بنتی ہیں، یہاں لوہے، پارہ اور سیسے کی کانیں ہیں، یہاں کا ایک بو دار زعفران ہے، اس کی بعض وادیوں میں بلّور ملتا ہے، یہاں انسانی منافع کے وسائل فراواں ہیں، چیزوں کے نرخ سستے ہیں، فوج بے شمار ہے اور شاہی غلام بے اندازہ، یہاں کے لوگ دانا اور فلسفی عقل ہوتے ہیں، خواہشات نفس پر قابو رکھنے، نیز دیوتاؤں اور بادشاہوں کی خوشنودی یا تقرب کے لئے بے دریغ جان دینے میں ان کی مثال نہیں ملتی۔

اپنی کتاب تحفۃ الألباب میں (اندلسی مؤلف) محمد بن عبدالرحیم غرناطی نے لکھا ہے
"ہند اور چین میں شاندار حکومتیں ہیں، یہاں خوب انصاف ہوتا ہے، خدا نے بڑی بڑی نعمتیں ان کو عطا کی ہیں، یہاں کی سیاست و حکومت عمدہ ہے، لوگ خوشحال ہیں اور امن و عافیت کی زندگی بسر کرتے ہیں، فلسفہ، طب، ہیئت اور اعلیٰ قسم کی دستکاریوں میں اہل ہند سب قوموں سے بازی لے گئے ہیں، ہند کے پہاڑوں اور جزیروں میں صندل و کافور پیدا ہوتا ہے اور ہر قسم کی خوشبودار بوٹیاں جیسے لونگ، جائفل، بالچھڑ، دارچینی تج، بید کا خوشبودار تیل، الائچی، کبابہ، جاوتری اور مختلف قسم کی طبی جڑی بوٹیاں، مُشکی ہرن اور زباد بلی بھی پائی جاتی ہے، یہاں لیکن زیادہ تر لنکا میں مختلف قسم کے یاقوت کی کانیں ہیں"

۲۔ شاہ ہند کا خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کو مراسلہ

ابن عبدربہ نے اپنی عقدُ الفرید میں نُعیم بن حَماد کی سند پر بیان کیا ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی کے رُبع اوّل میں شاہ ہند نے عمر بن عبدالعزیز (۹۹ - ۱۰۱ھ) کو ایک مراسلہ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:۔

"شاہ شاہان کی طرف سے جو ہزار بادشاہوں کا بیٹا ہے اور جس کی بیوی ہزار شاہوں کی بیٹی ہے، جس کے اصطبل میں ہزار ہاتھی ہیں، جس کے دو دریا ہیں جن کے دامن میں ناریل پیدا ہوتا ہے اور ایسا عود وکافور جس کی مہک بارہ میل دور تک جاتی ہے، اُس عرب سلطان کے نام جو خدا کی ذات واختیار میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، واضح ہو کہ میں آپ کی خدمت میں ایک تحفہ بھیج رہا ہوں، تحفہ کیا سلام و آداب، میری خواہش ہے کہ آپ میرے پاس کوئی عالم بھیجیں جو مجھے اسلام کی تعلیم سمجھا دے۔ والسّلام"

۳۔ تغلق شاہ کی سلطنت کے حدود

مجھے شیخ عارف، بقیہ سلف کرام، مبارک بن محمود انباتی نے بتایا جو بڑے ثقہ ہیں اور جن کو شاذان حاجب خاص کی اولاد میں ہونے کا شرف حاصل ہے اور جن کے بیانات چونکہ وہ اور اُن کے اسلاف اس ملک کے چھوٹے بڑے سلاطین کے مقرب رہے ہیں صحیح معلومات پر مبنی ہیں کہ یہ سلطنت بے حد لمبی چوڑی ہے، درمیانہ چال سے تین برس چاہئیں اس کی لمبائی اور چوڑائی طے کرنے کے لئے، اس کا عرض لنکا سے براہ سومنات غزنہ تک ہے اور طول عدن کے سامنے والے بندرگاہ[۲] سے

---

[۱] شاید وِنیادِت دکن کا چالوکیا تاجدار مراد ہے جس نے ۶۹۶ سے ۷۳۳ء عیسوی تک حکومت کی اور جو عمر بن عبدالعزیز کا ہمعصر تھا

[۲] غالباً کولم جو موجودہ ریاست کیرالا میں واقع ہے۔

جہاں بحرِ ہند کی حد بحرِ محیط سے ملتی ہے، سدِّ سکندر تک، اس ملبے چوڑے رقبہ میں بڑے شہروں کا ایک جال بچھا ہے جہاں شاہی نمائندے اور تخت نشین حاکم رہتے ہیں، جہاں ضلعے، قصبے، گاؤں، تعلقے اور بازار ہیں، جہاں ہر طرف آبادی اور زراعت ہے۔ شیخ مبارک کی رائے، کہ اس سلطنت کی لمبائی تین سال کی مسافت کے بقدر ہے، غور طلب ہے کیونکہ اتنی مسافت تو کل آباد دنیا کی بھی نہ ہوگی ہاں اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سارے شہروں کا گشت کرنے کے لئے تین سال درکار ہیں تب کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔

شیخ مبارک نے بتایا کہ اہل قراجل (کماؤں پہاڑ) سلطان دہلی کے تابع فرمان ہیں، انھوں نے ایک مقررہ خراج کے مقابلہ میں سلطان سے عارضی صلح کرلی ہے، قراجل پہاڑوں میں سونے کی سات کانیں ہیں، جن سے بے شمار دولت حاصل ہوتی ہے۔

خشکی اور سمندر کی یہ بڑی سلطنت چند غیر مفتوحہ جزیروں کو چھوڑ کر موجودہ سلطان دہلی (محمد بن تغلق) کے قبضہ میں ہے، ساحل کی ایک بالشت زمین بھی ایسی نہیں جس پر اس کا عمل دخل نہ ہو، اس سلطنت کے سارے طول و عرض میں اُس کا سکہ چلتا ہے اور اس کے نام پر خطبہ پڑھا جاتا ہے اور کہیں اس کا کوئی حریف نہیں۔

۴۔ تغلق شاہ کی فتوحات

شیخ مبارک :۔ میں بڑی بڑی فتوحات میں سلطان (محمد بن تغلق) کے ہمرکاب رہا، مختصراً کچھ چشم دید حالات بیان کرتا ہوں، سلطان نے سب سے پہلے اوڑیسہ (جاج نگر) فتح کیا۔ یہاں ستر شاندار شہر ہیں، سب کے سب ساحل سمندر پر، جاج نگر کی آمدنی کا ذریعہ جواہرات، ہاتھی، مختلف قسم کا سوتی کپڑا، عطر اور خوشبودار جڑی بوٹیاں ہیں، اس کے بعد بنگال (لکنوتی) فتح کیا، یہاں نو راجاؤں کی حکومت تھی، اس کے بعد دیوگیر (موجودہ مہاراشٹر) جہاں چوراسی زبردست قلعے ہیں، شیخ برہان الدین ابوبکر خلال بزّی کی رائے ہے کہ صوبہ دیوگیر میں بارہ لاکھ گاؤں ہیں، بزّی کے اس

Marfat.com
Marfat.com

قول کے بعد اب ہم شیخ مبارک کا بیان جاری رکھتے ہیں : دیوگیر کے بعد سلطان نے دور سمندر (موجودہ میسور) کا صوبہ فتح کیا' یہاں سلطان بلال دیوا اور پانچ غیر مسلم راجاؤں کی حکومت تھی' اس کے بعد معبر (موجودہ ریاست مدراس) فتح کیا' اس شاندار علاقہ میں نوے بندرگاہ ہیں' اس کی آمدنی کا انحصار عطریات' خوشبودار اشیاء' لاس ریشم' سوتی پارچہ اور غیر ملکی عمدہ اور نادر مصنوعات پر ہے۔

۵۔ تغلق شاہ کے صوبے

فقیہ علامہ سراج الدین[۱] ابو صفا عمر بن اسحاق بن احمد شبلی عوضی جو ہند کے صوبہ عوض (اودھ) کے باشندے اور ممتاز فقہا کے اس زمرہ سے ہیں جو سلطان دہلی کی خدمت میں رہتے ہیں' بیان کیا کہ بادشاہ کی عملداری میں تیئیس (۲۳) صوبے[۲] ہیں :

۱۔ دہلی	۱۰۔ کلانور (ہماچل پردیش)
۲۔ دیوگیر	۱۱۔ لاہور
۳۔ ملتان	۱۲۔ بداؤں
۴۔ کہرام	۱۳۔ عوض (اودھ)
۵۔ سامانا	۱۴۔ قنوج
۶۔ سیوستان (زیریں مغربی سندھ)	۱۵۔ کڑہ (الٰہ آباد)
۷۔ اُچ (بالائی سندھ)	۱۶۔ بہار
۸۔ ہانسی	۱۷۔ لکھنوتی (بنگال)
۹۔ سرستی (مشرقی پنجاب)	۱۸۔ مالوہ

[۱] بقول قلقشندی یہ قاہرہ کے بیذمریۃ کالج میں پروفیسر بھی رہے تھے۔ صبح الاعشیٰ مصر، ۵/ ۷۲

[۲] نقشہ دیکھیے مقابل صلہ

۱۹۔ گجرات

۲۰۔ جاج نگر (اوڑیسہ)

۲۱۔ تلنگانہ (مشرقی آندھرا)

۲۲۔ معبر (ریاست مدراس)

۲۳۔ دوارا سمندر (میسور و کیرالا)

ان صوبوں میں بارہ سو بڑے شہر ہیں، جہاں سلطان کے نائب رہتے ہیں، یہاں آباد ضلعوں اور دیہاتوں کا ایک جال سا بچھا ہوا ہے جن کی صحیح تعداد تو مجھے (شیخ مبارک) نہیں معلوم۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ صوبۂ قنوج ایک سو بیس لاکھ دیہاتوں پر مشتمل ہے، ایک لاکھ سو ہزار کا ہوتا ہے، اس حساب سے کل دیہاتوں کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ ہوئی مالوہ کا صوبہ قنوج سے بڑا ہے لیکن اس کے گاؤں کی صحیح تعداد نہیں بتا سکتا، معبر کا صوبہ کئی جزیروں پر مشتمل ہے جو اتنے بڑے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بذات خود ایک شاندار سلطنت ہے جیسے کولم، فتن، لنکا[1] اور ملیبار۔

۶۔ بنگال میں گنگا پر دو لاکھ کشتیاں

دریائے لکنوتی (گنگا) پر دو لاکھ چھوٹی بڑی کشتیاں دوڑتی پھرتی ہیں، ان کی رفتار اتنی تیز ہوتی ہے کہ اگر تیر انداز کشتی کے آخری حصہ پر تیر پھینکے تو وہ اُس کے وسط میں آکر گرے، بڑی کشتیوں کی تعداد کم ہے، لیکن ان میں ایسی بھی ہیں جہاں چکیاں لگی ہیں اور تنور و بازار ہیں، یہ کشتیاں اتنی لمبی چوڑی ہوتی ہیں کہ بعض اوقات اُن کے ایک حصہ کے مسافر دوسرے حصوں کے مسافروں سے عرصہ تک ناواقف رہتے ہیں۔

۷۔ دیوگیر (اورنگ آباد)

دلّی ہندوستان کا پایۂ تخت ہے، دوسرا پایۂ تخت قبۃ الاسلام دیوگیر ہے، دلّی اقلیم رابع میں

---

[1] جہاں تک ہمیں معلوم ہے لنکا کے سوا ان میں سے کوئی بھی جزیرہ نہیں، کولم موجودہ کیرالا کا اور فتن (ملیفتن)، معبر کا بندرگاہ تھا، ملیبار (مالابار)، دکن کے مغرب میں ساحلی پٹی کا نام تھا، رہا جزیرۂ لنکا تو وہاں مقامی راجاؤں کی حکومت تھی۔

Marfat.com

واقع ہو۔ مؤلف کتاب سلطان حماۃ[۵] (ابو الفدا) نے اپنی کتاب تقویم البلدان میں بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔" شیخ مبارک: دیوگیر تیسری اقلیم میں ہے، میں نے جب چھوڑا تو وہ پوری طرح تعمیر نہیں ہوا تھا مجھے وہاں سے آئے چھ سال ہوتے ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ ہنوز ادھورا ہے، کیونکہ تعمیر بہت بڑے رقبہ میں شروع ہوئی تھی اور بڑی بڑی عمارتیں بنانے کا پروگرام تھا۔ تغلق شاہ نے شہر کے نقشہ میں ہر طبقہ کے لئے محلّے بنانے کی رعایت رکھی تھی، ایک محلہ فوج کے لئے تھا، دوسرا وزیروں اور سکریٹریوں کے لئے، تیسرا ججوں اور عالموں کے لئے، چوتھا صوفیوں اور درویشوں کے لئے، پانچواں تاجروں اور پیشہ وروں کے لئے، ہر محلّہ میں عام ضروریات کا انتظام کیا گیا تھا، جیسے مسجد، اذان کا منارہ، بازار، حمّام، چکیاں، تنور اور ہر صنف کے کاریگر بسائے گئے تھے، جیسے سُنار، رنگریز، چرم ساز، تاکہ ایک محلہ کے لوگ خرید و فروخت اور لین دین میں دوسرے محلّہ کے محتاج نہ رہیں اور ہر محلّہ پوری طرح خود کفیل ہو۔

۸۔ غیر آباد علاقہ

اس سلطنت میں غیر آباد علاقہ یا تو بیس دن کی مسافت (تقریباً چار سو میل) کے بقدر غزنہ سے متصل ہے اور اس کی وجہ شاہ ہند کی شاہ ترکستان و ماوراء النہر سے باہمی جنگ و پیکار ہے، یا غیر آباد پہاڑ (ہمالیہ) یا تہ بہ تہ گھاٹیاں ہیں، لیکن یہاں سے جو خوشبودار اور طبّی بوٹیاں فراہم ہوتی ہیں ان سے مزروعہ علاقہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔

۹۔ ملتان

فاضل نظام الدین یحیٰی بن حکیم نے مجھے (مؤلف کتاب کو) ایک پرانی کتاب سے روشناس کیا جو ہندوستان کے بارے میں ہے اور جس میں لکھا ہے کہ ملتان کی علمداری میں ایسے ایک لاکھ

---

[۵] شمالی شام کا ایک شہر اور صوبہ۔

چھبیس ہزار گاؤں ہیں، جن کا سرکاری رجسٹروں میں اندراج ہے، ملتان اور دلی چوتھی اقلیم میں واقع ہیں اور ہندوستان کے باقی حصے دوسری و تیسری ہیں۔ مملکت ہند کا رقبہ بہت بڑا ہے، یہ صحت بخش ملک ہے، البتہ اُن علاقوں کی آب و ہوا اچھی نہیں جہاں چاول کی کاشت ہوتی ہے اس کتاب میں یہ تصریح بھی ہے کہ محمّد بن قاسم نے سندھ میں چالیس بُہار سونا پایا، ایک بُہار تین سو تینتیس پونڈ کے مساوی ہوتا ہے۔ سلطنت ہند کی مغربی حد غزنہ اور قندھار تک جاتی ہے۔

۱۰۔ دریا، آب و ہوا، غلّے، پھل اور پھول

میں نے شیخ مبارک سے اندرونِ ہند کے حالات پوچھے تو اُنھوں نے کہا:۔ ہند میں قریب دو ہزار چھوٹے بڑے دریا ہیں اُن میں سے کچھ نیلؔ کے برابر ہیں، دریاؤں کے کنارے گاؤں اور شہر آباد ہیں ہند میں بڑے بڑے مرغزار اور گھنے درخت پائے جاتے ہیں، ملک کی آب و ہوا معتدل ہے، موسموں میں فرق نہیں ہوتا[۱]، سال بھر بہار کا موسم رہتا ہے، ہوائیں چلتی ہیں، اور بادِ صبا محوِ خرام رہتی ہے، بارش چار مہینے برابر ہوتی ہے، بالعموم بہار کے آخر سے لیکر گرمی تک، یہاں مختلف قسم کے غلّے پیدا ہوتے ہیں:۔ گیہوں، چاول، جو، چنا، مسور، اُرد، لوبیا، تل، فُول مٹر تقریباً نہیں ہوتا، مؤلف کتاب:۔ میرا خیال ہے کہ فول نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہند فلسفیوں اور مفکروں کا ملک ہے اور اُن کا عقیدہ ہے کہ فُول سے جوہرِ عقل کو نقصان پہونچتا ہے۔ اسی لئے صابئہ[۲] فرقے نے بھی اس کا کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔

شیخ مبارک:۔ پھلوں میں انجیر اور انگور کم ہوتے ہیں، انار کھٹا، میٹھا اور کڑوا تینوں قسم کا، کیلا، خوبانی، کھٹا، لیمو، نارنگی، املی، گولر، کالا شہتوت، خربوزہ، تربوز، ککڑی، کھیرا، میٹھا خوب ہوتا ہے، انجیر اور انگور، دوسرے پھلوں کی نسبت بہت کم ہے، امرود ہوتا ہے اور باہر سے بھی

[۱] یہ کہتے وقت راوی کے پیش نظر غالباً ساحلی مقامات تھے۔

[۲] میسوپوٹامیہ کے قدیم ہیاکل پرست باشندے۔

منگایا جاتا ہے، ناشپاتی اور سیب امرود سے کم پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہند میں ایسے پھل بھی ہوتے ہیں جو مصر، شام اور عراق میں نہیں ہوتے جیسے آم، اہوا، کچ (؟)، کرہیکا (؟)، ابجلی (؟)، بکی (؟)، نغزک آم۔ ان کے علاوہ اور بھی لذیذ و بڑھیا پھل ہوتے ہیں۔ ناریل بڑا خوش ذائقہ پھل ہے... [۱] کیلا خوب ہوتا ہے لیکن دہلی اور آس پاس کے ضلعوں میں نہایت کم یاب ہے، پھر بھی درآمد کئے ہوئے کیلے کی دلی میں ریل پیل رہتی ہے، گنے کی سارے ہندوستان میں ہر جگہ افراط ہے، اس کی ایک قسم سیاہ اور سخت چھلکے والی چوسنے کے لئے بہترین ہوتی ہے۔ یہ گنا کسی دوسرے ملک میں نہیں پایا جاتا۔ گنے کی باقی قسموں سے بڑی مقدار میں کھانڈ بنائی جاتی ہے جو مصری سے سستی ہوتی ہے، یہ ڈلی جیسی نہیں ہوتی بلکہ سفید میدہ کی طرح باریک ہوتی ہے، ہندوستان میں جیساکہ شیخ مبارک نے مجھے بتایا اکیس قسم کے چاول ہوتے ہیں، شلجم، گاجر، کدو، بینگن، مارچوبہ (ہلیون) اور ادرک بھی ہوتی ہے۔ ہری ادرک کو گاجر کی طرح پکایا جاتا ہے، اس کی ہانڈی اتنی لذیذ ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا سالن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، چقندر، لہسن، پیاز، صعتر پودینہ اور سولف (شمار) بھی پائی جاتی ہے، گوناگوں اقسام کے پھول ہوتے ہیں جیسے گلاب، نیلوفر، بنفشہ، مشک بید، نرگس، گل مہندی، تل کا تیل ہوتا ہے اور جلانے کے کام آتا ہے، لیکن زیتون کا تیل نہیں ہوتا اور باہر سے منگایا جاتا ہے، شہد کی فراوانی ہے، موم بتی صرف شاہی محل میں جلائی جاتی ہے، عوام اس کو نہیں کھا سکتے

۱۱۔ چرند و پرند

ہندوستان میں چرنے والے مویشی اور پالتو پرند بے شمار ہیں، بھینس، گائے، بکری، بھیڑ، پالتو پرند جیسے مرغی، کبوتر، مرغابی، گھٹیا قسم کے پرندا تنے ہیں کہ ان کی نہ مانگ ہے نہ قیمت۔

---

[۱] یہاں کچھ لفظ کتابت سے رہ گئے ہیں اور کچھ مسخ کر دیئے گئے ہیں۔

۱۲۔ کھانے اور مٹھائیاں

یہاں بازاروں میں قسم قسم کے کھانے بکتے ہیں: بھنا گوشت، مطنجن، تلا گوشت مورع (؟) اور ایک دو نہیں ہینسٹھ قسم کے حلوے اور مٹھائیاں، پھلوں کا رس اور ایسے شربت جو مشکل سے کہیں اور ملیں گے۔

۱۳۔ پیشے ور

ہندوستان میں تلوار، تیر، نیزے، زرہ بکتر اور دوسرے قسم کے ہتھیار بنانے والے، نیز سنار زرکار، زین ساز اور دوسرے صنعت گر بیشمار پائے جاتے ہیں خواہ ان کی صنعت عورتوں کے لئے مخصوص ہو خواہ مردوں کے لئے خواہ اہل قلم کے لئے خواہ اہل تلوار کے لئے یا عوام کے لئے۔

۱۴۔ اونٹ، خچر، گھوڑے

ملک میں اونٹ کم ہیں، بس بادشاہ یا بڑے عہدہ دار، خان، امیر اور وزیر اونٹ رکھتے ہیں گھوڑوں کی کوئی کمی نہیں، ان کی دو قسمیں ہیں: ایک عربی نسل اور دوسرے ترکی دروی نسل کے (براذین) اکثر گھوڑے اچھا کام نہیں دیتے، اس لئے آس پاس کے ترکی ملکوں سے منگائے جاتے ہیں، عربی گھوڑے بحرین، یمن اور عراق سے درآمد ہوتے ہیں، اچھی نسل کے عراقی گھوڑے، جن کی بھاری قیمت وصول کی جاتی ہے، ہند میں ہیں لیکن کم، زیادہ دن یہاں رہنے سے بیمار ہو جاتے ہیں۔

ہندوستان میں گدھے اور خچر دونوں کی سواری معیوب خیال کی جاتی ہے، کوئی فقیہ اور عالم خچر پر سواری پسند نہیں کرتا، اور گدھے پر سوار ہونا تو ہندیوں کی نظر میں سخت عار کی بات ہے اس لئے سب کی سواری کا جانور گھوڑا ہی۔ خوش حال اور سرکاری عہدہ دار باربرداری کے لئے بھی

گھوڑا استعمال کرتے ہیں اور عام لوگ پالان ڈالکر گائے بیل، بیل کی رفتار تیز اور قدم لمبے ہوتے ہیں۔

۱۵۔ شہر دلّی، وہاں کی عمارتیں، باغ، اسکول، شفاخانے، کنوئیں، حوض

میں نے شیخ مبارک سے شہر دلّی اور اس کی بناوٹ اور دیگر حالات کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے بتایا کہ یہ کئی شہروں کا مجموعہ ہے، جس کے ہر شہر کا ایک مستقل اور جانا بوجھا نام ہے لیکن عملاً دلّی کا اطلاق سارے مجموعہ پر ہونے لگا ہے۔ دلّی طول و عرض میں دور تک پھیلی ہوئی ہے، اس کی آبادی کا دَورچالیس میل ہے، عمارتیں پتھر اور اینٹ کی ہیں، چھتیں لکڑی کی اور فرش مرمر جیسے ایک سفید پتھر کے، دلّی کے مکان زیادہ سے زیادہ دُومنزلے ہوتے ہیں، مرمر کا فرش صرف شاہی عمارتوں میں لگایا جاتا ہے، شیخ ابوبکر بن خلال نے کہا کہ یہ پُرانی دلّی کے مکانات کا خاکہ ہے، وہاں جو نئی بستیاں وجود میں آئی ہیں ان کے مکانوں کا انداز مختلف ہے، اس وقت دلّی کا اطلاق اکیس شہروں پر ہوتا ہے (یہاں باغ ایک سیدھے خط پر برابر برابر لگائے جاتے ہیں ہر خط کی لمبائی مشرق، شمال اور جنوب میں بارہ میل ہے، غربی سمت میں باغ نہیں ہیں[۵]) کیونکہ ادھر لہابہ پہاڑ (اراولی) کا سلسلہ ہے۔

دلّی میں ایک ہزار اسکول ہیں، اُن میں ایک کو چھوڑ کر جہاں شافعی فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے باقی سب حنفی مذہب ہیں، ہسپتال لگ بھگ ستّر ہیں، یہاں بیمارستان (ہسپتال) کو دارالشفار کہتے ہیں۔

دلّی اور اس کے ماتحت علاقوں میں دو ہزار خانقاہیں اور سرائیں ہیں، شہر میں بڑی بڑی عمارتیں لمبے چوڑے بازار اور بڑی تعداد میں حمام ہیں، شہر کا سارا پانی کنوؤں سے نکالا جاتا ہے جو زیادہ گہرے نہیں ہوتے، اُن کی زیادہ سے زیادہ گہرائی چودہ فٹ ہوتی ہے اور ہر کنوئیں پر چرخیاں لگی ہوتی ہیں، پینے کے لئے بارش کا پانی جو بڑے بڑے حوضوں میں جمع ہوجاتا ہے، استعمال کیا جاتا ہے، ہر حوض کا قطر تیر کی مسافت کے بقدر یا اس سے کچھ زیادہ ہوتا ہے، یہاں وہ جامع مسجد ہے جس کا منارۂ اذان

[۵] بریکٹ کی عبارت فوٹو نسخہ سے ماخوذ ہے

مشہور ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ روئے زمین پر بلندی میں اس کی نظیر نہیں، شیخ برہان الدین بن خلاّل بزّی صوفی کی رائے میں قطب مینار کی اونچائی تقریباً بارہ سو فٹ (چھ سو ذراع) ہے۔

شیخ مبارک :- دلّی میں تغلق شاہ کے جو محل اور کوٹھیاں ہیں وہ اُن کی اور اُن کی بیگمات کے لئے مخصوص ہیں، ان میں ان کی باندیوں، محبوب کنیزوں، نوکروں اور غلاموں کے لئے کمرے ہیں، بادشاہ کے ساتھ کوئی خان یا امیر نہیں رہتا، یہ فوجی افسر صرف آداب بجالانے حاضر ہوتے ہیں اور پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، آداب و کورنش کے لئے دن میں دو بار حاضری ہوتی ہے، صبح کو اور بعد عصر۔

۱۶ - فوجی عہدے دار اور فوج

فوجی افسروں کے عہدوں کی ترتیب اس طرح ہے :- سب سے اوپر خان، پھر ملک، پھر امیر، پھر اِصفہلار، پھر سپاہی، سلطان کی نوکری میں اسّی یا زیادہ خان ہیں، اور لشکر نو لاکھ سواروں پر مشتمل ہے، ان کی ایک مقررہ تعداد دہلی میں رہتی ہے اور باقی مملکت کے دوسرے حصّوں میں، ساری فوج کو سرکار سے تنخواہ ملتی ہے اور سب پر بادشاہ کے لطف و کرم کا سایہ ہے۔ تغلق شاہ کے لشکر میں ترک، ختطا، فارسی، ہنداور دوسرے ملکوں کے لوگ شامل ہیں، ہندی فوج میں دو جنگجو قومیں قابلِ ذکر ہیں :- بھیل اور چھتری، ساری فوج گھوڑوں اور اعلیٰ قسم کے ہتھیاروں اور شاندار وردیوں سے لیس ہے، اکثر فوجی اور سپاہی فقہ سے دلچسپی لیتے ہیں، خاص طور پر وہ اور دوسرے مسلمان عام طور پر حنفی فقہ کے پیرو ہیں، سلطان کے پاس تین ہزار ہاتھی ہیں جو جنگ کے وقت لوہے کی سُنہری پوشش پہنتے ہیں، دوسرے اوقات میں مختلف قسم کے ریشم اور کارچوب کی جھولوں میں ملبوس ہوتے ہیں، اُن کی پیٹھ پر محل اور تخت بنا کر سجائے جاتے ہیں، تخت پر کیلیں جڑ کر لکڑی کے بُرج بنائے جاتے ہیں اور ہندی سورما ان محلوں اور تختوں پر بیٹھ کر لڑتے ہیں، ایک ہاتھی پر اس کی طاقت اور جُثّہ کے لحاظ سے چھ سے دس آدمی تک سوار ہوتے ہیں، سلطان کے بیس ہزار ترکی غلام ہیں اور بقول

بڑی دس ہزار خصی لونڈے، اس کے علاوہ ہزار خزانچی اور ہزار شمقدار[1] اور دو لاکھ ایسے مسلح غلام جو ہر وقت سلطان کے ہمرکاب رہتے ہیں اور پا پیادہ اس کے آگے لڑتے ہیں۔

۱۷۔ فوج کی تنخواہ

تغلق شاہ کے خان، ملک، امیر اور اصفہلار اپنے سپاہیوں کو گذارے کے لئے جائداد نہیں دیتے جیسا کہ شام اور مصر میں دستور ہے بلکہ اُن میں سے ہر افسر خود اپنے گذارے کا ذمہ دار ہوتا ہے، فوج اور سپاہیوں کو خود بادشاہ نوکر رکھتا ہے، اور شاہی خزانہ سے اُن کو تنخواہ ملتی ہے جو جائداد خان، ملک، امیر یا اصفہلار کے لئے مقرر ہوتی ہے وہ اس کے ذاتی اخراجات کے لئے ہوتی ہے، حاجبوں (داروغہائے باب عالی) اور دوسرے سول افسروں کو اُن کے رُتبہ کے مطابق تنخواہ ملتی ہے، اصفہلار یہ کا مرتبہ اتنا بلند نہیں ہوتا کہ وہ بادشاہ کے قریب آسکیں، خان کی کمان میں دس ہزار سوار ہوتے ہیں، مُلک کی کمان میں ہزار، امیر کی کمان میں سَو اور اصفہلار کی کمان میں اس سے کم۔ ان سب افسروں کو سرکار سے جائدادیں ملتی ہیں جن کی آمدنی سرکاری تخمینہ سے اکثر زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہوتی، بلکہ اکثر خرچ کے تخمینہ سے دوچند ہوتی ہے، ہر خاندان کی جائداد دو لاکھ تنکے کے بقدر ہوتی ہے، ایک لاکھ سو ہزار کے برابر ہوتا ہے اور ہر تنکہ آٹھ درہم (چار روپئے) کے مُساوی، یہ رقم خان کے ذاتی اخراجات کے لئے خاص ہے، اس سے فوج پر کچھ خرچ نہیں کیا جاتا، ہر مُلک کی تنخواہ ساٹھ ہزار تنکہ سے پچاس ہزار تنکہ تک ہے اور امیر کی چالیس ہزار سے تیس ہزار تک، اصفہلار کا مشاہرہ بیس ہزار یا اس کے لگ بھگ، سپاہی کی تنخواہ دس ہزار تنکہ سے ہزار تنکہ تک، سلطان کے ترکی غلاموں کا مشاہرہ پانچ ہزار تنکہ سے ہزار تنکہ تک، کھانا لباس اور گھوڑے کا چارہ مفت، سپاہیوں اور ترکی غلاموں کو جائداد نہیں دیجاتی بلکہ خزانہ سے تنخواہ ملتی ہے۔ خان، ملک، امیر اور اصفہلار

---

[1] کفش بردار۔

کو جائدادیں دی جاتی ہیں جن کا سرکاری تخمینہ بہت کم ہوتا ہے، بہرحال جائداد کی آمدنی اگر تخمینہ سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہوتی، کسی کسی عہدہ دار کی آمدنی تخمینہ کے دو چند سے بھی زیادہ ہوتی ہے سلطان کے ہر غلام کو مہینہ میں ایک من (چالیس سیر) گیہوں اور چاول راشن ملتا ہے اور تین سیر گوشت یومیہ اور پکانے کا سامان متعلقہ، اس کے علاوہ ہر ماہ چاندی کے دس تنکے (چالیس روپے) اور سال میں چار جوڑے۔

۱۸۔ ریشمی کڑھائی اور بُنائی کا کارخانہ

سلطان محمد بن تغلق کا دِلّی میں ایک کارخانہ ہے جہاں ریشم اور کڑھائی کا کام ہوتا ہے اور چار ہزار کاریگر ہیں جو خلعتوں اور وردیوں کے لئے قسم قسم کے ریشمی کپڑے بنتے اور کاڑھتے ہیں، اس کے علاوہ چین، عراق اور اسکندریہ سے جو کپڑا درآمد ہوتا ہے وہ بھی یہاں کاڑھا جاتا ہے۔ سلطان ہر سال دو لاکھ جوڑے بانٹتا ہے، ایک لاکھ جاڑے میں اور ایک لاکھ گرمی میں، سردی کے جوڑے بیشتر اسکندریہ کے کپڑے سے بنائے جاتے ہیں، اور گرمی کے اُس ریشم سے جو دلّی کے "دارالطراز" یا کڑھائی گھر میں بُنا جاتا ہے، یا چین و عراق سے درآمد ہوتا ہے، شاہی جوڑے خانقاہوں کے درویشوں کو بھی بانٹے جاتے ہیں۔

سلطان کے چار ہزار زرکار ہیں جو اس کے اور اس کے حرم کے کپڑے تیار کرتے ہیں اور خلعتیں بناتے ہیں، جو اس کی طرف سے، اربابِ حکومت، اور اُن کی خواتین کو عطا کی جاتی ہیں۔

۱۹۔ گھوڑوں کی بخشش

تغلق شاہ ہر سال دس ہزار عربی گھوڑے بانٹتا ہے۔ اُن میں سے کچھ زین و لگام کے ساتھ دیئے جاتے ہیں اور کچھ جو عربی نسل کے ہوتے ہیں بغیر زین و لگام کے۔ زین و لگام والے گھوڑوں کی قسمیں ہیں: اُن میں سے کچھ کو محض پوشش یا وردی دی جاتی ہے اور کچھ پوشش کے علاوہ زیور سے بھی آراستہ

ہوتے ہیں، بعض پوشتنوں پر چاندی کا کام ہوتا ہے اور بعض پر سونے کا۔ رہے ترکی یا دوغلے گھوڑے تو اُن کی داد و دہش شمار سے باہر ہے۔ باوجودیکہ سُلطان کی سلطنت میں گھوڑے خوب ہوتے ہیں اور بڑی تعداد میں باہر سے درآمد کئے جاتے ہیں، لیکن چونکہ وہ گھوڑے بانٹنے میں بڑا فیاض ہے، اس لئے ہر ملک سے گھوڑے منگاتا ہے، اور اس مد میں بڑی رقمیں صرف کرتا ہے، اور چونکہ ہند میں شاہی داد و دہش کے علاوہ بڑے بڑے لشکروں کی ضروریات اور ملک کی بڑھی ہوئی آبادی کی وجہ سے گھوڑوں کی مانگ زیادہ ہے، اس لئے یہاں گھوڑے بہت مہنگے ہوتے ہیں اور اُن کے تاجر خوب نفع کماتے ہیں۔

بحرین کے اُن بڑے تاجروں میں سے جو سُلطان کو عربی گھوڑے فراہم کرتے ہیں ایک تاجر علی بن منصور عُقَیْلی نے مجھے بتایا کہ ہند کے لوگ عمدہ گھوڑے کی ایک خاص پہچان رکھتے ہیں، اس پہچان والے گھوڑے کو وہ ہر قیمت پر خرید لیتے ہیں۔

۲۰۔ وزیر، سکریٹری، چیف جسٹس اور محتسب

تغلق شاہ کا نوجی نائب ایک خان ہے جس کو امریت (؟) کہتے ہیں، اس کی سرکاری جائداد ملک عراق سے کم نہیں ہوگی، بادشاہ کا ایک وزیر ہے جس کی جائداد بھی عراق کے لگ بھگ ہے، بادشاہ کے چار مزید نائب ہیں جن میں سے ہر ایک کو "شِقدار" کہتے ہیں اور ہر ایک کا مشاہرہ بیس ہزار تنکے (اسی ہزار روپے) سے لیکر چالیس ہزار تنکہ تک ہے، اس کے چار دبیر یا سکریٹری ہیں، ہر سکریٹری کو حکومت کی طرف سے بڑی آمدنی والا ایک بندرگاہ ملا ہوا ہے، ہر سکریٹری کے ماتحت تین سو کلرکوں کا عملہ رہتا ہے۔ صفِ آخر کے کلرک کی تنخواہ دس ہزار تنکے (دس تنکے۔ فوٹو نسخہ) ہے، صفِ اوّل کے کلرکوں کو سرکار کی طرف سے گاؤں اور جائدادیں ملتی ہیں، بعض کے پاس پچاس پچاس گاؤں ہیں۔

صدرِ جہاں یا چیف جسٹس کی جائداد دس دیہاتوں پر مشتمل ہے، جن سے تقریباً ساٹھ ہزار تنکے

اور کہا کہ یہ رقم بصرہ، کوفہ اور عراق کے مزاروں کے مجاوروں میں بانٹ دینا، بیغضان کی نیت خراب تھی، اُس نے اپنی ساری دولت ساتھ لی اور یہ ارادہ کر کے عازمِ سفر ہوا کہ پھر لوٹ کر سلطان کے پاس نہیں آئے گا، اتفاق کی بات ہے کہ وہ اسوقت پہونچا جب ابو سعید کا انتقال ہو چکا تھا بیغضان کی بن آئی اور وہ بغداد چلا گیا، اُس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ تقریباً پانچسو گھوڑے تھے، بغداد سے وہ دمشق آیا اور وہاں سے عراق لوٹ گیا اور بغداد میں مستقل اقامت اختیار کرلی ۔ ۔ ۔ ۔"

۲۶۔ شاہی عدالت

شیخ ابو بکر بزی صوفی :۔ تغلق شاہ کے خوف سے دل کانپتے ہیں اور جب اس کا جلوس نکلتا ہے تو زمین لرزتی ہے، وہ امورِ مملکت سے گہری دلچسپی لیتا ہے اور خود انصاف کرنے بیٹھتا ہے خواجہ احمد بن خواجہ عمر بن مسافر :۔ رعایا کی درخواستوں پر غور کرنے کے لئے عام دربار کرتا ہے، اُس وقت سکریٹری کو چھوڑکر کسی انسان کو ہتھیار تو کیا چاقو تک لیکر اس کے حضور میں آنے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن وہ خود پوری طرح ترکش، کمان اور تیر سے مسلح ہوتا ہے، اس کا معمول ہے کہ جہاں بیٹھتا ہے ہتھیار ساتھ ہوتے ہیں۔

۲۷۔ شاہی سواری

سلطان کی سواری کبھی جنگ کے لئے نکلتی ہے کبھی دہلی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک محل سے دوسرے محل کو جانے کے لئے، لیکن جب وہ میدانِ جنگ کو جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے پہاڑ چل رہے ہیں، ریگ بہہ رہا ہے، سمندر اُمنڈ آتے ہیں، بجلیاں چمک رہی ہیں اور ایسے منظر دکھائی دیتے ہیں جنھیں آنکھیں باور نہیں کرتیں، اور جن کے بیان سے زبان قاصر ہے، بادشاہ کی ہتنی پر ایک شہر یا مستحکم قلعہ ہوتا ہے (جس میں وہ بیٹھتا ہے) ہر طرف ڈھول ہی ڈھول نظر آتی ہے اور دن کے رُخِ روشن پر خاک کے سیاہ بادل چھا جاتے ہیں۔

۲۸۔ شاہی جھنڈے

سلطان کا شعار کالا جھنڈا ہے جس کے بیچ میں ایک سنہرا ستارہ ہوتا ہے، کسی اور کو کالا جھنڈا رکھنے کی اجازت نہیں، فوج کے میمنہ میں کالے جھنڈے ہوتے ہیں اور میسرہ میں لال، ان پر بھی سنہری پٹیاں ہوتی ہیں، باقی افسروں کے جھنڈے حسب حیثیت ہوتے ہیں۔

۲۹۔ نقارے اور ڈھول

سفر اور حضر دونوں میں تغلق شاہ کے لئے اتنے نقارے اور ڈھول بجائے جاتے ہیں جتنے سکندر کے لئے بجائے جاتے تھے، یعنی دو سَو بوجھ نقارے، چالیس بوجھ بڑے ڈھول، بیس بگل اور دس جھانجھ، اس کے لئے ہر نماز کے وقت بھی نقارہ بجایا جاتا ہے۔ سفر میں اس کے ساتھ بے شمار روپیہ ہوتا ہے اور بہت سا عجیب و غریب سامان۔

۳۰۔ شکار

شکار میں تغلق شاہ کے ہم رکاب تھوڑی فوج ہوتی ہے یعنی ایک لاکھ سوار اور دو سَو ہاتھی، ان کے علاوہ لکڑی کے چار محل آٹھ سو اونٹوں پر، دو سو اونٹ فی محل کے حساب سے، ہر محل پر کالے ریشم کے پردے جن پر سونے کا کام ہوتا ہے لگے ہوتے ہیں، ہر محل دو منزلہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ متعدد خیمے ڈیرے ہوتے ہیں۔

۳۱۔ تفریح

جب سلطان تفریح یا اس سے ملتے جلتے کسی کام کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے تو اس کے ہمراہ تقریباً تیس ہزار سوار ہوتے ہیں، اتنے ہی ہاتھی، اور ہزار کوتل گھوڑے، زین، لگام اور زیور و طوق سے مزیّن، ان میں سے بعض کی پوشش پر جواہرات اور یاقوت بھی لگے ہوتے ہیں۔

۳۲۔ محل سے محل کو شاہی سواری

ایک محل سے دوسرے محل کو شاہی سواری کا ذکر کرتے ہوئے شیخ محمد خُجندی نے جو دِلّی آکر شاہی لشکر میں ملازم ہوگئے تھے مجھے بتایا کہ جب سُلطان کی سواری ایک محل سے دوسرے محل کو گئی تو وہ سوار تھا اور اس کے سر پر چتر لگا تھا اور سلاحداریہ (شاہی گارڈ) اس کے پیچھے ہاتھوں میں ہتھیار لئے ہوئے تھے۔ بادشاہ کے آس پاس تقریباً بارہ ہزار غلام تھے، سب کے سب پیدل، بس چتر بردار، سلاحداریہ اور جمداریہ یعنی لباس بردار سوار تھے۔

شیخ مُبارک نے مجھے بتایا کہ تغلق شاہ کے سر پر سات چتر ہوتے ہیں جن میں سے دو پر انمول موتی ٹکے ہوتے ہیں، اس کے دیوان خانہ (مجلس) کی شان و شوکت، آن بان اور شاہنشاہی رکھ رکھاؤ میں سکندر اور ملک شاہ بن الپ ارسلان کے سوائے اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

۳۳۔ حضر میں سلطان کے ہمرکاب خان وملوک کے لئے جھنڈے اور گھوڑے رکھنے کا ضابطہ

خان، ملوک اور امیر سفر ہو یا حضر جب سلطان کے ہمرکاب ہوتے ہیں تو اُن کے ساتھ جھنڈوں کا ہونا ضروری ہے، ایک خان زیادہ سے زیادہ نو جھنڈے اور ایک امیر کم سے کم تین جھنڈے ساتھ رکھ سکتا ہے، حضر میں خان زیادہ سے زیادہ دس کوتل گھوڑے ساتھ رکھ سکتا ہے اور امیر دو، لیکن سفر میں کوئی قید نہیں اسے اختیار ہے اپنی مقدرت کے مطابق جتنے چاہے ساتھ لے لے۔ جب یہ فوجی افسر بابِ شاہی پر آتے ہیں تو اُس کے سورج کے سامنے اُن کے ستارے ماند پڑجاتے ہیں اور اس کا سمندر اُن کے بادلوں کو نگل جاتا ہے۔

۳۴۔ سلطان کی فروتنی اور علم و فضل

محمد بن تغلق اتنی شان و شوکت کے باوجود بڑا منکسر اور متواضع بادشاہ ہے۔ ابوصفا عمر بن

شبلی نے بیان کیا :- " میں نے دیکھا کہ سلطان اپنی سواری سے اترا اور ایک درویشِ صالح کے جنازہ کے پاس گیا اور اسے کندھا دیا' بادشاہ میں بہت سی خوبیاں ہیں :- قرآن اور ہدایہ جو حنفی فقہ میں ہے' اس کو ازبریاد ہے' معقولات میں بھی نہایت اچھی دستگاہ رکھتا ہے' خط پاکیزہ ہے' اس نے جسمانی' روحانی اور ادبی ریاضت بھی خوب کی ہے' شعر کہتا ہے اور شعر سنانے کی فرمائش بھی کرتا ہے' اشعار کے معانی و مطالب خوب سمجھتا ہے' علماء فضلاء سے بحث و مناظرہ کرتا ہے' شعرا اور بالخصوص فارسی شعرا کی غلطیاں پکڑتا ہے' جس کی وجہ اس کی فارسی مہارت اور زبان دانی ہے ۔ میں نے اس مسئلہ پر کہ " گذرے کل " کو " آج " پر کس حیثیت سے ' تقدم ' حاصل ہے ' اس کو بحث کرتے سنا' منطقی کہتے ہیں کہ ' تقدم ' یا تو باعتبار زمان ہوگا یا باعتبار رتبہ یا باعتبار ذات' اس لئے یہ جائز نہیں کہ تقدم کسی ایک حیثیت سے بھی ہو (؟) تغلق شاہ کی رائے تھی کہ اس دلیل سے اہل منطق کا مذکورہ بالا موقف ٹوٹتا ہے ' کیونکہ " کل " کا تقدم " آج " پر مذکورہ بالا کسی اعتبار سے نہیں ہے (؟)

۳۵. علمی مباحثے

ابو صفا شبلی :- میں نے سلطان کو سب عالموں سے گو کہ ان کی تعداد بہت تھی' فرداً فرداً باتیں کرتے دیکھا' بہت سے عالم اس کے دربار سے منسلک ہیں' ماہِ رمضان میں ان میں سے ایک صدرِ جہان کے حکم سے ہر دن بادشاہ کے ساتھ افطار کرتا ہے بشرطیکہ کوئی نکتہ بیان کرے' پھر سب عالم اس نکتہ پر بادشاہ کے حضور بحث و مباحثہ کرتے ہیں اور وہ خود ان کے ساتھ باتیں اور بحث کرتا ہے اور ارکانِ مجلس اس پر اعتراض بھی کرتے ہیں ۔

۳۶. سلطان اور جرم

ناجائز کاموں کی وہ بالکل رخصت نہیں دیتا' اور غیر قانونی حرکتوں پر کسی کو آزاد نہیں چھوڑتا'

کسی کی مجال نہیں کہ اس کی عملداری میں کھلم کھلا جرم کرے، اور شراب سے تو اس کو بے حد چڑھ ہے، شراب نوشی کی قانونی سزا (اسّی کوڑے) دیتا ہے اور اس کے مقربین میں جو شراب پیتا ہے اُس کی سزا تو بڑی عبرتناک ہوتی ہے۔

۳۷۔ ایک خان کو سزا

سید شریف تاج الدین بن ابی مجاہد حسن سمرقندی نے مجھ سے کہا: دِلّی کے ایک بڑے خان کو شراب کی لت تھی اور وہ اس کا بڑا عادی ہو گیا تھا، سلطان اس کو منع کرتا لیکن وہ باز نہ آتا۔ ایک دن بادشاہ کو اتنا سخت غصہ آیا کہ اُس نے خان کو گرفتار کر لیا اور اُس کی ساری دولت جو تینتالیس کروڑ ستر لاکھ مثقال[1] سونے کے مساوی تھی، ضبط کر لی۔ بادشاہ کی شراب سے نفرت اور ہندوستان کی کثرتِ دولت کے ثبوت کے لئے یہ قصّہ کافی ہے، مذکورہ رقم کا اگر مصری قنطار میں حساب لگایا جائے تو میزان تینتالیس ہزار سات سو قنطار ہو گی اور یہ میزان اتنی بڑی ہے کہ اس کا شمار مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

۳۸۔ دادودہش

شریف حسن سمرقندی نے جو دنیا کے سیاح ہیں اور مختلف ملکوں کا گشت کر چکے ہیں، ہندوستان کی دولت کے بارے میں ایسے قصّے بیان کئے ہیں جن کو سن کر عقل حیران ہوتی ہے جیسا کہ ابھی نقل کردہ یا اُسی جیسے دوسرے قصّے حیرت ناک ہیں۔ محمد بن تغلق کے انعامات اور دادودہش کے واقعات ایسے ہیں جن کو دنیا اپنے محاسن کے صفحات میں جگہ دے گی اور زمانہ اپنے ماتھے کے روشن گوشوں پر ثبت کرے گا۔ اُن میں سے چند یہاں بیان کرتا ہوں۔ شیخ مبارک نے بتایا کہ یہ سلطان ہر دن پورے دو لاکھ تنکے (آٹھ لاکھ روپے) خیرات کرتا ہے، جو شام و مصر کے سکوں میں سولہ لاکھ درہم کے مساوی ہیں

---

[1] ایک مثقال پانچ ماشہ کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ آجکل کے سونے کے بھاؤ سے یہ رقم انیس ارب روپے سے بھی زیادہ ہوئی بظاہر یہ مبالغہ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

کبھی کبھی اس کی خیرات پچاس لاکھ یومیہ تک پہنچ جاتی ہے، اس کا دستور ہے کہ جب بنا چاند نکلتا ہے تو دو لاکھ تنکے (آٹھ لاکھ روپے) خیرات کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی طرف سے چالیس ہزار فقیروں کے روزینے مقرر ہیں، ہر فقیر ایک درہم (آٹھ آنے) اور پانچ رطل (ڈیڑھ سیر) گیہوں کی روٹی یا چاول پاتا ہے، اُس نے مدرسوں میں تنخواہ دار ہزار فقیہ مقرر کئے ہیں جو یتیموں اور عام بچوں کو تعلیم دیتے ہیں، اس کی طرف سے کسی کو دلّی میں بھیک مانگنے کی اجازت نہیں، اگر کوئی محتاج سوال کرتا ہے تو اس کو روکا جاتا ہے اور اس کے واسطے سرکار کی طرف سے روزینہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

فاضل نظام الدین ابو الفضائل یحییٰ بن حکیم ملیاری نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو سعید (ایلخانی تاجدار ایران) کے لشکر (اردو) میں ایک شخص عضد، قاضی یزد کا بیٹا تھا جو وزیر بننا چاہتا تھا لیکن اس کا اہل نہ تھا، اپنے مقصد کے حصول کے لئے وہ وزیروں میں پھوٹ ڈلواتا اور لشکر کے لوگوں میں شورش پھیلاتا تھا، ارباب حل و عقد نے طے کیا کہ اس کو مرکز حکومت سے کہیں دور بھیج دیا جائے، چنانچہ اس کو سفیر بنا کر دلی بھیجا گیا، اس کے ساتھ ایک شاہی خط تھا جس میں سلام و دوستی کے اظہار کے بعد تغلق شاہ کی خیر و عافیت دریافت کی گئی تھی، در اصل یہ سفارت بہانہ تھی عضد بن قاضی کو ملک باہر کرنے کا ارباب حکومت چاہتے تھے کہ وہ پھر نہ لوٹے۔ عضد جب دلّی آیا تو سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور خط پیش کیا تو سلطان اس کے ساتھ تپاک سے پیش آیا، اس کو انعام و خلعت سے نوازا، اس کی قدر و منزلت کی اور اسے نقد روپیہ عطا کیا، پھر جب وہ ابو سعید کے پاس واپس جانے لگا تو سلطان نے اُس سے کہا: "خزانہ میں جاؤ اور تمہارا جو جی چاہے لے لو" عضد شاطر آدمی تھا، خزانہ میں جا کر اس نے ایک قرآن کے علاوہ کچھ نہ لیا، بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اسے تعجب ہوا اور اس نے سید عضد سے پوچھا: تم نے بس قرآن لینے پر کیوں اکتفا کیا؟ سید عضد: حضور کے کرم نے مال و دولت سے مجھے اتنا بے نیاز کر دیا ہے کہ خزانہ میں کتاب اللہ سے بہتر مجھے کوئی چیز نہیں ملی" سلطان اس کے قول سے بہت محظوظ و متاثر ہوا اور اسے بہت سا مال و متاع عنایت کیا اور ایک دوسرا عطیہ بطور تحفہ ابو سعید شاہ ایران کے لئے اس کے ساتھ کر دیا، دونوں کے عطیات کا مجموعہ آٹھ سو تومان

تھا، تومان دس ہزار دینار کے برابر ہوتا ہے اور دینار چھ درہم (تین روپئے) کے[۱] آٹھ تومان کے معنے ہوئے اسی لاکھ دینار یا چار کروڑ اسی لاکھ درہم ! عضد یہ دولت لیکر لوٹا تو اُسے اندیشہ ہوا کہیں لشکر میں اس سے چھین نہ لی جائے، اس لئے اُس نے اس کو کئی حصّوں میں تقسیم کرکے اس طرح پیک کیا کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ امیر احمد بن خواجہ رشید وزیر مملکت غیاث الدین محمد کا بھائی بعض بدعنوانیوں کی پاداش میں لشکر سے نکالا گیا، لیکن غیاث الدین کی پاس خاطر کے لئے اس کو امیر الیگاہ بنادیا گیا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سلطنت کے جس حصہ میں چاہے وہاں کے گورنروں کی عدم موجودگی میں حاکم رہ سکتا ہے۔ اتفاق کی بات کہ احمد بن خواجہ کی سیّد عضد سے سرراہ مڈبھیڑ ہوگئی، اوّل الذکر نے بہت سا سونا چاندی سیّد عضد سے رکھوالیا اور غالباً ابوسعید (شاہِ ایران) اور خاتون کو تحفہ تحائف دینے کے لئے اُس سے کئی اونٹ بھر برتن بھی بنوالئے، میرا خیال ہے اُس نے سیّد عضد کو لشکر لوٹنے کی بھی دعوت دی، لیکن موت نے اُسے آپکڑا، اس کے بعد ابوسعید (شاہِ ایران) اور سیّد عضد بھی چل بسے، حالات بدل گئے اور سونا چاندی خورد بُرد ہوگیا اور اس کے کمانے والوں کو اُس سے فائدہ اُٹھانا نصیب نہ ہوا۔

ابن حکیم: دلی کا یہ سلطان غیر معمولی فیاض ہے اور پردیسیوں کے ساتھ بڑے لطف وکرم سے پیش آتا ہے، ایک فاضل فارس سے اس کے پاس آیا اور اس کی خدمت میں فلسفہ کی کتابیں پیش کیں جن میں ابن سینا کی شفا بھی تھی، اتفاق کی بات کہ وہ جب حاضر ہوا اور کتابیں پیش کیں تو قیمتی جواہرات کا ایک بڑا بنڈل سلطان کے پاس لایا گیا، اُس نے مٹھی بھر موتی بنڈل سے لئے اور نو وارد کو دیدیئے، ان کی قیمت بیس ہزار مثقال سونا[۲] تھی، اس کے علاوہ اس کو بعد میں مزید انعام بھی ملا۔

سیّد شریف سمرقندی نے مجھ سے بیان کیا کہ: اہل بخارا خربوزے لیکر جوجاڑے تک اُن

---

[۱] یعنی عُمری کے وقت کی شرح تبادلہ کے مطابق۔ [۲] ایک سو سولہ روپے فی تولہ کے حساب سے جو اس وقت سونے کا بھاؤ ہے بیس ہزار مثقال لگ بھگ نو لاکھ روپے کے برابر ہوئے۔

کے ہاں چلتے ہیں، بادشاہ کے پاس آتے ہیں اور وہ اُن کو بڑے بڑے عطیئے دیتا ہے، میں ایک شخص سے واقف ہوں جو سلطان کے لئے دو اونٹ بھر خربوزے لیکر چلا لیکن اُن کا بیشتر حصہ راستہ میں خراب ہوگیا اور صرف بائیس خربوزے صحیح و سالم پہنچے، سلطان نے اس شخص کو تین ہزار مثقال[۵] سونا دیا۔ شیخ ابو بکر بن ابی حسن ملتانی نے جو حافظ ابن تاج مشہور ہیں بتایا کہ اس انعام کی خبر ہمیں ملتان میں ہوئی اور اس کا وہاں خوب چرچا ہوا، پھر میں دلی گیا تو میں نے وہاں بھی یہ بات مشہور پائی کہ سلطان محمد بن تغلق کی یہ طے شدہ پالسی ہے کہ کسی کو تین ہزار مثقال سے کم انعام یا عطیہ نہیں دیتے۔

خُجندی نے مجھ سے کہا:۔ میں خُجندہ سے سُلطان محمد بن تغلق کی خدمت میں باریابی کے ارادہ سے چلا اور دہلی آکر اُن سے ملا تو اُنھوں نے مجھے ایک ہزار مثقال[۵] سونا عنایت کیا، پھر مجھ سے پوچھا: تم ہندوستان میں رہنا پسند کروگے یا وطن لوٹنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا:۔ میں یہیں رہنا چاہتا ہوں" سلطان نے مجھے فوج میں بھرتی کرلیا۔

شیخ ابو بکر بن خلّال بزّی صوفی نے مجھ سے بیان کیا: سلطان نے ایک جماعت کے ساتھ جس میں، میں بھی تھا تین لاکھ مثقال[۵] سونا ماورا النہر بھیجا، ایک لاکھ وہاں کے علماء اور ایک لاکھ فقراء میں بانٹنے کے لئے اور ایک لاکھ سے سلطان کا سامان خریدنے کے لئے، سلطان نے ہم سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ شیخ بُرہان الدین ساغرجی، شیخ سمرقند جو علم و زہد میں یکتائے وقت ہیں، کبھی روپیہ پیس انداز نہیں کرتے، تم انھیں چالیس ہزار تنکے (ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے، فی تنکہ چار روپئے کے حساب سے) دینا تاکہ وہ ملتان آجائیں، جب وہ ہماری عملداری میں آجائیں گے تو ہم دل کھول کر اُن کو نوازیں گے، اگر تم انھیں گھر پر نہ پاؤ تو یہ رقم اُن کے متعلقین کو دیدینا، وہ واپسی پر اُن کو دیدیں اور کہیں کہ ہماری خواہش ہے کہ اس روپئے سے وہ ملتان آجائیں۔ بزّی کہتے ہیں کہ جب ہم سمرقند پہنچے تو ہمیں

---

[۵] سونے کے موجودہ نرخ سے لگ بھگ ڈیڑھ لاکھ روپے [۵۲] لگ بھگ ڈیڑھ کروڑ، سونے کے موجودہ بھاؤ کی رو سے

معلوم ہوا کہ شیخ برہان چین جا چکے ہیں، ہم نے روپیہ اُن کی خادمہ کو دیا اور کہا کہ سلطان بڑے خواہشمند ہیں کہ وہ ملتان آجائیں۔

فقیہ ابوصفار عمر بن اسحاق شبلی نے مجھ سے بیان کیا: سلطان محمد بن تغلق سفر میں ہوں یا حضر میں، علمار اُن کے ساتھ ضرور ہوتے ہیں، ایک جنگی مہم پر ہم اُن کے ساتھ جارہے تھے کہ اُن کی ہراول فوج کی طرف سے فتح کی خوش خبری کے خط موصول ہوئے، بادشاہ نے فتح کی خبر سے مسرور ہوکر کہا کہ یہ فتح علمار کی برکت سے حاصل ہوئی ہے، اُس نے حکم دیا کہ سارے عالم خزانہ میں جائیں اور ہر فرد جتنا روپیہ لے سکے لے لے۔ اور اگر کوئی کمزوری کی وجہ سے روپے کی تھیلیاں نہ اُٹھا سکے تو وہ کسی دوسرے کو بھیج دے، علمار خزانہ میں گئے لیکن میں اور مجھ جیسے بہت سے عالم جن کا تعلق صفِ اول سے نہ تھا، رکے رہے، ہر شخص نے دو تھیلیاں اٹھالیں، ہر تھیلی میں دس ہزار درہم (پانچ ہزار روپے) تھے، لیکن ایک عالم صاحب ایسے تھے جنھوں نے تین تھیلیاں لیں، دو بغلوں میں دبالیں اور ایک سر پر رکھی، سلطان اس حریص کو دیکھ کر ہنس پڑا۔ اُس نے پوچھا کہ باقی عالم خزانہ میں کیوں نہیں گئے تو اُسے بتایا گیا کہ اُن کا مرتبہ نیچا ہے جانے والے پروفیسر تھے اور یہ لیکچرر ہیں، سلطان نے حکم دیا کہ ہم سب کو ہزار ہزار دینار دیئے جائیں

۳۹۔ سلطان اور علمار

ابوصفار شبلی نے کہا: یہ سلطان شریعت کا پابند ہے اور اہلِ علم کی قدر کرتا ہے، اُس کی حکومت میں علمار کا احترام کیا جاتا ہے اور وہ اپنا وقار اور بھرم قائم رکھنے کے لئے ظاہر و باطن کی اصلاح کا بے انتہا خیال رکھتے ہیں، چنانچہ وہ ہمیشہ درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں، اور اپنے سارے کام سوچ بوجھ سے کرتے ہیں اور اپنے تمام معاملات میں راہ اعتدال پر رہتے ہیں، یہ سلطان برابر فتوحات میں لگا رہتا ہے، خشکی کی طرف سے اپنی عنان وسنان موڑتا ہے نہ سمندر کی طرف سے۔ اُس نے دور دور تک ہند میں اسلام وایمان کی اشاعت کی روشنی پھیلائی اور رشد و ہدایت کی بجلیاں

Marfat.com

چکا ہیں۔ اُس نے آتش خانے ڈھائے، بت توڑے اور ملک کو غیر صالح عناصر سے پاک کیا، ان سے اس کی ذمی رعایا مستثنیٰ ہے، اس کی کوشش سے شرقِ اقصیٰ تک اسلام پھیل گیا، اُس نے اُمّتِ محمدیہ کا جھنڈا وہاں تک پہونچا دیا جہاں جیساکہ ابو نصر عتبی (مورخ محمود غزنوی) کہتا ہے کبھی کوئی جھنڈا نہ پہونچا تھا، نہ جہاں کبھی آیتِ قرآنی پڑھی گئی تھی، اُس نے مسجدیں آباد کیں، ترنم کے ساتھ اذان دینا اور زمزمہ کے ساتھ قرآن پڑھنا پسند کرایا، اور اسلام کے پیروؤں کو کفار کے سر پر لا بٹھایا اور ان کی دولت و وطن کا وارث بنا دیا۔ خشکی میں اُس کے جھنڈوں کے عقاب ہیں اور سمندر میں کشتیوں کے غراب، غلاموں کی اتنی کثرت ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب ہزاروں کوڑیوں کے مول نہ بیچے جاتے ہوں۔

۴۰۔ غلام اور کنیزیں

میرے سب راویوں نے بتایا کہ خدمت گار کنیز کی قیمت دلّی میں آٹھ تنکے (بتیس روپے، فی تنکہ چار روپے کے حساب سے) سے زیادہ نہیں ہوتی اور جو کنیزیں خدمت اور ہم بستری دونوں کے لئے موزوں ہوتی ہیں اُن کی قیمت پندرہ تنکے (ساٹھ روپے) ہوتی ہے، دوسرے شہروں میں اُن کی قیمت اور بھی کم ہے۔ ابو صفار عمر شبلی نے مجھ سے کہا: میں نے ایک قریب البلوغ اور کارگذار غلام چار درہم (دو روپے) میں خریدا۔ اسی سے غلاموں کی ارزانی کا اندازہ کر لیجئے۔ شبلی: غلاموں کی ارزانی کے باوجود ہند میں ایسی کنیزیں بھی پائی جاتی ہیں جن کی قیمت بیس ہزار تنکے (اسّی ہزار روپے) اور اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ابن تاج نے بھی یہی بات کہی۔ میں نے پوچھا: اس قدر ارزانی کے باوجود کنیزوں کی قیمت اتنی زیادہ کیوں ہے، تو سب راویوں نے باتفاق رائے کہا کہ اس کی وجہ اُن کا صوری و معنوی حُسن ہے، اس نوع کی بیشتر کنیزیں حافظِ قرآن ہوتی ہیں، لکھنا جانتی ہیں، شعر اور تاریخ سناتی ہیں، گانے اور ستار بجانے میں ماہر ہوتی ہیں، شطرنج اور چوسر کھیلتی ہیں اور اپنے کمالات پر فخر و مباہات کرتی ہیں، ایک کہتی ہے:۔ میں

تین دن میں اپنے آقا کا دل موہ لیتی ہوں، دوسری کہتی ہے: میں ایک ہی دن میں اس کے دل کی ملکہ بن جاتی ہوں، تیسری کہتی ہے: میں ایک ہی گھنٹہ میں اس کے دل پر فتح پالیتی ہوں" چوتھی کہتی ہے: دن اور گھنٹے کیا میرا جادو تو آنکھ جھپکتے چلتا ہے" میرے سب راویوں نے متفقہ طور پر کہا کہ ہند کی حسینائیں ترک و قپچاق عورتوں سے زیادہ دلکش ہوتی ہیں، ان کی عمدہ تعلیم و تربیت اور ہنر ذاتی اس پر مستزاد۔ ان کا رنگ بیشتر سنہرا یا چمپئی ہوتا ہے لیکن گوری اور گلفام عورتوں کی بھی کمی نہیں، ہند میں ترک، قپچاق، روم غرض کہ ہر نسل کی عورتیں موجود ہیں لیکن ترجیح "ملاح ہندیات" ہی کو دیجاتی ہے، ان کی دل آویزی، حلاوت اور دوسری خوبیوں کی وجہ سے جن کے اظہار سے الفاظ قاصر ہیں۔

۴۱۔ لباس

سراج الدین عمر شبلی نے مجھ سے کہا: اس سلطنت میں روس اور اسکندریہ سے درآمد کئے السی کے کپڑے نہیں پہنے جاتے الا یہ کہ سلطان کی طرف سے کسی کو پہنائے جائیں، عام طور پر خوش حال لوگ اعلیٰ قسم کی روئی کے کپڑے پہنتے ہیں، روئی کے سوت سے بغداد کے چھوٹے کوٹ سے ملتی جلتی قمیصیں بنائی جاتی ہیں۔ لیکن بغداد کے کوٹ یا نصفی[1] کا ہندی قمیصوں سے کیا مقابلہ! ہند کا سوتی کپڑا اس سے کہیں بڑھیا نرم اور دیدہ زیب ہوتا ہے، اس کی کچھ قسمیں ایسی نرم، گف اور آب دار ہوتی ہیں جیسے اطلس ریشم۔

شیخ مبارک نے مجھ سے بیان کیا: بس وہ لوگ غلاف چڑھی یا زیور سے آراستہ زینوں پر بیٹھتے ہیں جن کو سلطان اس قسم کا انعام عطا کرتا ہے، انعام پانے والے کو اب اس بات کی رخصت ہوتی ہے کہ زین کو پوشش یا زیور سے مزین کرلے، عام طور پر غلاف چڑھی زینوں پر چاندی کا کام ہوتا ہے یا چاندی کے زیور سے انھیں آراستہ کیا جاتا ہے۔

---

[1] نصف پنڈلی تک لمبی قمیص۔

شیخ مبارک : سلطان سرکاری منصب داروں کو خواہ وہ اہلِ سیف ہوں، خواہ اہلِ قلم خواہ اہلِ علم، اعلیٰ قسم کا سامان، جائدادیں، مال و دولت، جواہرات، گھوڑے، زرکار زینیں، زرکار پٹکے اور قسم قسم کے کپڑے عنایت کرتا ہے، اس کے انعام کی فہرست سے صرف ہاتھی خارج ہیں، ہاتھی رکھنا صرف شاہی حق ہے اور اس میں کوئی دوسرا اس کے ساتھ شریک نہیں ہوتا۔

۴۲۔ سلطان کے ہاتھی اور اُن کا راتب

ہاتھی کے کھانے چارہ کے لیے سرکار سے کئی قسم کے راتب مقرر ہیں، سلطان کے تین ہزار ہاتھیوں کے خرچ کے لئے شاید ایک بڑی حکومت کی آمدنی درکار ہوتی ہو، میں نے شیخ مبارک سے پوچھا کہ شاہی ہاتھیوں پر کیا خرچ ہوتا ہے تو انھوں نے کہا: ہاتھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور جیسا ہاتھی ویسا ہی اس کا راتب ہوتا ہے۔ میں ہاتھی کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم غذا بتاتا ہوں: ایک ہاتھی کے لئے زیادہ سے زیادہ بیس سیر چاول، تیس سیر جو، دس سیر گھی اور آدھی گٹھری گھاس درکار ہے[1]۔ مہاوتوں اور دیکھ بھال کرنے والوں کا مشاہرہ بھی بہت ہوتا ہے اور کئی قسم کا۔ ہاتھیوں کا داروغہ اکابر سلطنت میں سے ایک ممتاز آدمی ہے جس کی جائداد بقول شبلی عراق جیسے بڑے ملک کے برابر ہوگی۔

۴۳۔ لڑائی کے میدان میں فوجی ترتیب اور طریقِ جنگ۔

سلاطینِ ہند میدان جنگ میں اس فوجی ترتیب سے کھڑے ہوتے ہیں: قلب لشکر میں بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے ارد گرد ائمہ و علماء، آگے پیچھے تیر انداز، میمنہ اور میسرہ دور دور تک پھیلے ہوئے اور ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں، بادشاہ کے سامنے ہاتھی فوج ہوتی ہے، ہاتھی آہنی تاروں کی جھولیں پہنے ہوتے ہیں اور اُن پر پردے دار بُرج بنے ہوتے ہیں جن میں شور ما

[1] راوی نے ہاتھی راتب کی کم سے کم مقدار نہیں بتائی۔

متعین ہوتے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ برجوں میں تیر پھینکنے کے سوراخ اور جھروکے ہوتے ہیں جن سے جلتے پٹرول کی بوتلیں پھینکی جاتی ہیں، ہاتھیوں کے سامنے پیادہ غلام تلواروں اور ہتھیاروں سے مسلح دشمن کے سواروں پر وار کر کے ہاتھیوں کے لئے راستہ کھولتے ہیں اور اُن کے گھوڑوں کو نکما کرتے ہیں۔ اور عقب میں تیرانداز برجوں سے تیر پھینک کر دشمن کے سواروں کو بھگاتے ہیں اور میمنہ و میسرہ کے سوار دور دور تک چاروں طرف سے دشمن کو گھیر لیتے ہیں اور ہاتھیوں کے پیچھے اور اُن کے آس پاس لڑتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن کے سپاہیوں کو گھس کر لڑنے کی جگہ نہیں ملتی، اور اگر دشمن کا سپاہی گھس بھی آتا ہے تو مشکل ہی سے زندہ بچتا ہے، کیونکہ سلطان کی ہر طرف سے محاصر فوج محتاط رہتی ہے، اوپر سے تیر اور آگ کی بارش ہوتی ہے اور نیچے سے پیدل فوج اُچکنے کے لئے مستعد رہتی ہے، اس طرح دشمن کو ہر جگہ اور ہر طرف موت و تباہی سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تغلق شاہ کو جو فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اور جس پیمانہ پر اُس نے نئے نئے علاقے فتح کئے اور جس طرح اُس نے کفر کے مرکز ڈھائے، جادوگروں کا جادو درہم برہم کیا، اور اہلِ ہند کی بتوں اور مورتیوں سے عقیدت کو جس طرح باطل کیا، ان سب امور میں ہند کا کوئی دوسرا پیشرو مسلم تاجدار اُس کا ہمسر نہیں، سمندر میں اِکّا دُکّا ایسے جزیرے رہ گئے ہیں جہاں اس کی حکومت نہیں اور جن کی اس کو خبر بھی نہیں، اگر ہوتی تو وہ اُن کو بھی مسخر کر لیتا، ہند کی مجلسیں اس کے ذکر کی خوشبو سے مہک رہی ہیں اور...... (؟) وہ آج سلطانِ ہند ہے اس لفظ کا اطلاق صرف اُسی پر ہوتا ہے اور یہ معزز نام اس کے سوا کسی دوسرے کو راست نہیں آتا۔ شبلی نے کہا: مناسب ہو کہ مسلمان اس سلطان کے لئے جو اسلام کی خاطر جہاد کرتا ہے اور جس کے یہ احسانات ہیں اور یہ خوبیاں، خدا سے دعا کریں۔

۴۴۔ بدھ کے دن دربارِ عام

محمد خجندی نے مجھ سے بیان کیا: تغلق شاہ ہر ہفتہ بدھ کے دن ایک مجلس منعقد کرتا ہے،

Marfat.com

جس میں عام لوگ جمع ہوتے ہیں، سلطان ایک وسیع میدان میں بیٹھتا ہے جہاں اس کے لئے ایک بڑا چتر لگایا جاتا ہے، اس کے نیچے ایک نمایاں جگہ پر اونچا سا تخت رکھا جاتا ہے جس پر سلطان متمکن ہوتا ہے، تخت پر سونے کے پتر چڑھے ہوتے ہیں اور جواہرات جڑے ہوتے ہیں، ارباب دولت دائیں بائیں صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں، پیچھے سلاحداریہ اور جمداریہ (لباس بردار .... ؟) اور دوسرے عہدیدار حسب مراتب اپنی جگہ ہوتے ہیں، سلطان کے سامنے صرف صدر جہاں اور سکریٹری بیٹھتے ہیں، حاجب کھڑے رہتے ہیں، عام منادی کرادی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی شکایت یا ضرورت ہو تو لائے، جب کوئی آتا ہے یا سلطان کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو اُسے نہ تو مارا جاتا ہے نہ عرضداشت پیش کرنے سے روکا جاتا ہے، وہ آزادی سے اپنی شکایت پیش کرتا ہے اور سلطان جو مناسب فیصلہ ہوتا ہے صادر کرتا ہے۔

۴۵۔ دربارِ خاص اور آدابِ حاضری

ہفتہ کے باقی دنوں میں سلطان کی مجلس صبح شام منعقد ہوتی ہے جس میں خان، ملک اور امیر حاضر ہوتے ہیں، سلطان کے آدابِ مجلس میں ایک بات یہ ہے کہ کوئی شخص بڑا ہتھیار تو در کنار چھوٹا چاقو تک لیکر اُس کے پاس نہیں آسکتا، اور ہر آنے والے کو سلطان کے پاس جانے سے پہلے بغور دیکھا بھالا جاتا ہے، سلطان کی مجلس سات دروازے دور ہوتی ہے اور پہلے دروازہ پر ایک افسر مامور ہوتا ہے جس کے پاس بگل ہوتا ہے، جب کوئی خان یا ملک یا بڑا آدمی آتا ہے تو وہ افسر بگل بجاتا ہے تاکہ سلطان کو معلوم ہو جائے کہ کوئی بڑی ہستی آرہی ہے اور وہ چوکنا اور تیار رہے؛ بابِ عالی پر آنے والا خواہ کتنا ہی بلند مرتبہ ہو، پہلے دروازہ سے پا پیادہ ہو جاتا ہے اور ساتوں دروازے پیدل چل کر سلطان کی خدمت میں باریاب ہوتا ہے، البتہ معدودے چند لوگوں کو سلطان کی طرف سے رخصت ہے کہ چھ دروازوں تک سوار رہیں، آنے والا جب دروازے طے کرتا ہے تو اس اثنا میں برابر بگل بجتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ ساتویں دروازہ تک پہنچ جاتا ہے جہاں کہ سب آنے

Marfat.com

والے بیٹھ کر باریابی کا انتظار کرتے ہیں، جب ملنے والوں کی تعداد پوری ہوجاتی ہے تو اُن کو حاضری کی اجازت ملتی ہے، داخل ہونے والوں میں جو بیٹھنے کے اہل ہوتے ہیں وہ سلطان کے اردگرد بیٹھ جاتے ہیں اور جو اہل نہیں ہوتے وہ کھڑے رہتے ہیں، قاضی اور وزیر بیٹھتے ہیں، سکریٹری ایسی جگہ کھڑے ہوجاتے ہیں جہاں سلطان کی نظر اُن پر نہیں پڑتی، بساط پھیلا دیئے جاتے ہیں، حاجب عرضداشتیں پیش کرتے ہیں، ہر صنف کی درخواستوں کے لئے الگ الگ حاجب ہوتے ہیں، ساری درخواستیں بڑے حاجب کو دیدی جاتی ہیں، وہ اُنھیں سلطان کے سامنے رکھتا ہے، جلسہ برخاست ہونے پر بڑا حاجب سکریٹری کے پاس آبیٹھتا ہے اور وہ درخواستیں اس کے حوالہ کرتا ہے جن پر سلطان نے حکم لکھے ہوتے ہیں، سکریٹری اُن کو نافذ کر دیتا ہے۔

۴۶۔ عالموں، ندیموں اور گوّیوں کی مجلس

دربارِ عام کے بعد سلطان خاص مجلس کرتا ہے اور اُن عالموں کو بُلاتا ہے جو عادۃً اس کی خدمت میں رہتے ہیں، وہ اُن کے ساتھ بیٹھتا ہے، اُن سے دلچسپی لیتا ہے اور باتیں کرتا ہے، اور اُن کے ساتھ کھانا کھاتا ہے، یہ عالم اُس کے "معتمدِ خاص" ہیں، تھوڑی دیر بعد وہ انھیں لوٹنے کا اِذن دیتا ہے اور اب ندیموں اور گویوں کی محفل گرم ہوتی ہے، کبھی ندیموں سے مصروفِ گفتگو ہوتا ہے کبھی کوئی موسیقار اسے گانا سناتا ہے، لیکن خلوت ہو یا جلوت وہ کسی حال میں بھی پاکبازی، طہارت و عفت کا دامن نہیں چھوڑتا، حرکت و سکون ہر حالت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور خلوت و جلوت دونوں میں خدا پر اُس کی نظر رہتی ہے، نہ خود کسی حرام کا مرتکب ہوتا ہے نہ دوسرے کے ساتھ رو رعایت کرتا ہے۔

۴۷۔ دِلّی میں شراب کا فقدان

شبلی نے مجھ سے کہا: - دلّی میں شراب بالکل نہیں ہوتی، نہ تو ظاہرا نہ چھپا چوری، کیونکہ شراب کے معاملہ میں سلطان خصوصیت کے ساتھ سخت ہے اور شراب نوشوں کو بہت ناپسند کرتا ہے۔

۴۸۔ ہند میں پان سے خاطر تواضع

اس کے علاوہ اہلِ ہند خود بھی شراب سے رغبت نہیں رکھتے اور نہ دوسری نشہ آور چیزوں سے، کیونکہ اُنھوں نے پان کو مسکرات کا نعم البدل بنا لیا ہے، پان حلال و پاک ہے، اُس میں کوئی آلودگی یا ضرر نہیں بلکہ اُس میں ایسی خوبیاں ہیں جو شراب میں مفقود ہیں، مثلاً یہ کہ وہ منہ کو خوشبودار کر دیتا ہے، کھانا ہضم کرتا ہے اور رُوح میں خاص سرور و انبساط پیدا کرتا ہے، ہوش و حواس قائم رکھتا ہے، ذہن کو صاف کرتا ہے اور مزیدار ہوتا ہے، اس کے اجزائے ترکیبی یہ تین ہیں: پان کا پتہ، چھالیہ اور چونا جو خاص طریقہ سے بنایا جاتا ہے۔ شبلی نے کہا: اہلِ ہند کے نزدیک مہمان نوازی کی سب سے پُراحترام شکل یہ ہے کہ پان پیش کیا جائے، اگر کوئی شخص کسی مہمان کی مختلف کھانوں، شربتوں، حلوؤں، عطروں اور پھولوں سے خاطر مدارات کرے لیکن اُس کو پان نہ دے تو گویا اُس نے نہ تو مہمانداری کا حق ادا کیا اور نہ مہمان کی پُوری قدر و منزلت کی، اسی طرح اگر کوئی بڑا آدمی کسی ملاقاتی کی خاطر مدارات کرنا چاہتا ہے تو اس کو پان پیش کرتا ہے۔

۴۹۔ خبر رسانی

علامہ سراج الدین ابوصفا شبلی نے مجھ سے بیان کیا: یہ سُلطان اپنی سلطنت، اپنے لشکر، اور رعایا کے حالات معلوم کرنے کا خاص اہتمام رکھتا ہے، اُس کا ایک ادارہ خبر رسانی ہے، جس کے افسروں کو منہی کہتے ہیں، منہیوں کے کئی گریڈ ہوتے ہیں، اُن میں سے بعض کا تعلق لشکر سے ہوتا ہے اور بعض کا عوام سے۔ منہی کو جب کوئی ایسی بات معلوم ہوتی ہے جس کی خبر بادشاہ کو ہونا چاہئے تو وہ اپنے افسر بالا کو رپورٹ بھیجتا ہے اور وہ اپنے افسر بالا کو، حتّٰی کہ رپورٹ سلطان کو پہنچ جاتی ہے۔

۵۰۔ ڈاک چوکیاں

دور دراز صوبوں سے خبریں بھیجنے کا طریقہ یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ایسی ڈاک

Marfat.com

چوکیاں ہیں جیسی مصر و شام میں پائی جاتی ہیں، لیکن یہاں زیادہ نزدیک ہوتی ہیں، تیر کی چوگنی مسافت پرواز[۱] یا اس سے کچھ کم، ہر چوکی پر دس ڈاک قلی ہوتے ہیں، ان میں سے جس کی باری ہوتی ہے وہ ڈاک لیکر اپنے سے اگلے کے پاس امکان بھر تیزی سے بھاگتا ہے اور اگلی چوکی کے ڈاک قلی کو دیتا ہے، اب یہ بھاگ کر اپنے اگلے ڈاک قلی کے حوالے کرتا ہے، ڈاک دینے کے بعد ہر قلی عادی چال سے اپنی اپنی چوکی کو لوٹ آتا ہے، اس طرح ڈاک دور ترین جگہوں پر کم سے کم وقت میں پہنچ جاتی ہے، ڈاک گھوڑوں اور ڈاک اونٹوں سے زیادہ جلد۔ ہر ڈاک چوکی پر مسجدیں ہیں جہاں نماز باجماعت ہوتی ہے، مسافر ٹھہرتے ہیں، پانی کے لئے تالاب اور کھانے چارہ کے لئے بازار ہیں، اس لئے کسی مسافر کو اپنے ساتھ زادِ راہ اور ڈیرہ خیمہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس سلطان کے اہتمام جہانداری کا ایک نمونہ یہ ہے کہ اس نے سلطنت کی دونوں راج دھانیوں۔ دلی اور دیوگیر کے درمیان ڈاک چوکیوں میں نقاروں کے ذریعہ خبر رسانی کا انتظام کیا ہے جب کسی شہر میں کوئی اہم واقعہ ہوتا ہے یا کوئی قلعہ فتح یا حصار بند ہوتا ہے (؟) تو نقارہ بجایا جاتا ہے، جب اگلی چوکی پر اس کی آواز پہنچتی ہے تو وہاں بھی نقارہ بجنے لگتا ہے، اس طرح سلطان کو جو موقع جنگ سے دور ہوتا ہے، شہر کے فتح یا حصار بند ہونے کی بہت جلد خبر مل جاتی ہے۔

اگرچہ یہ سلطان عوام سے قریب رہتا ہے اور ان کے ساتھ نرمی سے بات کرتا ہے، پھر بھی اس کا رعب داب ایسا ہے کہ لوگوں کے دل کانپتے ہیں، اور گو کہ اس کے محل پر کڑا پہرہ ہے اس سے جو چاہے مل سکتا ہے، یوں تو ہند ہر زمانہ میں خوش حالی اور داد و دہش کے لئے مشہور رہا ہے، لیکن اس سلطان کے عہد میں خاص طور سے رزق کی فراوانی ہے اور خدا نے اپنی نعمتیں دگنی چوگنی کر دی ہیں۔

---

[۱] مصباح المنیر میں تیر کی مسافت پرواز چار سو ذراع یعنی لگ بھگ سوا فرلانگ (۲۶۶ گز) بتائی گئی ہے اس حساب سے دو ڈاک چوکیوں کا درمیانی فاصلہ لگ بھگ پانچ فرلانگ بنتا ہے۔ مصباح المنیر طبع ہند ص۳۵۱

۵۱ - ارزانی

خجندی نے مجھ سے بیان کیا: میں نے اور میرے تین ساتھیوں نے دلّی کے ایک گاؤں میں پیٹ بھر کر گائے کا گوشت، روٹی اور گھی ایک جیتل (چار پیسے) میں کھایا۔

۵۲ - سکّے

اب میں اہلِ ہند کے سکّے بیان کروں گا، اس کے بعد نرخ جو سکّوں کے ذریعہ مقرر ہوتے ہیں اور جن سے نرخوں کا علم ہوتا ہے، شیخ مبارک نے مجھ سے کہا: لکِ احمر کے معنی ہیں سونے کے ایک لاکھ تنکے، ہند کے باشندے تنکۂ احمر کو تنکۂ سُرخ کہتے ہیں اور یہ تین مثقال ...... کے برابر ہوتا ہے، لکِ ابیض کے معنیٰ ہیں چاندی کے ایک لاکھ تنکے، چاندی کا تنکہ آٹھ اٹھنیوں یعنی چار روپے کے برابر ہوتا ہے، یہ اٹھنی قیمت اور وزن میں چاندی کے اس درہم کے مساوی ہوتی ہے جو مصر و شام میں رائج ہے اور جس کی قیمت دونوں ملکوں میں یکساں ہیں، اٹھنی چار سلطانیوں کے برابر ہوتی ہے، سلطانی کو دوانّی کہتے ہیں، سلطانی چھ اٰنّی کا تہائی ہوتی ہے، چھ اٰنّی ہند میں خرید و فروخت کا تیسرا سکّہ ہے، یہ اٹھنی کے تین چوتھائی کے بقدر ہوتی ہے، سلطانی یا دوانّی کے آدھے کو اکنّی کہتے ہیں۔ اکنّی اور جیتل قیمت میں برابر ہیں، ان کے علاوہ ایک سکّہ بارہ اٰنّی ہوتا ہے اٹھنی کا ڈیوڑھا، اور ایک سکّہ سولہ اٰنّی ہوتا ہے، دو اٹھنیوں کے برابر، اس طرح ہند میں کل چھ سکّے رائج ہیں: سولہ اٰنّی، بارہ اٰنّی، اٹھنی، چھ اٰنّی، دوانّی (سلطانی)، اکنّی۔ ان تمام سکّوں کے ذریعہ لین دین اور تجارت ہوتی ہے، لیکن دوانّی زیادہ چلتی ہے، دوانّی کی قیمت مصر و شام کے درہم کے چوتھائی کے برابر ہے، سلطانی (دوانّی) میں آٹھ پیسے ہوتے ہیں، یعنی دو جیتل، جیتل چار پیسے کا ہوتا ہے، اس طرح اٹھنی میں جو مصر و شام کے درہم کے برابر ہے بتیس پیسے ہوئے۔

۵۳۔ اوزان اور نرخ

اہل ہند کے رطل (پونڈ) کا نام سیر ہے[1] سیر ستر مثقال کا ہوتا ہے اور ستر مثقال مصر میں ایک سو دو اور دو تہائی درہم کے برابر ہیں، چالیس سیر کا ایک من ہوتا ہے، ہند کے لوگ ناپنے کے پیمانوں سے ناواقف ہیں، نرخوں میں درمیانی نرخ گیہوں کا ہے یعنی بارہ آنے کا ایک من، جو آٹھ آنے کے ایک من، چاول چودہ آنے کے ایک من، اعلیٰ قسم کے چاول کا نرخ زیادہ ہے، چنے آٹھ آنے کے دو من، گائے اور بھیڑ کے گوشت کا نرخ ایک ہے، دو آنے کا چھ سیر بکری کا گوشت، دو آنے کا چار سیر، لطیخ یا مرغابی بارہ آنے کی ایک (فوٹو نسخہ: روپیہ کی ایک) مرغی چھ آنے کی چار (فوٹو نسخہ: آٹھ آنے کی چار) شکر آٹھ آنے کی پانچ سیر، مصری آٹھ آنے کی چار سیر، موٹی بکری کی عمدہ راس تنکہ (چار روپے) ہیں، گائے بھینس کی اچھی راس دو تنکے (آٹھ روپئے) ہیں اور کبھی اس سے بھی ارزاں۔

ہندی گائے اور بھیڑ کا گوشت زیادہ کھاتے ہیں، میں نے شیخ مبارک سے پوچھا: کیا اس کی وجہ بکریوں کی کمی ہے تو انھوں نے کہا: ”نہیں، بس ان دو جانوروں کا گوشت کھانے کی لوگوں کو عادت پڑگئی ہے، ورنہ بکریاں تو ہر گاؤں میں ہزاروں کے حساب سے ہوتی ہیں، اعلیٰ قسم کی چار مرغیاں آٹھ آنے میں آتی ہیں، کبوتر، چڑیاں اور مختلف قسم کے پرند کوڑیوں کے مول ہیں، ہر قسم کے چرند پرند کی بہتات ہے، یہاں ہاتھی اور گینڈے بھی پائے جاتے ہیں لیکن یہاں کی نسبت سماترا کا ہاتھی زیادہ بڑا اور شاندار ہوتا ہے۔

۵۴۔ لباس

اہلِ ہند عادۃً سفید کپڑے پہنتے ہیں اور پوری آستینوں کے ڈھیلے بانات کے کوٹ درآمد کئے ہوئے اونی کپڑے خوب نفع سے بکتے ہیں، صرف عالم اور درویش اون پوش ہوتے ہیں، سلطان، خان، ملک اور سارے فوجی افسر تاتاری ٹوپی اور کلاہ اوڑھتے ہیں اور خوارزمی قبائیں جو کمر پر چست ہوتی ہیں پہنتے ہیں

[1] برابر ۱/۲ ۱۲ چھٹانک اور درہم = ۱/۳ ۳ ماشہ

بڑھیا لائس ریشم کے چھوٹے عمامے جن کی لمبائی دس بارہ فٹ سے زیادہ نہیں ہوتی، سر پر باندھے جاتے ہیں۔

شریف ناصر الدین محمد حسین کارمی المعروف بہ زُمُرُدی نے جنھوں نے دو بار ہند کا سفر کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کے مہمان رہے، مجھ سے بیان کیا کہ ہند کے لوگ زیادہ تر سفید کپڑے پہنتے ہیں، جمعہ کے دن اکثر لوگ ٹھاٹ دار لباس میں ملبوس ہوتے ہیں جن پر سونے کا کام ہوتا ہے، کچھ لوگوں کی آستینوں پر سونے کے تار سے نقش و نگار بنے ہوتے ہیں، اور کچھ کے مونڈھوں پر جیسا کہ مغلوں کا دستور ہے، قبائیں کی آستینیں مربع ہوتی ہیں اور ان پر جواہرات ٹکے ہوتے ہیں۔ ٹانکنے کیلئے زیادہ تر یاقوت و الماس استعمال کئے جاتے ہیں، لوگ لمبے بال رکھتے ہیں جیساکہ مصر و شام میں فوج کا فیشن ہے لٹوں میں ریشمی فیتے ڈالے جاتے ہیں کمر میں سونے چاندی کے پٹکے چرمی موزے اور مہمیزیں باندھی جاتی ہیں، تلوار صرف سفر کے دوران کمر سے لٹکائی جاتی ہے۔

وزیروں اور سکریٹریوں کا لباس فوجی افسروں کی طرح ہے لیکن وہ پٹکے نہیں باندھتے، کچھ وزیر اور سکریٹری پگڑی کا پلہ صوفیوں کی طرح آگے لٹکاتے ہیں، قاضیوں اور عالموں کا لباس ڈھیلی اچکن یا کوٹ ہوتا ہے، دوسرے لوگ گاؤں کی طرح ڈھیلے کوٹ یا قندرنامی دریائی جانور کی سُرخ فر سے بنے ہوئے کوٹ پہنتے ہیں۔

۵۵۔ دلّی کے لوگ

شبلی نے مجھ سے بیان کیا کہ دلّی کے باشندے ذہین اور خوش فکر ہوتے ہیں، فصیح فارسی اور ہندی بولتے ہیں، بعض اہل علم عربی میں بھی اچھے شعر کہتے ہیں۔ بہت سے مقامی شاعر جو درباری نہیں ہوتے جب سلطان کی شان میں قصیدے لکھتے ہیں تو وہ اُن سے دلچسپی لیتا ہے اور انھیں انعام دیتا ہے، شبلی نے کہا: سلطان کے ایک سکریٹری کا طریقہ ہے کہ فتح یا دوسرے اہم موقعوں پر وہ قصیدہ لکھتا ہے، سلطان کے حکم سے اُس کے شعر گنے جاتے ہیں اور ہر شعر پر سکریٹری کو دس ہزار تنکے (چالیس ہزار روپئے) دیئے جاتے ہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سلطان کو کسی شاعر کے قصیدے

کے بعض شعر پسند آتے ہیں اور وہ یہ سمجھ کر کہ اگر اُس نے شاعر کے لیے انعام میں کوئی خاص رقم مقرر کر دی تو اس کا حق پورا پورا ادا نہ ہو گا وہ شاعر کو حکم دیتا ہے کہ خزانے میں جائے اور جو چاہے لے لے۔ شبلی نے سلطان کی غیر معمولی فیاضی پر میری حیرانی دیکھی تو کہنے لگے کہ اس داد و دہش کے باوجود سلطان حکومت کی نصف آمدنی بھی نہیں خرچ کرتا۔

۵۰۔ ہند میں دولت کی فراوانی

یکتائے روزگار شیخ شمس اصفہانی نے مجھ سے بیان کیا: قطب الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کیمیا کے قائل تھے، میں نے اُن سے بحث کی اور کیمیا کے ذریعہ سونا سازی کو غلط قرار دیا، انھوں نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ سونے کی کتنی بڑی مقدار عمارتوں کے سجانے اور زیور بنانے میں ضائع ہوتی ہے اور جتنا سونا ضائع ہوتا ہے اتنا کانوں سے نہیں نکلتا، مجھے تحقیق سے معلوم ہے کہ گذشتہ تین ہزار سال میں ہندوستان سے سونا بالکل باہر نہیں گیا اور نہ وہ سونا جو باہر سے یہاں آیا، سوداگر ساری دنیا سے خالص سونا لیکر یہاں آتے ہیں اور اس سے عود، طبی جڑی بوٹیاں اور قسم قسم کے گوند خریدتے ہیں، اس سے ظاہر ہوا کہ سونا اگر بنایا نہ جاتا تو بالکل ختم ہو چکا ہوتا، ہمارے شیخ شہاب الدین نے کہا: قطب الدین شیرازی کا یہ قول تو درست ہے کہ جو سونا باہر سے ہندوستان آتا ہے وہ پھر لوٹ کر نہیں جاتا، لیکن اُن کا یہ کہنا کہ کیمیا برحق ہے، صحیح نہیں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ محمد بن تغلق کے کسی پیش رو سلطان نے کوئی علاقہ فتح کیا اور وہاں اتنا سونا ملا کہ تیرہ ہزار بیلوں پر لادا گیا، اہلِ ہند کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ خوب روپیہ جمع کرتے ہیں، کسی سے اگر پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پاس کتنی دولت ہے تو وہ کہتا ہے: یہ تو میں نہیں بتا سکتا لیکن میں دوسرا یا تیسرا پوتا ہوں جو اپنے دادا کی دولت اس گولک میں جمع کر رہا ہوں، مجھے یہ نہیں معلوم وہ کتنی ہے!"

اہلِ ہند روپیہ جمع کرنے کے لیے زمین میں کنوئیں یا گڑھے کھودتے ہیں اور کچھ لوگ

تالاب میں گولک بناتے ہیں جس میں صرف اشرفیاں ڈالنے کے لئے سوراخ ہوتا ہے، ملاوٹ کے ڈر سے وہ نہ تو ڈھلا ہوا سونا لیتے ہیں، نہ سونے کے ٹکڑے اور نہ سونے کی چھڑیں بلکہ صرف دینار لیتے ہیں۔ ہند کے بعض جزیروں کے باشندوں کے پاس جب گھڑا بھر دینار ہو جاتے ہیں تو وہ چھت پر ایک جھنڈا گاڑ دیتے ہیں، کسی کی چھت پر دس اور اس سے بھی زیادہ جھنڈے لگے ہوتے ہیں۔

شیخ برہان الدین ابوبکر بن خلال محمد بزّی نے مجھ سے بیان کیا: اس سلطان (محمد بن تغلق) نے ایک علاقہ میں فوجیں بھیجیں جو حدود دیوگیر کے بالکل آخر میں واقع تھا، یہاں کے باشندے ہندو تھے، اور اُن کا ہر راجہ "رائے" کہلاتا تھا، شاہی فوج جب "رائے" سے نبرد آزما ہوئی تو اُس نے سفیر بھیجے کہ سُلطان سے کہدو کہ ہم سے جنگ نہ کرے اور باربرداری کے جتنے جانور چاہے بھیجدے میں سب کو سونے چاندی سے لاد دونگا، کما نڈران چیف نے سلطان کو "رائے" کی عرضداشت سے مطلع کیا تو سلطان نے جواب میں لکھا کہ "رائے" سے جنگ بند کردو، اور اس کو امان دیکر اپنے ساتھ میرے پاس لے آؤ۔ "رائے" جب حاضر ہوا تو سلطان نے اس کی آؤ بھگت اور عزت کی اور کہا: (دولت کے بارے میں) جو بات تم نے کہی ویسی میں نے آج تک نہیں سُنی، تمہارے پاس کتنی دولت ہے جو تم نے کہا کہ ہم جتنے جانور چاہیں بھیج دیں تم سب کو لاد دو گے؟" رائے: "مجھ سے پہلے اس سلطنت میں سات رائے حکومت کر چکے ہیں اور ہر ایک نے ستر ہزار ماہین دولت جمع کی ہے اور یہ سب میرے پاس موجود ہے۔" راوی: ماہین ایک بڑا حوض ہوتا ہے جس میں چاروں طرف سے سیڑھیوں کے ذریعہ اُترتے ہیں۔" رائے کی یہ بات سُن کر سُلطان حیران ہوا اور حکم دیا کہ اس ساری دولت پر شاہی مہر لگا دی جائے، پھر سلطان نے رائے سے کہا کہ اپنی قلمرو میں کوئی مناسب نمائندہ مقرر کرنے اور خود دہلی میں قیام کرے، سلطان نے اُسے مسلمان ہونے کی بھی دعوت دی لیکن وہ اسلام لانے کے لئے تیار نہ ہوا، سلطان نے اسے اپنے مذہب پر رہنے دیا، رائے دلی میں ٹھہر گیا اور اپنی قلمرو میں نمائندہ مقرر کردیا، سلطان نے رائے کو اس کے شایان شان وظیفہ دیا اور

بہت سارو پیہ اس کے نمائندہ کو اس کے خاندان میں تقسیم کرنے کو بھیجا تاکہ وہ سلطان کی رعایا بننا قبول کرلیں، تو خاتون پر اپنی مہر لگا کر سلطان نے ان کو جیون کا توں رہنے دیا، اس قصہ کے راوی بزرگ ہیں جن کی ثقاہت اور سچ گوئی مسلم ہے، تاہم اگر اس میں کوئی بات صحیح نہ ہو تو اس کی ذمہ داری اُن کے سر ہے۔

علی بن منصور عُقیلی نے جو بحرین کے ایک عرب رئیس ہیں مجھ سے بیان کیا کہ ہمارے سفیر برابر ہندوستان جاتے ہیں اور وہاں کے بہت سے حالات ہمیں معلوم ہیں، یہ خبر پے در پے ہمیں موصول ہوئی کہ اس سلطان نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کی ہیں، کسی مفتوحہ شہر میں ایک تالاب تھا اور اس کے بیچوں بیچ ایک مندر جس کی تعظیم کی جاتی تھی اور لوگ اس کی مورتی پر نذرانے چڑھاتے تھے، جتنے نذرانے آتے وہ اس تالاب میں ڈال دیئے جاتے، سلطان نے شہر فتح کیا تو اُس کی توجہ اس مندر کی دولت کی طرف دلائی گئی۔ تالاب سے ایک بمبا کاٹا گیا جس سے ہو کر سارا پانی نکل گیا، اس کے نیچے جو سونا تھا وہ سلطان نے لے لیا (اور وہ اتنا زیادہ تھا) کہ وہ سوہا تھیوں اور کئی ہزار بیلوں پر لادا گیا۔

عُقیلی نے کہا: سلطان بڑا فیاض ہے اور پردیسیوں کے ساتھ خوب داد و دہش کرتا ہے۔ ہمارے دو عرب اس سے ملنے کے ارادہ سے گئے، انھیں اس کی خدمت میں باریاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور وہ اُن کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا، خلعت سے ان کی عزت افزائی کی اور ان کو خوب روپیہ دیا، حالانکہ وہ یہاں کے معمولی عرب تھے، پھر سلطان نے اُن کو اختیار دیا کہ چاہے ہند میں قیام کرلیں، چاہے وطن مالوف چلے جائیں، ایک نے ہند میں اقامت پسند کی، اُس کو سلطان نے بڑی جائداد دی نیز بہت سارو پیہ اور بہت سے مویشی اور وہ اس وقت ہند میں خوب ٹھاٹ کررہا ہے۔ دوسرے نے وطن جانا پسند کیا، اس کو سلطان نے تین ہزار سونے کے تنکے مرحمت فرمائے اور اس کو خوش و خرم بحرین لوٹا دیا۔

Marfat.com

ہند کے کچھ متفرق حالات[۱]

اس باب میں جو حکایتیں بیان کی گئی ہیں وہ عُمری نے ہمعصر راویوں سے نہیں لی ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا معلومات کا حال ہے، بلکہ اُن کتابوں سے اخذ کی ہیں جو اُن سے کئی سو برس پہلے قلمبند ہو چکی تھیں، جیسے ابو عمران موسیٰ بن رباح کی الصحیح من أخبار البحار و عجائبہا جو مصر کے سلطان کافور اخشیدی (چوتھی صدی ہجری) کے لئے لکھی گئی تھی اور فارسی کپتان بزرگ بن شہریار کی عجائب الہند جو ۱۸۸۳ء میں ہالینڈ کے مشہور شہر لائڈن میں طبع ہوئی تھی لیکن اب بے حد کمیاب ہے۔ موجودہ باب کی بیشتر حکایتیں عجائب الہند سے ماخوذ ہیں، اس میں جہاں جہاں "مجھ سے فلاں نے بیان کیا" کے الفاظ آئے ہیں وہاں مجھ سے کی ضمیر کا مرجع عُمری نہیں بلکہ بزرگ بن شہریار یا وہ مؤلف ہے جس کی کتاب سے عُمری نے حکایت نقل کی ہے۔

۵۷۔ ہند کی کسبیاں

مجھ سے ابو محمد حسن عمر نے بیان کیا کہ ہند کے ہر شہر میں کسبیاں ہوتی ہیں، لیکن ان کی مخصوص اور مشہور گھرانے ہوتے ہیں، ان کے علاوہ باقی لوگ ضبطِ نفس اور عفت پر سختی سے عمل کرتے ہیں، اُس مرد کو سخت ترین سزا دی جاتی ہے جو غیر کسبی سے زنا کرے، اور اس عورت کو بھی سخت سزا ملتی ہے جو ان کسبیوں میں سے نہ ہو جن کے نام سرکاری رجسٹروں میں درج ہوتے ہیں، غیر کسبی عورت اگر کسبی بننا چاہے تو اُس کے گھر والے اس سے سارے ناتے توڑ لیتے ہیں اور اس سے اپنے قطع تعلق کی تحریر لکھ دیتے ہیں اور اسے گھر سے نکال دیتے ہیں اور کبھی اس کو سلام نہیں کرتے، وہ عورت کسبی ہو جاتی ہے لیکن اس کا رُتبہ پیشہ ور کسبیوں سے کم ہوتا ہے، ہندوستان کے ہر شہر میں وہ بوڑھی کسبیاں گواہی دیتی ہیں جن کی مائیں اور نانیاں کسبی تھیں، اُن کی بات اور گواہی ہر

۱۔ دارالکتب قاہرہ میں محفوظ مسالک الابصار کے فوٹو نسخہ رقم ۵۵۹ (معارف عامہ) سے لئے گئے ہیں۔

Marfat.com

معاملہ میں سُنی اور مانی جاتی ہے، جب کوئی مرد کسبی سے اپنے ساتھ رات گذارنے کا وعدہ لے لے اور اس کو بیعانہ دیدے تو پھر اگر اُس کسبی کو کوئی دوسرا آدمی اُسی رات کے لئے دگنے چوگنے روپے بھی دے تو وہ اُس کے ساتھ رات نہ گذارے گی اور پہلے کے ساتھ اپنا وعدہ پُورا کرے گی۔

۵۸۔ زہریلے سانپ

منصورہ (موجودہ حیدرآباد سندھ) کے ایک باشندہ نے جو مانکیر آنا جاتا تھا (مانکیر[1] اور ساحل بلادِ لار یعنی مغربی مہاراشٹرا اور مغربی میسور کے درمیان سینکڑوں فرسخ کا فاصلہ ہے اور یہاں ولبھ رائے کی حکومت ہے) کہا کہ ہند کے بعض پہاڑوں میں ایسے چھوٹے زہریلے چتکبرے، ٹیالے رنگ کے سانپ ہوتے ہیں کہ اگر کسی انسان کو دیکھ لیں اور انسان اُن کو، تو موخرالذکر فوراً مر جاتا ہے" یہ سانپ بڑا ہی زہریلا ہوتا ہے ؟ مولف: اس کو چتکبرے پن کی وجہ سے مُکلّلہ کہتے ہیں (؟) اور یہ اتنا زہریلا ہوتا ہے کہ اگر اس کی نظر کسی جانور پر پڑے تو وہ مر جاتا ہے لیکن اگر وہ اس کے فوراً بعد کسی دوسرے جانور کو دیکھ لے تو پہلا بچ جاتا ہے اور دوسرا مر جاتا ہے کیونکہ زہر کا اثر دوسرے میں سرایت کر جاتا ہے، اس کو مُکلّلہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ دوسری صنف کے ایک سانپ پر سوار ہوتا ہے جو اُسے لئے پھرتا ہے۔

۵۹۔ جنوبی ہند کے شہر جُرفتّن کا ایک مندر

ابوالحسن محمد بن حرب نے مجھ سے کہا کہ شہر جُرفتن[2] کے باہر اُس سے کوئی ساڑھے چار میل دور ایک بڑا مندر ہے جس میں پتھر کی ایک بڑی مورتی رکھی ہے، مندر میں ساٹھ عورتیں ہیں جن کی جسم فروشی کی کمائی مندر کی ضروریات، مورتی کی دیکھ بھال اور مندر کے عملہ پر وقف ہے، اس

---

[1] اناہلواڑہ ولبھ رائے کا پایۂ تخت نربدا دریا سے ۵۸۰ میل جنوب ہیں۔ حدود العالم ص ۲۴۶ تصحیح و توضیح وی منارسکی ۱۹۳۷ء نقشہ دیکھئے۔ [2] متن میں مرس ہے جو غالباً جرفتن کی بگڑی ہوئی شکل ہو۔ جُرفتن شمالی مالابار کا ایک ساحلی شہر تھا۔ نقشہ دیکھئے

مندر ہیں جو پردیسی سفر کو جاتے یا سفر سے لوٹتے وقت آتے ہیں تو وہ ان عورتوں سے مفت اپنی جنسی ضرورت پوری کرتے ہیں، وہ اگر کسی عورت کو کچھ دیں تو وہ نہیں لیتی، اس منصوری نے کہا کہ میں نے بعض سادھوؤں (؟) کو کہتے سُنا کہ عورتوں کے وقف کا سبب یہ ہے کہ ایک راجہ کی رانی کا گزر جو ...... آرہی تھی ایک ناریل کے درخت کے پاس سے ہوا، درخت کے نیچے ایک شخص بیٹھا استمنا بالید کر رہا تھا، یہ دیکھ کر وہ ٹھہر گئی اور اس کے حاشیہ کے لوگ بھی رک گئے وہ ہاتھی پر سوار تھی، رانی کے حکم سے وہ شخص اس کے پاس لایا گیا، وہ آیا تو رانی نے اس سے کہا: "بھلے آدمی تجھے خدا کا کچھ خوف نہیں، تو اچھا خاصہ تندرست آدمی ہے اور یہ کام کرتا ہے؟" اس شخص نے کہا: کیا کروں مجبور ہوں" رانی: تو ایسے شہر میں ہے جہاں کسبیوں کی کوئی کمی نہیں، پھر بھی یہ حرکت کرتا شہر سے واپس جا رہا ہے" اس شخص نے کہا: میں پردیسی ہوں، میرے پاس کچھ نہیں ہے" رانی نے حکم دیا کہ اس کا جھاڑا لیں، جھاڑا لیا گیا تو واقعی اس کے پاس کچھ نہ نکلا۔ رانی کو بیچارہ کی یہ زبوں حالی دیکھ کر بڑا دکھ ہوا اور اس کی آنکھیں بھر آئیں، اس نے کہا: واقعی یہ پردیسی ہے اور مجبور، اس کے پاس پیسہ نہیں کہ کسبی کے پاس جائے، اس کی اور اس جیسے کنگلوں کی تکلیف کا گناہ ہمارے سر ہے" اس نے اپنے سکریٹری سے کہا: میں یہاں سے اس وقت تک نہیں ہلوں گی جب تک تم انجینیروں اور ٹھیکیداروں کو نہیں بلاؤ گے اور اس جگہ ایک مندر کا تخمینہ نہیں لوگے، مندر میں پردیسیوں اور مسافروں کے لئے کسبیاں رکھو جو رات کو ان کے ساتھ رہیں، اس طرح رانی نے مندر بنوایا اور اس میں مورتی رکھی، اور مسافروں کے لئے ساٹھ کنیزیں وقف کیں، جب کوئی کنیز بوڑھی ہو جاتی تو اس کی جگہ جوان رکھ دی جاتی، شہر کا کوئی آدمی یا مندر کا کوئی خدمتگار اگر ان سے جنسی ضرورت پوری کرتا تو اس کو فیس دینا ہوتی، لیکن پردیسیوں سے کچھ نہ لیا جاتا۔

۶۰۔ ایک سانپ کٹے کی دوبارہ زندگی

شیخ بہاء الدین بن سلامہ نے ہند کے دوسرے حالات کے ضمن میں مجھ سے یہ واقعہ بیان

ف یہاں چند بگڑے ہوئے لفظ ہیں جن کی اصلی شکل معلوم نہ ہو سکی۔

Marfat.com

کیا: ہم نے ایک بندر پر لنگر ڈالا جس کے ایک جانب کھیتی تھی، ہم کھیتی کے پاس فروکش ہوگئے، ہمارا ایک ساتھی جو بڑا تاجر اور مالدار آدمی تھا پیٹ کے بل لیٹ گیا، اس کا پیر پھیلا ہوا تھا، کھیت کے آخر سے ایک سانپ نکلا اور اس کا پیر ڈس لیا اس کے بعد سانپ جہاں سے آیا تھا وہاں چلا گیا تاجر بیہوش ہوگیا، ہم نے اس کو پلانے کے لئے تریاق نکالنا چاہا کہ ایک مقامی آدمی نے کہا: تریاق سے کام نہیں چلے گا اگر اپنے ساتھی کی زندگی چاہتے ہو تو سانپ کے منتر والے کو بلاؤ" ہماری درخواست پر وہ خود ایک شخص کو جو سانپ کے کاٹے کا منتر جانتا تھا بلا لایا، منتر والے نے سو دینار (اس وقت کی شرح سے تیرہ چودہ سو روپے) فیس مانگی، ہم دینے کے لئے تیار ہوگئے، اُس نے ابھی منتر کے چند بول پوری طرح زبان سے ادا بھی نہ کئے تھے کہ سانپ آگیا، منتر والا: اس سے کوئی کچھ نہ بولے، سانپ مارگزیدہ کے پاس گیا اور وہ جگہ چوسی جہاں اُسے کاٹا تھا، اس کے بعد وہ لوٹ گیا، مارگزیدہ کھڑا ہوگیا گویا اُس کے کچھ ہوا ہی نہ تھا، ہم نے سو دینار ادا کر دیئے، ہمیں منتر کی کرامات پر بڑی حیرت ہوئی، ہم نے وہ جگہ چھوڑ دی اور بندرگاہ لوٹ آئے۔

۶۱۔ کشمیر کا الماس

مجھ سے ایک شخص نے جو ہند کا سفر کرچکا تھا بیان کیا: میں نے سُنا کہ اعلیٰ قسم کا نادر اور قیمتی الماس کشمیر میں پایا جاتا ہے، وہاں دو پہاڑوں کے بیچ ایک وادی ہے جس میں گرمی ہو یا جاڑا ہر موسم میں چوبیس گھنٹہ آگ جلتی ہے اور اسی وادی میں الماس ہوتا ہے، ہند کے صرف نیچ ذات کے کچھ لوگ اپنی جان ہتیلی پر رکھ کر اس وادی میں جاتے ہیں اور دُبلی بکریاں ذبح کرکے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں اور غلیلوں میں رکھ کر ایک ایک ٹکڑا پھینکتے ہیں، وہ خود آگ کے پاس نہیں جاسکتے، ایک تو اس وجہ سے کہ آگ کی لپٹ بہت تیز ہوتی ہے اور دوسرے لاتعداد سانپ اور اژدھے آگ کے قریب ہوتے ہیں جو منٹوں میں آدمی کا خاتمہ کر دیتے ہیں، جب یہ لوگ گوشت پھینکتے ہیں تو اس کو اُٹھانے گِدھ اُترتے ہیں جو کثرت سے وہاں ہیں، اگر گوشت آگ سے

دور گرتا ہے تو وہ اسے اٹھا لیجاتے ہیں، یہ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ گدھ نے گوشت اٹھا لیا تو اُس کا پیچھا کرتے ہیں، کبھی گوشت کے ٹکڑوں سے الماس کا کوئی دانہ گر پڑتا ہے، کبھی گوشت کا ٹکڑا آگ میں گرتا ہے اور جل جاتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گدھ گوشت کے ٹکڑے پر اُترتا ہے اور وہ ٹکڑا آگ کے قریب ہوتا ہے تو وہ گوشت کے ساتھ خود بھی جل جاتا ہے، کبھی گدھ ٹکڑا زمین پر گرنے سے پہلے ہی اُچک لیتا ہے، ان صورتوں میں سے جو بھی پیش آئے بہرحال الماس حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے، الماس کی مہم پر جانے والے اکثر سانپوں اور اژدہوں کا لقمہ بن جاتے ہیں اور چونکہ الماس بڑا انمول اور قیمتی پتھر ہے اس علاقہ کے راجاؤں میں اُن کی بڑی مانگ ہے، وہ الماس کی مہم پر جانے والوں کی فکر میں رہتے ہیں اور اُن کا بڑا سخت جھاڑ لیتے ہیں۔

۶۲۔ جنوبی ہند میں قرض وصول کرنے کا طریقہ

ہند کے بعض علاقوں (غالباً جنوب) میں یہ رسم ہے کہ اگر کوئی کسی کا مقروض ہوا اور قرض خواہ اُس کے پیچھے پڑنا چاہے تو وہ اُس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: تم بادشاہ کے ہاتھ میں یا پیر میں ہو! یہ سُنکر قرضدار کو سب کام بند کرنا پڑتے ہیں، وہ قرض خواہ کے پاس آ بیٹھتا ہے، اس کی دوکان یا اس کے گھر یا مندر یا مسجد میں، ہندوستان میں ہندوؤں کو مسجد میں آنے کی اجازت ہے، قرض خواہ اور قرض دار دونوں کھانا نہیں کھاتے (یہاں تک کہ قرض ادا نہ ہوجائے) کبھی بادشاہ وقت کسی تاجر کا مقروض ہوتا ہے اور قرض ادا کرنے میں لیت ولعل کرتا ہے تو تاجر اس سے کہتا ہے: بادشاہ سلامت! آپ اپنے ہاتھ میں یا سر میں یا اپنے ماں یا باپ کے سر میں (ماں باپ کا حوالہ اسوقت جب وہ زندہ ہوں) یہ الفاظ سنکر بادشاہ کو سارے کام چھوڑنا پڑتے ہیں اور جب تک وہ قرض ادا نہ کردے کھانا نہیں کھا سکتا، کھانے کا اطلاق صرف چاول پر ہوتا ہے، دوسرے کھانوں پر نہیں۔

۶۳۔ ایک بھیانک خودکشی

مجھ سے ایک راوی نے بیان کیا کہ اُس نے صندابور[1] میں ایک شخص دیکھا جو شہر کا گشت کر رہا تھا

[1] موجودہ ریاست مہاراشٹر کا تجارتی بندرگاہ، بمبئی کے جنوب میں۔

اور اُس کے آگے آگے ڈھول، لاٹھیاں اور بہت سے لوگ تھے، اُس نے اپنے سر میں ایک سوراخ کیا تھا اور دوسرا دل میں اور دونوں جگہ گڑھا سا بنا کر بتی جلا دی تھی اور ایک لوہے کے کنستر سے تیل ڈالتا تھا اور دونوں جگہ لوہے کی دو میخیں ٹھوک دی تھیں، یہ دردناک ہیئت بنا کر وہ تمبا کو چبا تا گلی گلی پھر رہا تھا دوسرے دن اُس کی حالت بے انتہا گر گئی اور وہ آگ میں جل کر مرگیا۔

۴۷۔ سدھائے ہوئے ہاتھی

متعدد لوگوں نے مجھے بتایا کہ انھوں نے ہند کے کسی شہر میں ہاتھی دیکھا جو اپنے مالک کے کام کاج کرتا تھا، ہاتھی کو سودے کا برتن دیا جاتا اور اُس میں کوڑیاں جن کے ذریعہ خرید و فروخت ہوتی، رکھ دی جاتیں اور مطلوبہ چیز کا نمونہ جیسے مرچ، چاول یا کوئی دوسری چیز از قسم سامان، برتن لیکر ہاتھی بنیئے کی دوکان پر جاتا، بنیا اس کو دیکھ کر سب کام چھوڑ دیتا اور سارے گاہکوں کو ہٹا دیتا برتن لیتا، کوڑیاں گنتا اور نمونے دیکھتا، پھر ہاتھی کو نہایت سستے داموں چیزیں دیتا اور سب سے بڑھیا، کبھی بنیا کوڑیاں گنتا اور گننے میں غلطی کرتا تو ہاتھی سونڈ سے کوڑیوں کو الٹ پلٹ دیتا، تب بنیا دوبارہ گنتا، ہاتھی سودا لیکر لوٹ جاتا، کبھی اُس کا مالک چیز کو کم سمجھ کر ہاتھی کو مارتا تو وہ پھر بنیئے کی دوکان کو واپس جاتا اور اُس کا سامان اُلٹ پلٹ اور گڈ مڈ کر دیتا، بنیا یا تو چیز بڑھا دیتا یا کوڑیاں لوٹا دیتا۔ ایسا سدھا ہاتھی جھاڑو دیتا ہے، بستر کرتا ہے، اوکھلی کو سونڈ میں پکڑ کر دھان کوٹتا ہے اور ایک آدمی اس کے لیئے دھان جمع کرتا جاتا ہے، اس کے علاوہ وہ چاول پیستا ہے، پانی پلاتا ہے پانی کے برتن میں ایک رسّی پڑی ہوتی ہے اس میں سونڈ ڈال کر اُٹھا لیجاتا ہے اور سب کام کاج کر لیتا ہے، لمبے سفر کے موقع پر اس کا مالک اُس پر سوار ہو کر جاتا ہے، چھوٹا لڑکا اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر اُسے جنگل لیجاتا ہے، ہاتھی سونڈ سے گھانس اور پتّے توڑتا ہے اور لڑکے کو دیتا جاتا ہے اور وہ انھیں ایک کپڑے میں رکھتا جاتا ہے، یہ چارا ہاتھی اُٹھا کر گھر لیجاتا ہے اور وہاں کھاتا ہے۔ ایسا سدھا ہاتھی مہنگا ہوتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی قیمت دس ہزار درہم (پانچ ہزار روپئے) ہوتی ہے۔

۶۵- مگرمچھ خور سانپ

مجھ سے جعفر بن راشد نے جو بلادِ ذہب (مشرقی ممالک) کا ایک مشہور بحری کپتان تھا صیمور کے ایک تاجر کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہاں کی کھاڑی میں ایک سانپ آیا اور ایک بڑے مگرمچھ کو نگل گیا یہ خبر گورنر صیمور کو پہونچی تو اس نے سانپ پکڑنے کے لئے لوگ مامور کئے، جن کی تعداد بڑھتے بڑھتے تین ہزار سے زیادہ ہو گئی، آخرکار انھوں نے سانپ پکڑ لیا اور اس کی گردن میں رسیاں باندھیں، بہت سے سپیرے آ جمع ہوئے اور انھوں نے اس کے دانت اکھیڑ دیئے، پھر اس کو رسیوں کے ذریعہ سر سے دُم تک ساگون کے شہتیروں میں باندھا اور اس کی پیمائش کی تو ذراع عُمری[1] (ذراع تقریباً دو فٹ) سے چالیس ذراع نکلا، لوگ اُسے بہنگیوں میں اٹھا لے گئے، اس کے وزن کا اندازہ کئی ہزار پونڈ کیا گیا، یہ ۳۴۲ھ کا واقعہ ہے۔

۶۶- ایک نوجوان کی خودکشی

عبدالواحد حسین فسوی نے مجھ سے بیان کیا: میں نے جُرفتّن میں ایک خوش رو اور خوش اندام مسلمان لڑکے کو دیکھا جو ہندی نژاد تھا اور جس کے طور طریق ہندوانہ تھے کہ وہ ہاتھ میں لاٹھی لئے سارے شہر میں گھوما کرتا اور اس کے آگے آگے ڈھول اور بگل بجانے والے ہوتے، میں نے اس سے پوچھا: کیا بات ہے تو اس نے کہا: میں نے ایک ہندو سے شرط بدی ہے کہ خودکشی کرلونگا" میں اس کے ساتھ خیراندیشی سے پیش آیا اور نرمی سے سمجھایا کہ اپنے ارادہ سے باز آئے لیکن وہ نہ مانا اور بولا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں شرط پوری نہ کروں" میں نے کہا تم مسلمان ہو اور تمہارے اس فعل سے مسلمان بدنام ہونگے، خدا سے ڈرو اور خود کو جہنم میں مت دھکیلو" میرا کہا کچھ کام نہ آیا، دوسرے دن راجا اور شہر کے لوگ جُرفتّن میں جمع ہوئے اور لڑکا اکڑتا پان چباتا آیا، اس کے جسم پر دو کپڑے تھے ایک کرتا اور ایک دھوتی، اس نے وہاں کی مسجد کا چکر لگایا اور اس کو سجدہ

[1] خلیفہ عمر بن خطابؓ کا مقرر کیا ہوا یعنی ایک ذراع + ایک مٹھی + کلمہ کی ایک کھڑی انگلی۔

کیا، پھر دونوں کپڑے اپنے دو ساتھیوں کو دیدیئے اور لکڑی کی ایک کرسی پر چڑھا جو اس کے لئے بنائی گئی تھی، اُس نے دو لکڑیوں پر ہاتھ پھیلائے ...... (؟) اپنے بال ایک بانس کے سرے سے باندھے اور دوسرے دو بانسوں کے سروں سے اپنے پیروں کے انگوٹھے، پھر اُس کے پاس ایک شخص آیا، جس کے ہاتھ میں کلہاڑی تھی، پانچ سیر پھل کی، اُسترے سے زیادہ تیز، اُس نے لڑکے کی پنڈلی پر کلہاڑی ماری اور پیر مع پنڈلی کے بانس کے سرے سے لٹک گیا، دوسرا پیر بھی اُسی طرح اُس نے کاٹ دیا، پھر اُس نے آرا لڑکے کے دوسرے کندھے پر رکھا اور اس کو بھی پہلے کی طرح کاٹ دیا، اب سر مع گردن اور سینے کے بانس کے سرے سے لٹک گیا، لڑکے کے گھر والے آگئے اور انھوں نے اُس کے جسم کے ٹکڑوں کو جمع کر کے **دفن کر دیا**۔

۶۷ — ستی کی رسم

ہند میں ایسے رسم و رواج ہیں جن پر اہل ہند عادۃً عمل کرتے ہیں، کچھ رسمیں عقائد کی حیثیت رکھتی ہیں، کچھ ایسی ہیں جن کو سب نے تسلیم کر لیا ہے، کچھ ایسی ہیں جن کو بعض فرقے مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے اور کچھ ایسی ہیں جن کو بعض لوگ اچھا سمجھتے ہیں اور بعض برا، یہ رسمیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں، مثال کے طور پر چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں:۔ ایک رسم یہ ہے کہ لوگ اپنا جسم آگ میں جلاتے ہیں، یہ رسم سارے ہند میں پائی جاتی ہے۔ جب کوئی آگ میں جلنا چاہتا ہے یا تو اس وجہ سے کہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے یا اس وجہ سے کہ اُس نے کسی سے شرط لگائی ہے یا نا راضگی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے، تو جلنے سے تین دن پہلے شہر کا گشت لگاتا ہے، اس کے آگے آگے ایک ڈھول بجتا جاتا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا ہوتا ہے اور اس کے ہمراہ عزیزوں اور حمایتیوں کی ایک جماعت ہوتی ہے، ان تین دنوں میں وہ جلانے کے لئے تیل اور ایندھن جمع کرتا ہے جب تیسرا دن آتا ہے تو جمع کی ہوئی لکڑی کا ڈھیر لگا کر اس میں آگ لگائی جاتی ہے اور اُس پر تیل

ـلہ معلوم ہوتا ہے یہاں کچھ عبارت کتابت سے رہ گئی ہے۔

چھڑکا جاتا ہے، جلنے والا لوہے کے ایک طباق یا تھال میں بیٹھتا ہے اور خود کو آگ میں جلا ڈالتا ہے اس کے عزیز و اقارب گرز لیے اس کے ارد گرد کھڑے ہوتے ہیں، اگر وہ آگ سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو گرزوں سے اس کو اندر دھکیل دیتے ہیں، اس کے سارے عزیز و احباب جو اس کے آس پاس جمع ہوتے ہیں اس سے ان لوگوں کے نام لے کر جو مر چکے ہیں یا آگ میں پہلے جل چکے ہیں، کہتے ہیں: فلاں سے ہمارا سلام کہنا، فلاں کو یہ پیغام پہونچا دینا۔

۶۸۔ تناسخ پر اعتقاد

اہل ہند تناسخ کے قائل ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ انسان مرنے کے چالیس دن بعد دنیا میں واپس آجاتا ہے، لیکن اس کی روح کتے یا گدھے یا ہاتھی، یا کسی اور جانور کے جسم میں حلول کر جاتی ہے

۶۹۔ بادشاہوں کی فرماں برداری

اہل ہند اپنے بادشاہوں کے بے حد فرماں بردار ہوتے ہیں، کبھی بادشاہ کسی سے کہتا ہے: جا اپنا سر مجھے بھیج دے!" تو وہ (بے چون وچرا) جاتا ہے اور کسی درخت کی ٹہنی یا بانس کا سرا کھینچتا ہے اور اپنے بالوں کی لٹ اس سے باندھ دیتا ہے، پھر ایک نہایت خنجر سے جو پانی کی طرح رواں ہوتا ہے، اپنا سر کاٹ ڈالتا ہے، اس کا سر درخت میں لٹک جاتا ہے اور جسم زمین پر آ گرتا ہے۔ ہند کے ہر راجہ کے دربار میں اس کے رتبہ اور حیثیت کے مطابق فدائیوں کی ایک جماعت ہوتی ہے، اگر راجہ مر جائے یا قتل کر دیا جائے یا کوئی اور حادثہ اس کے ساتھ پیش آئے تو یہ فدائی خود کو قتل کر ڈالتے ہیں اور اگر راجہ بیمار ہو تو خود بھی بیمار ہو جاتے ہیں بلکہ جو عارضہ بھی اس کو لاحق ہو وہی اپنے اوپر لاحق کر لیتے ہیں۔

۷۰۔ مردہ خوری

اہلِ ہند مردہ کھاتے ہیں، وہ بکری یا پرند کا سر پھوڑتے ہیں اور جب وہ مرجاتا ہے تو اس کو کھالیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ صیمور یا سوبارہ[۵۱] کا ایک بڑا آدمی مُردہ چوہے کے پاس سے گذرا تو اُس نے چوہے کو اُٹھالیا اور اپنے لڑکے یا نوکر کو دیا اور گھر جاکر اس کو کھالیا، اہلِ ہند کے نزدیک چوہے کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے۔

۷۱۔ ٹھگ

بلادِ ہند میں ٹھگ ہوتے ہیں، وہ ٹولیاں بناکر شہر شہر پھرتے ہیں اور مالدار تاجروں پر خواہ وہ ملکی ہوں یا پردیسی ہاتھ صاف کرتے ہیں، تاجر کو اس کے گھر جاکر یا بازار یا راستہ میں خنجر دکھاکر پکڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں: اتنا اتنا دلواؤ ورنہ قتل کردیں گے، اگر بچانے کے لئے کوئی آدمی یا حکومت کا فوجی آتا ہے تو اسے قتل کردیتے ہیں۔ تاجر کے سامنے انھیں اپنے قتل ہونے کی پرواہ نہیں ہوتی اور بعد میں اگر ان کو اپنے ہاتھوں خود کو قتل کرنا پڑے تب بھی وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے، جب وہ کسی سے روپیہ طلب کرتے ہیں تو جان کے خوف سے کسی کی ہمّت نہیں ہوتی کہ اُن سے بات کرے یا اُن کے آڑے آئے، تاجر یا مالدار آدمی اُن کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور وہ جہاں چاہتے ہیں، اس کے بازار، دکان یا اس کے باغ میں بیٹھ جاتے ہیں اور مالدار آدمی مقررشدہ روپیہ اور سامان جمع کرتا ہے، اس اثنا میں وہ ننگے خنجر لئے کھاتے پیتے رہتے ہیں، تاجر یا مالدار آدمی جب طے شدہ مال و متاع جمع کرلیتا ہے تو اس کو اٹھانے کے لئے قلی فراہم کرتا ہے اور ٹھگوں کی حراست میں اُن کے ساتھ ساتھ ہوجاتا ہے، حتیٰ کہ وہ محفوظ جگہ پہنچ جاتے ہیں، وہاں وہ تاجر کو چھوڑ دیتے ہیں اور مال و متاع پر قبضہ جمالیتے ہیں۔

---

[۵۱] تجارتی بندرگاہ موجودہ بمبئی کے شمال میں۔

Marfat.com

۷۲۔ ایک زہریلا سانپ

ایک ملاح نے سانپوں کے حیرت انگیز حالات کے ضمن میں ایک سانپ کا ذکر کیا جسے ناعزان کہتے ہیں، اُس کے جسم پر نقطے ہوتے ہیں اور سر پر سبز رنگ کی صلیب سی بنی ہوتی ہے، یہ اپنی جسامت کے لحاظ سے اپنے سر کو زمین سے ایک یا دو ہاتھ اونچا اُٹھاتا ہے اور پھر اس کو اتنا پھلاتا ہے کہ یہ پھول کر خرگوش کے سر کی طرح ہو جاتا ہے، یہ سانپ اتنا تیز بھاگتا ہے کہ اس کو کوئی نہیں پکڑ سکتا اور اگر وہ خود پکڑنا چاہے تو تیز سے تیز بھاگنے والے کو پکڑ لیتا ہے، جب کسی کو ڈستا ہے تو مار ڈالتا ہے، کولم ملی[1] میں ابن خالد نامی ایک مسلمان ہے، صوم وصلوٰۃ کا پابند، اس کو وہاں کے لوگ بنجی کہتے ہیں، وہ اس سانپ کے کاٹے کا منتر کرتا ہے، کبھی کبھی اگر مار گزیدہ کے خون میں زہر زیادہ جڑ پکڑ لیتا ہے تو منتر کا اثر نہیں ہوتا لیکن زیادہ تر وہ لوگ بچ جاتے ہیں جن پر بنجی منتر کرتا ہے، اس سانپ اور دوسرے سانپوں اور اژدہوں کے کاٹے کا یہاں کے بہت سے ہندی بھی منتر کرتے ہیں، لیکن بنجی کا منتر کم ہی خطا کرتا ہے۔

۷۳۔ سندان کا ایک واقعہ

ایک سیاح نے بیان کیا: سندان[2] میں میں نے ایک ہندی کو دیکھا کہ وہ ایک مکان کے نیچے سے ہو کر گذر رہا تھا تو اس کے کپڑوں پر پیشاب گرا، وہ رکا اور جھنجھلا کر بولا: یہ کون ہے جس نے میرے اوپر ہاتھوں کا دھووَن یا کلی کا پانی پھینکا ہے؟ ہاتھوں کا دھووَن یا کلی کا پانی اہل ہند کی نظر میں بہت ہی گندی چیزیں ہیں، اس کے احتجاج پر اہل خانہ نے کہا: یہ تو بچہ کا پیشاب ہے، یہ سنکر اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور بولا: بھلا اور چلا گیا۔ اہل ہند کلی یا ہاتھ کے دھووَن سے پیشاب کو زیادہ پاک وصاف سمجھتے ہیں۔

ایک ہندی قضائے حاجت کرکے ثلاج میں داخل ہوتا ہے، ثلاج اس تالاب کو کہتے ہیں جو

[1] ایک تجارتی بندرگاہ جو موجودہ ریاست کیرالا میں واقع تھا۔ [2] بمبئی کے شمال کا ساحلی شہر

پہاڑوں اور میدانوں کے پانی سے برسات میں بن جاتا ہے، اس میں غسل اور استنجا کرتا ہے، غسل سے فارغ ہو کر وہ منھ میں کلی کا پانی لئے تالاب سے باہر آجاتا ہے اور کلی زمین پر کرتا ہے، اس کا خیال ہے کہ تالاب میں کلی کرنے سے پانی خراب ہو جائے گا۔

۴۷۔ ایفاءِ عہد

ایک ایسے شخص نے جو ہند کے حالات سے خوب واقف ہے بیان کیا کہ ہند کا ایک بڑا بادشاہ کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے پنجرا لٹک رہا تھا جس میں طوطا تھا، بادشاہ نے طوطے سے کہا: آ میرے ساتھ کھانا کھا۔ طوطا بولا: مجھے بلّی کا ڈر ہے۔ بادشاہ: أنا بلا وجرك!" ہندی زبان میں اس کے معنیٰ ہیں کہ اگر تجھے کوئی گزند پہنچا تو ویسا ہی میں اپنے کو پہنچاؤں گا، اس لفظ کی زیادہ واضح تفسیر یہ ہے کہ جب ہند کے کسی بادشاہ کے پاس اس کی حیثیت اور مرتبہ کے مطابق لوگ آکر کہتے ہیں: نحن بلا وجرك!" تو بادشاہ ان کو اپنے دستِ خاص سے چاول اور پان دیتا ہے، اس کے بعد آنیوالوں کا ہر فرد اپنی چھنگلی کاٹ ڈالتا ہے اور بادشاہ کے سامنے (عہدِ جانسپاری کے طور پر) رکھ دیتا ہے، اس کے بعد جہاں کہیں بادشاہ جاتا ہے یہ لوگ اس کے ساتھ جاتے ہیں، جو وہ کھاتا پیتا ہے وہی یہ کھاتے پیتے ہیں، اس کے کھانے کی نگرانی کرتے ہیں، اس کے سارے معاملات کی دیکھ بھال کرتے ہیں، بادشاہ کی کوئی بھتیجی یا غلام یا کنیز اگر اس سے ملنے آئے تو یہ اس کا جھاڑا لیتے ہیں، بادشاہ کا بستر دیکھتے ہیں (کہ اس میں کسی نے زہر قاتل تو نہیں چھپا دیا) اس کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز آئے تو لانے والے سے کہتے ہیں کہ پہلے تم کھاؤ۔ غرض یہ کہ اس طرح کی اور بہت سی باتوں کی جن سے بادشاہ کو خطرہ ہوتا ہے، دیکھ بھال کرتے ہیں اور اگر بادشاہ مرتا ہے تو یہ خود بھی مر جاتے ہیں، اگر وہ جل کر جان دیتا ہے تو یہ بھی جل مرتے ہیں، اگر وہ بیمار ہوتا ہے تو یہ بھی اپنے جسم کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچاتے ہیں، اگر وہ دشمن سے لڑنے جاتا ہے یا دشمن اس سے لڑتا ہے تو یہ پروانہ وار اس کے ساتھ رہتے ہیں، ضروری ہے کہ "بلاوجریہ" شہر کے معزز اور وجیہ

لوگ ہوں، یہ ہے "بلا وجریہ" کی حقیقت ۔

جب بادشاہ نے طوطے سے کہا "اَنا بلا وجرک" تو طوطا پنجرے سے اُتر کر کھانا کھانے دسترخوان پر آیا، بلی نے اُسے آدبوچا اور گردن کاٹ لی، بادشاہ نے ایک تھال میں طوطے کا دھڑ اور اس کے ساتھ کافور، الائچی دانے، پان، چونا اور چھالیہ رکھا پھر ہاتھ میں تھالی لئے ڈھول پٹواتا ہوا نکلا اور شہر اور فوج کا گشت لگایا، اس کے بعد وہ روز تھال لیکر شہر کا طواف کیا کرتا، جب دو سال گذر گئے تو "بلا وجریہ" اور دوسرے اعیانِ حکومت بادشاہ کے پاس آئے اور کہا:۔ یہ بڑی نامناسب بات ہے، طوطے کو مرے اتنا عرصہ گذر گیا، آپ کب تک ٹالیں گے؟ یا تو اپنی ذمہ داری پوری کیجئے اور اگر آپ اس کے لئے تیار نہ ہوں تو ہمیں بتایئے تاکہ ہم آپ کو گدی سے اُتار کر کسی دوسرے کو بادشاہ بنائیں، کیونکہ جو شخص "اَنا بلا وجرک" کہہ کر اپنی ذمہ داری ٹالے یا اس سے گریز کرے وہ چنڈال ہو جاتا ہے، چنڈال اس نیچ ذات آدمی کو کہتے ہیں جس کو اس قابل نہیں سمجھا جاتا کہ اُس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی جائے، جیسے گانے والا، شہنائی بجانے والا، اور اسی طرح کے دوسرے لوگ، ایفائے عہد کے معاملہ میں بادشاہ اور پرجا سب برابر ہیں، بادشاہ نے یہ احتجاج سنکر تیل، صندل اور گھی جمع کیا اور ایک گڑھا کھدوایا جس میں یہ چیزیں جلائی گئیں، پھر وہ گڑھے میں کود اور جل کر مر گیا، اس کے ساتھ اس کے "بلا وجریہ" فدائی اور ان فدائیوں کے فدائی اور پھر اُن کے فدائی بھی جل کر خاک ہو گئے، اس طرح کُل ملا کر دو ہزار آدمیوں نے جان دی اور اس کا سبب طوطے سے بادشاہ کا یہ کہنا تھا "أَنَا بِلا وَجْرَك"

۷۵۔ چار ہزار برس پُرانی ٹھلیا

کشمیر میں ہر سال ایک میلہ ہوتا ہے جس میں مقامی لوگ جمع ہوتے ہیں، اُن کا ایک مقرر منبر پر آتا ہے اور اس کے ساتھ ایک کچی ٹھلیا ہوتی ہے، وہ ناصحانہ تقریر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنی جان و مال کی حفاظت کرو، اس ٹھلیا کو دیکھو اس کی نگہداشت کی گئی تو یہ اب تک باقی ہے

اہلِ کشمیر کے نزدیک یہ ٹھلیا چار ہزار برس پُرانی ہے۔

۷۶۔ "مُلکِ رَا"[1] کا خفیہ اسلام

ابو محمد حسن نے کہا کہ ۲۸۸ھ میں جب منصورہ (حیدرآباد سندھ) میں تھا تو وہاں کے ایک ثقہ شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ "ملک را" نے جو شاہانِ ہند میں سب سے بڑا بادشاہ ہے اور جس کی حکومت کشمیر بالا اور کشمیر زیریں[2] کے درمیان واقع ہے اور جس کا نام مہروک بن رایق ہے، ۲۷۰ھ میں منصورہ کے سلطان عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ مجھے ہندی زبان میں اسلام کے اصول و آئین لکھ بھیجیے، سلطان نے ایک شخص کو بلایا جس کا آبائی وطن تو عراق تھا لیکن جو پلا بڑھا ہندوستان میں تھا اور ہند کی مختلف زبانیں جانتا تھا، ساتھ ہی تیز فہم اور شاعر بھی تھا، اس سے سلطان نے "ملک را" کی فرمائش پوری کرنے کو کہا، اُس شخص نے ایک قصیدہ نظم کیا جو اسلام کے ضروری اصول و شعائر پر مشتمل تھا، سلطان نے وہ قصیدہ "ملک را" کو بھیج دیا، جب "ملک را" نے قصیدہ سُنا تو وہ محظوظ ہوا، اُس نے سلطانِ منصورہ کو لکھا کہ میرے پاس ناظم قصیدہ کو بھیج دیجیے، سلطان نے اس کی خواہش پوری کر دی، ناظمِ قصیدہ تین سال تک "ملک را" کے پاس رہا، جب وہ لوٹا تو سلطان منصورہ نے اس سے "ملک را کے حالات پوچھے تو اُس نے کہا کہ میں نے اس کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ اس کا دل اور زبان مسلمان ہو چکے ہیں، لیکن اس نے کھلم کھلا اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا ہے، اس خوف سے کہ اس کا اقتدار حکومت جاتا رہے گا اور اس کو حکومت سے ہاتھ دھونا پڑے گا "ملک را" کی باتوں کے ضمن میں اس نے ایک بات یہ کہی کہ بادشاہ نے مجھ سے قرآن کی تفسیر ہندی میں بیان

---

[1] وسطی و جنوب مغربی ہند کے رشٹر کوٹا خاندان (آٹھویں تا دسویں صدی عیسوی) کا تاجدار، قدیم مسلمان سیاح اور وقائع نگار ولبھ رائے (عربی: بلہرا) کو اس خاندان کا سب سے بڑا راجہ بتاتے ہیں، سلیمان تاجر نے لکھا ہے کہ بلہرا دنیا کا چوتھا سب سے بڑا اور ہند کا سب سے ممتاز اور طاقتور بادشاہ تھا، ہند کے اکثر خود مختار راجہ اُس کی عظمت کے معترف تھے، جب اس کے ایلچی کسی راجہ کے پاس جاتے تو وہ بلہرا کی تعظیم کے طور پر ایلچی کو سجدہ کرتے تھے، اس خاندان کے متعدد راجاؤں نے پچاس پچاس برس تک حکومت کی۔ سلسلۃ التواریخ پیرس ۱۸۱۱ء ص ۲۶ - [2] دکن پلیٹو۔

کرنے کی خواہش کی اور جب میں سورہ یٰسین پر پہونچا اور "مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ" کا مطلب بیان کیا تو وہ اپنے سونے کے انمول موتی جڑے تخت پر متمکن تھا، اُس نے کہا: اس آیت کی دوبارہ تفسیر کرو، میں نے کی تو وہ تخت سے اُترا اور زمین پر جہاں چھڑکاؤ ہوچکا تھا اُس نے اپنا گال رکھ دیا اور اتنا رو یا کہ اس کا چہرہ مٹی سے لت پت ہوگیا، پھر اُس نے کہا: یہی رب معبود ہے ازلی اور ابدی، یکتا اور بے مثال!" اُس نے اپنے لیے ایک کمرہ بنوایا اور ظاہر کیا کہ امور مہمہ پر غور کرنے وہاں جاتا ہے، حالانکہ وہ چھپ کر نماز پڑھتا تھا، اُس نے مجھے تین دفعہ میں چھ سو من (لگ بھگ بارہ ہزار تولے) سونا عطا کیا۔

۷۷۔ ایک مسلمان تاجر کے قاتلوں کو سزا

ہند کے ایک باخبر سیاح نے کہا:۔ میں ایک نجالالان[1] (؟) میں زید بن محمد کے پاس تھا جو اس وقت وہاں کی عرب بستی کا متولی اور ناظم امور تھا، ایک شخص کو جس کا نام جوان مرد تھا اور جو اس سے مل کر گیا تھا، کچھ لوگوں نے گھیر لیا، اس سے لڑے، اس کو قتل کیا اور اس کا سامان لوٹ لیا، اس واقعہ کی خبر جس وقت زید بن محمد کو پہونچی میں اُس کے پاس تھا، یہ خبر سُن کر کچھ فارسی جو وہاں موجود تھے کہنے لگے: اب تو ہند کے لوگ فارسیوں پر ہاتھ اٹھانے لگے ہیں اور ان پر چھاپے مارتے ہیں، فارسیوں کا حال خراب ہوتا جا رہا ہے" زید بن محمد ان کی باتیں سُن رہا تھا، اُس نے مجھ سے کہا: ذرا سُننا یہ کیا کہہ رہے ہیں، یہاں سے ہٹتے ہی یہ لوگ بالکل بھول جائیں گے کہ انھوں نے کیا کہا تھا اور یہ باتیں پھر کبھی زبان پر نہ لائیں گے" میں نے کہا: جی ہاں میں نے سب باتیں سُنیں"۔ اس واقعہ کے کوئی بیس دن بعد میں ایک دن علی الصباح

---

[1] جنوب مغربی ساحل ہند کا کوئی شہر ممکن ہے نادرم (شمالی ملابار) یا جُرفتن (شمالی ملابار) کی بگڑی ہوئی شکل ہو۔

زید کو سلام کرنے اس کے گھر گیا تو میں نے وہاں کچھ قیدی دیکھے جن کے ہاتھ کندھوں پر بندھے ہوئے تھے، میں کچھ نہ سمجھا کہ وہ کون ہیں اور آداب کر کے زید کے پاس بیٹھ گیا، لوگ حسبِ معمول سلام کرتے آ رہے تھے۔ سب لوگ جمع ہو گئے تو زید نے کہا: صاحبو! آپ کو معلوم ہے کہ جوان مرد کے ساتھ جو فارسی نژاد تھا کیا حادثہ پیش آیا، میں نے اس کے قاتلوں کو پکڑ لیا ہے، آپ میں کا ہر فرد کھڑا ہو کر ان میں سے ایک کو قتل کر دے جس طرح انھوں نے آپ کے ہم قوم کو قتل کیا ہمیں اس کا کچھ سامان اور حساب کے کاغذ بھی ملے ہیں جو آپ میں سے کوئی صاحب اپنی تحویل میں لے لیں اور اس کے گھر والوں کو پہونچا دیں، یہ کہہ کر اس نے میری طرف دیکھا گویا اپنے پچھلے ریمارک کو یاد دلا رہا ہو، سب لوگ خاموش بیٹھے رہے نہ کوئی اٹھا اور نہ کسی نے کچھ کہا یہ دیکھ کر زید بن محمدؒ بولا: صاحبو! آپ کا یہ رویہ بڑا نامناسب ہے، مجھے کانوں میں گھسیٹ کر خود الگ ہو جاتے ہیں، جمع ہو کر چہ میگوئیاں کرتے ہیں اور جب حق مل جاتا ہے تو آپ میں سے ہر ایک اپنا راستہ لیتا ہے، آپ میرے ساتھ انصاف نہیں کر رہے، واللہ المستعان" اس کے بعد زید راجہ کے محل کو گیا اور اس سے اس شخص کو مانگا جس نے جوانمرد کو قتل کیا تھا، راجہ نے سب ڈاکوؤں کو قتل کرا دیا اور عبرت کے لئے ساحل سمندر پر ان کی لاشیں لٹکا دیں۔

اِشاریہ

Marfat.com

ضوء جديد على تاريخ الهند

من مخطوط عربي

ضبطه وصحّحه وشرح غرائبه
خورشيد احمد فارق
استاد آداب اللغة العربية
بجامعة دهلي

ندوة المصنفين دهلي۔
ثمن النسخة روبيتان

أقاليم السلطان محمد بن تغلق
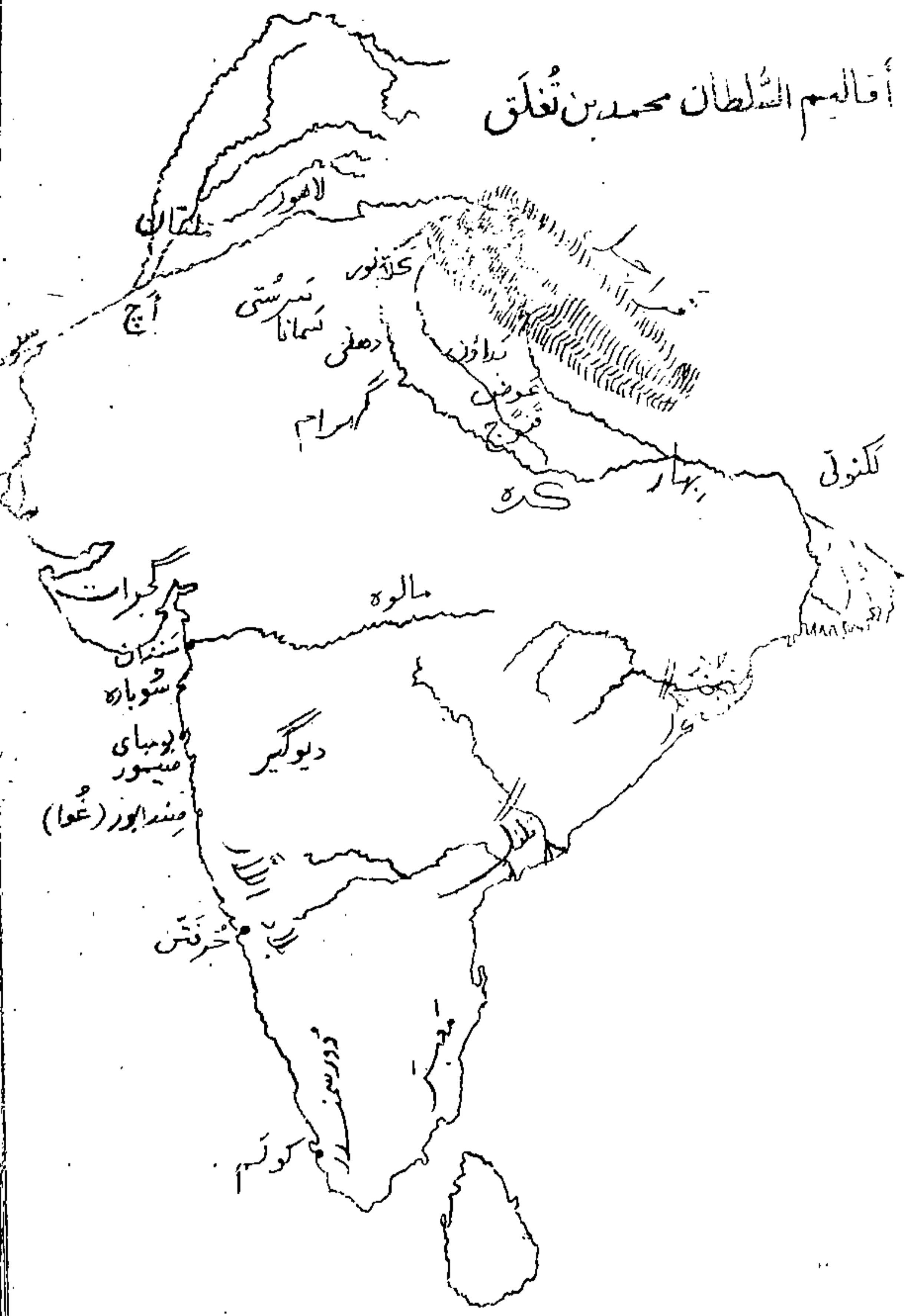
بسم الله الرحمن الرحيم

مُقدمة

إسم المخطوط مسالك الأبصار فى ممالك الأمصار لأبن فضل الله العُمَرى، وُلد رحمه الله بدمشق سنة ٧٠٠هـ فى أسرة نبيلة عريقة فى العلم والشرف وتلقّى العلوم بها وبالقاهرة والحجاز من أعيان علماء القرن الثامن فى الشرق الأوسط من بينهم الشيخ تقى الدين ابن تيمية، فلما فرغ من تحصيل العلم اتّصل بالحكومة وتولّى مناصب هامة بالقاهرة منها القضاء والكتابة، وتُوفّى رحمة الله عليه سنة ٧٤٩هـ قبل أن يبلغ الخمسين من العمر۔

كان له قَدَم راسخ فى الأدب والأنشاء والتاريخ والجغرافية، ولقد يبالغ فى الثناء على معارفه ومواهبه عدة معاصريه من بينهم صلاح الدّين الصَّفَدى المتوفى سنة ٧٦٤هـ الذى قال فى كتابه الوافى بالوفَيات :

" رزقه الله أربعة أشياء لم أرها أجتمعت فى غيره وهى الحافظة، فما طالع شيئًا إلا كان متحضرا لأكثره، والذاكرة التى إذا أراد ذكر شئ من زمن متقدم كان ذلك حاضرًا كأنه إنما مرّ به بالأمس، والذكاء الذى يتسلط به على ما أراده وحُسن القريحة فى النظم والنثر، أما فكره فلعله فى ذُروة كان أوج

الفاضل (القاضى المصرى المتوفى ٥٩٦ هـ) لها خصيصاً
ولا أرى أحداً يلحقه فيه جودة وسرعة وأما نظمه
فلعله لا يلحقه فيه إلا أفراد[١]

صنف العُمَرى عِدّة كتب فى الأنشاء والأدب والتاريخ أهمها كتاب مسالك الأبصار وهو كتاب شامل ضخم فى المعارف العامة أستغرق عشرين مجلداً كبيراً حين نُسخ لأول مرة، وصورة هذا الكتاب الفوتوغرافية محفوظة الآن بدار الكتب المصرية (المكتبة الخديوية سابقا) فى بضعة وأربعين مجلداً، أما التاليف فى المعارف العامّة فبدأ فى القرن الثالث للهجرة، وإنما دعا إلى ذلك ضرورة توسيع نِطاق المعارف وتنويعه فى عُمّال الدولة العباسية عامة والكُتّاب والوزراء خاصة الذين لزمهم الأطلاع على علوم مختلفة من النثر والنظم والتاريخ والجغرافية والأحوال الأجتماعية والتجارية السائدة فى البلاد، وأول من ألف فى المعارف العامة بصورة مرتبة هو الكاتب الشهير القاضى ابن قُتَيبة المتوفى سنة ٢٧٠هـ فأنه وضع كتابا ممتعا كبيراً سمّاه عُيون الأخبار، وفى القرن الثامن من الهجرة النبوية ظهر كتابان هامان فى المعارف العامة ـ نهاية الأرب للنُّوَيرى المتوفى سنة ٧٣٢هـ ومسالك الأبصار لصاحبنا العُمَرى

١. فوات الوفيات لابن شاكر الكتبى مصر ١/٧

وهذا أوسع وأنفع وأكثر تنوعا من أخته، ولقد جمع العُمَرى فى مؤلَّفه هذا قِسطا وافرًا من المعارف التى كانت مبعثرة فى كتب ضاع بعضها منذ عصره أو لا يزال مَستورًا فى خبايا المكاتب المغمورة وإنه أضاف إلى ذلك موادًا هامة اقتبسها شَفَهيًّا من معاصريه كالرّحلة والمعلمين والسفراء والتجار، ومُعظم ما كتبه عن الهند من هذا لقبيل، وكان رحمه الله يُعنى عناية بالغة بالحوادث التاريخية ودواعيها الخفية وأحوال الأمم السالفة عامة والتى عاصرته خاصة، يقول الصَّفَدى :

"ولم أر من يعرف تواريخ المغل من لدى جنكيز خان وهلم جرا معرفته وكذلك ملوك الهند والأتراك، وأما معرفة الممالك والمسالك وخطوط الأقاليم والبُلدان وخواصها فإنه إمام وقته[1]"

وجدتُ بدار الكتب المصرية بالقاهرة نسختين من المسالك إحداهما مصورة والأخرى مكتوبة باليد وكلتاهما مليئتان بالأغلاط النَّسخيَّة ولا سيما الجزء الذى يتعلق بالهند، وكل واحدة من هاتين النسختين تختلف من الأخرى من حيث نقص المضمون وزيادته وترتيبه وألفاظه .

١- فوات الوفيات ١/ ٨٠ .

Marfat.com

ولقد وضع المؤلف باباً طويلاً تحت عنوان "مملكة الهند والسند" ذكر فيه السلطان محمد بن تغلق أحد كبار ملوك الهند الذى حكم لأكثر من ربع قرن أى من ٧٢٥ إلى ٧٥٢ هـ (١٣٢٥-١٣٥١م) ويتضمن هذا الذكر اخباراً ذات أهمية بالغة عن الهند فى شئونها الأجتماعيه والأقتصاديه والأدارية فى القرن الرابع عشر من الميلاد، والذى يمتاز به هذا الباب هو أن المؤلف أخذه عن أفواه الناس كالرحالة والمعلمين الذين عاشوا مع السلطان أو قابلوه أو شاهدوا أعماله، ومما لاشك فيه أن بعض ما رووه من كثرة عسكر السلطان وخزائنه وجوده لمشوب بالخطأ والغلو، والذى يزيد قيمة هذا الباب أنه يشتمل على حقائق تاريخية وسياسية وأجتماعية وأقتصادية لاتكاد توجد فى أصل آخر من الكتب الفارسية التى ألفت فى الهند، أضف إلى ذلك أننا نجد فيه صورة السلطان فى آراءه وأعماله ورغباته مختلفة عما صورها بعض مؤرخيه الذين أسخطهم لأسباب شخصية أو عقلية أو دينية، وفضلاً عن هذا الباب ففى الكتاب ولاسيما الجزء الثانى منه فوائد كثيرة ترفع القناع عن كثير من تقاليد ابناء الهند وعاداتهم وآراءهم ودياناتهم فى القرون الوسطى -

خورشيد احمد فارق
دسمبر سنة ١٩٦٠ء

مملكة الهند والسند

التمهيد

وهذه مملكة عظيمة الشأن لا نقاس[1] فى الأرض بمملكة سواها لا تساع أقطارها وكثرة أموالها وعساكرها وأبهة سلطانها فى ركوبه ونزوله ودست ملكه، وفى صيتها وسمعتها كفاية. ولقد كنت أسمع من الأخبار الطائحة[2] (وأقرأ فى) الكتب المصنفة ما يملأ العين والسمع، وكنت لا أقف على حقيقة أخبارها لبعدها عنا، فلما شرعت فى تأليف هذا الكتاب وأتبعت ثقاة الرواة وجدت أكثر مما كنت أسمع، وأجل مما كنت أظن، وحسبك ببلاد فى بحرها الدر وفى برها الذهب وفى جبالها الياقوت والألماس[3] وفى شعابها[4] العود والكافور، وفى مدنها أسرة الملوك، ومن وحوشها الفيل

١- فى الأصل : يقاس خطأ.

٢- " : طليحة بالياء.

٣- " : الماس.

٤- " : فى شعاديها محرفا.

والـكَزكَدَّن، ومن حديدها السيوف الهندية، وبها معادن الحديد[١] والزيبق[٢] والرَّصاص، ومن بعض نباتها[٣] الزعفران، وفى بعض أوديتها البلُّور، خيراتها موفورة، وأسعارها رخيصة وعساكرها لا تُعد ومماليكها لا تحد، لأهلها حكمة ووفور العقل، أملك الأمم لشهَواتهم وأبذلهم للنفوس فيما يظن به الزُّلفى.

قال محمد بن عبد الرحيم الأُقلِيشىُّ[٤] الغرناطى فى تحفة الألباب: والمُلك العظيم والعدل الكبير والنعمة الجزيلة والسياسة الحسنة والرَّخاء الدائم والأمن الذى لاخوف معه فى بلاد الهند والصين، وأهل الهند أعلم الناس بأنواع الحكمة والطب والهندَسة والصّناعات العجيبة التى لا يقدر على مثلها، وفى جبالهم وجزائرهم ينبت شجر العود والكافور وجميع أنواع الطيب كالقرنفُل وجوزبُوا والسُّنبُل والدَّارصينى والقِرفة والسَّليخة[٥] والقاقلة[٦] والكَبابة والبَسباسَة

١ـ فى الأصل : الحامد.

٢ـ 〃 : الزيبق.

٣ـ 〃 : منابتها.

٤ـ 〃 : الأقليسى محرفا، أُقلِيش بُليدة من أعمال طُلَيطِلة
معجم البلدان لياقوت الحموى مصر ١٩٠٦ ١/٣١٣

٥ـ فى الأصل : والسلحه.

٦ـ 〃 : والباقلى مصحفا.

وأنواع العقاقير، وعندهم غِزال المِسك وقِطّة الزَّباد[١]، ويخرج من بلادهم أنواع اليواقيت وأكثرها من جزيرة سَرَنْدِيب.

خطاب ملك الهند إلى عمر بن عبد العزيز

وقد[٢] حكى ابن عبد ربّه فى العقد (الفريد) عن نُعيم بن حَمَّاد قال: بعث ملك الهند إلى عمر بن عبد العزيز كتابا فيه: من ملك الأملاك الذى هو ابن ألف ملك وتحته بنت ألف ملك وفى مربطه ألف فيل (والذى له نهران)[٣] ينبتان العود والأُلُوَّة والجوز والكافور الذى يوجد ريحه على اثنى عشر ميلا، إلى ملك العرب الذى لا يُشرك بالله شيئا: أما بعد فأنى بعثت (إليك) بهدية وما هى بهدية ولكنها تحية وقد أحببت أن تبعث إلىّ رجلا يعلمنى ويفهمنى الاسلام والسلام، يعنى بالهدية الكتاب.

١- فى الأصل: الرباد بالراء.

٢- فى الأصل: وفى

٣- لا يوجد ما بين القوسين فى الأصل، وقد أخذته من العقد الفريد، مصر ١٩٤٠، ٢/٢٠٢.

مدى مملكة السلطان تغلق

حدثنى الشيخ العارف المبارك بقية السلف الكرام مبارك بن محمود الأنباتى[١] من ولد شاذان الحاجب الخاص[٢] وهو الثقة الثبت، وله الأطلاع على كل ما يحكيه لمكانته ومكانة أسلافه من ملوك هذه البلاد كبارا وصغارا، قال: إن هذه المملكة متسعة غاية الأتساع يكون طولها ثلاث سنين بالسير المعتاد وعرضها ثلاث سنين فيما بين سومنات و سَرَنْدِيب (السيلان) إلى غَزنة وطولها من الفُرضة المقابلة لعَدن إلى سدّ الأسكندر عند مخرج البحر الهندى من البحر المحيط متصلة المدن ذوات المنابر والأَسِرّة والأعمال والقرى والضياع والرساتيق والأسواق لا يقطع[٣] بينها مهملة ولا يفصل بينها خراب، قلت: وفيما ذكر من هذه المسافات طولا وعرضًا[٤] نظر، إذ لا يفى جميع المعمورة بهذه المسافة أللهم إلا أن كان مراده أن هذه

١ـ فى الأصل : ابياتى محرفا.

٢ـ " : صاحب خاصى ولعل الصواب ما قررته.

٣ـ " : ينقطع.

٤ـ " : عرض.

مسافة من ينتقل فيها حتى يحيط بجميعها مكانا مكانا، فيحتمل على ما فيه، قال : وفى طاعة السلطان أهل بلاد قراجل لهم منه هدنة وأمان على قطائع يحمل إليه منهم، (وهذا جبل قراجل به سبعة معادن ذهبا يحصل منها ما لا يحصى)[١]، وجميع هذه البلاد برا وبحرا مجموعة لسلطانهم القائم الآن إلا الجزائر المبعثرة[٢] فى البحر، فأما الساحل فلم يبق به قيد شبر إلا بيده فتح مخاقله وملك معاقله، وله الآن الخطبة والسكة فى جميع هذه البلاد لا يشاركه فيها مشارك.

فتوح السلطان تغلق

قال الشيخ مبارك : ولقد حضرت معه من الفتوحات العظيمة ما أقوله عن المشاهدة والعيان على الجملة لا على التفصيل خوفا من إطالة الشرح، فأول ما فتح بلاد نجاج نگر وبها سبعون مدينة جليلة كلها بنادر على البحر دخلها من الجوهر والفيلة والقماش المتنوع والطيب والأفاويه، ثم فتح بلاد لكنوتى وهى كرسى تسعة[٣] ملوك، ثم فتح بلاد دواكير

١ــ ما بين القوسين من النسخة المصورة.
٢ــ فى الأصل : المحلقله.
٣ــ 〃 : تسع.

رديوگير) ولها أربع وثمانون قلعة كلها جليلات المقدار، قال الشيخ برهان الدين أبوبكر بن الخلال البزى: وبها ألف ألف قرية ومائتا ألف قرية، عُدنا إلى حديث الشيخ مبارك قال: ثم فتح بلاد دور سمندر (فى النسخة المصورة سمند فقط) وكان بها السلطان بلال الديو وخمسة[١] ملوك كفار، ثم فتح بلاد مَعْبَر وهو أقليم جليل له تسعون مدينة بنادر على البحر يجئ[٢] من دخلها الطيِّب واللآس والقماش المتنوع[٣] و لطائف الآفاق.

أقاليم المملكة[٤]

وحدثنى الفقيه العلامة سراج الدين أبو الصفاء عمر بن الحسن بن أحمد الشِبلى العوضى من إقليم عوض من الهند (أُتَّرا پردیش حاليا) وهو من أعيان الفقهاء الذين يحضرون حضرة السلطان بدهلى أن أمهات الأقاليم التى فى مملكة هذا السلطان ثلثة وعشرون إقليما. وهى:

١ــ فى الأصل : خمس.

٢ــ 〃 : يجى.

٣ــ 〃 : المندع

٤ــ 〃 : راجع الخريطة.

١. إقليم دهلى .
٢. إقليم دواكير (ديوگير)
٣. إقليم ملتان
٤. إقليم كهرام[1]
٥. إقليم سامانا
٦. إقليم سيوستان[2]
٧. إقليم أُچ (أعلى السند)
٨. إقليم هانسى[3]
٩. إقليم سَرسُتى (البنجاب الشرقى)
١٠. إقليم معبر (مدراس)
١١. إقليم تلنك (شرقى آندهرا)
١٢. إقليم گجرات
١٣. إقليم بداوُن
١٤. إقليم عوض (أوَده)
١٥. إقليم قنَّوج
١٦. إقليم لكنوتى (بنغال)
١٧. إقليم بهار

١- فى الأصل : كهران مصحفا .

٢- 〃 : سومنات وفى المصورة : سيوسنان والصحيح ما كتبتهُ وكان سيوستان إقليما فى أسفل السند ممتدا إلى الغرب .

٣- فى الأصل : هامى

١٨. إقليم كَرَه (إله آباد)
١٩. إقليم مالوه[1]
٢٠. إقليم لاهور[2]
٢١. إقليم كلانور[3]
٢٢. إقليم جاج نگر (أُڑيسه)
٢٣. إقليم دور سمندر (مَيسُور وكيرالا)

وهذه الأقاليم تشتمل على ألف مدينة ومائتي مدينة كلها مُدُن ذوات نِيابات ويجمعها الأعمال والقرى العامرة الآهلة لا أعرف ما عدد قراها، إنما أعرف أن إقليم قَنَّوج مائة وعشرون لَكًّا، كل لك مائة ألف قرية فيكون أثنى عشر ألف ألف قرية (؟) وإقليم مالوه أكبر من قَنَّوج ولكن لا أقرز[4] لكم عدده، وأما المَعبَر فيشتمل على عدة جزائر كبار كل واحد منها مملكة جليلة مثل كولم وفـتّن والسّيلان ومَليبار.

مائتا ألف سفينة على نهر الغَنغ في بنغال

قال الشيخ مبارك: وعلى اللَّكْنوتي مائتا ألف مَرْكب صغار أخفافا للسير إذا رمى الرامي في آخرها سهما وقع

---

١ — في الأصل: ملاق محرفا.
٢ — „ : نهار محرفا.
٣ — „ : كانور محرفا. كلانور هو إقليم هماچل پرا ديش حاليًا.
٤ — „ : لا أحرر، والراجح أقرر.

فى وسطها لسرعة جَرَيانها، هذا غير الكبار، ولا تبلغ بعض هذا العدد (٩)، ومنها ما فيها الطواحين والأفران والأسواق، وربما لا يتعرف بعض سكانه ببعض إلا بعد مدة لاتساعها وعظمها.

ديوغير (ديوگير أو اورنغ آباد)

ومدينة دهلى هى قاعدة الملك ثم بعدها قبة الأسلام، قال ودهلى فى الاقليم الرابع، قلت وهكذا قال صاحب حَماة (أبو الفداء) فى تقويم البلدان، قال الشيخ مبارك: وأما قبة الاسلام فتكون فى الثالث وفارقتها وما تكاملت، ولى الآن عنها ست سنين وما أظنها تكون قد تكملت لعظم ما حصل الشروع فيه من اتساع خطة المدينة وعظم البناء وان هذا السلطان كان قد قسمها على أن تنبى محلات لأهل كل طائفة فجعل[1] الجند فى محلة والوزراء والكتاب فى محلة، والقُضاة والعلماء فى محلة والمشائخ والفقراء فى محلة، والتجار والكُتّاب فى محلة وفى كل محلة ما يحتاج إليه من المساجد والمآذن والأسواق والحمامات والطواحين والأفران وأرباب[2] الصنائع

١- فى الأصل : محلة .

٢- « : واسباب .

من كل نوع حتى الصُّواغ والصَّبَّاغين والدَّبَّاغين حتى لا يحتاج أهل محلة إلى أخرى فى بيع ولاشراء ولا أخذ ولا عطاء[1] لتكون كل محلة مدينة مفردة قائمة بذاتها غير مفتقرة فى شئ إلى سواها.

الخراب والقفار فى المملكة

وليس فى هذه المملكة خراب إلا تقدير عشرين يوما مما يلى غزنة لتجاذب صاحب الهند وصاحب تركستان وماوراء النهر بأطراف المنازعة أو جبال معطلة أو شِعابِ[2] مشتبكة ومتحصلات تلك من باب العطر والأفاويه والعقاقير الداخلة فى أدوية الطب أعود نفعا من (٥/٨) داخلات المزروعة بما لا يقاس.

مُلتان

قلت وقد وَقَّفنى الفاضل نظام الدين يحيى بن الحكيم على تاليف قديم فى البلاد، وذكر فيه أن جميع قرى ملتان مأية ألف قرية وستة وعشرون ألف قرية مثبتة فى الديوان، هو ودهلى فى الرابع ومعظم

١ـ فى الأصل : ولا إعطاء.

٢ـ « « : شعرا وذلك تصحيف.

المملكة فى الثانى والثالث ، وكلها فسيحة وبلادها صحيحة إلا مزارع الأرز فأنها وخيمة وبقاعها ذميمة، وحكى فى ذلك التاليف أن محمد بن القاسم الثقفى اصاب بالسند أربعين بُهاراً[1] من الذهب، كل بُهار ثلاث مائة وثلثة وثلثون مَنّاً. قال :وإلى بلاد غزنة والقندهار آخر حداودها.

الأنهار والمُناخ والحبوب والفواكه

وسألت الشيخ مبارك كيف بر الهند وضواحيه فقال لى : إن به أنهاراً ممتدة تقارب ألفا نهر صغاراً وكباراً، ومنها ما يضاهى النيل عظماً ومنها ما هو دونه ومنها ما دون ذلك المقدار، وما هو مثل بقية الأنهار، وعلى ضفات الأنهار القرى والمدن وبه الأشجار الكثيفة والمروج الفسيحة، وهى بلاد معتدلة لا يتفاوت حالات فصولها، ليست بمفرطة فى حر ولا برد كأن كل أوقاتها الربيع إلى ما يليه من الصيف.

وبها أنواع من الحبوب : الحنطة والأرز والشعير والحِمَّص والعَدَس والماش واللوبيا والسِّمسِم، وأما الفول فلا يكاد يوجد فيها. قلت : وأظن السبب[2]

١- فى الأصل : نهاراً عمرنا.

٢- « « : وأظن عدم الفول بها لأنها

لعدم الفول بها أنها بلاد الحكماء وعندهم أن الفول يُفسد جوهر العقل ولهذا حرَّمته الصابئة، قال : وبها من الفواكه شئ من التين والعنب والرُّمَّانُ كثير الحلو والمرّ والحامض، والموز والخوخ والأُتْرُج واللَّيمون والليم (؟) والنارنج والحُمَرا[١] والجُمَّيز والتُوت الأسود المسمى بالفرصاد، والبِطِّيخ الأصفر والأحمر والخيار والقِثَّاء والعَجُّوَرْ[٢]، والتين والعنب أقل مايوجد من بقية هذه الأنواع، أما السفرجل فيوجد بها ويُجلب إليهما وأما الكُمَّثرى والتُّفَّاح فهما أقلُ وجوداً من السَّفرجل وبها فواكه أخرى لا تُعهد فى مصر والشام والعراق وهى الأنبا واللهوا والكج والكريكا وإيجلى والبكى والنَّغزَك[٣] وغير ذلك من الفواكه الفائقة اللذيذة وأما النارجيل فهو شجر برى . . . . . ملو الجبال[٤] والنارجيل والموز بدهلى أقل مما حولها من بلادها على أنه الموجود الكثير، وأما قَصَب السكر فأنه بجميع البلاد كثير

١ــ فى الأصل : الجمز، التصحيح من صبح الأعشى القلقشندى مصر ٥/٨٣، والحُمَر التمر الهندى .

٢ــ العَجُّور ثمر كبير يشبه القَرعة يصنع منه الحلاوة . .

٣ــ نوع جيد من الأنبج أو المانغا .

٤ــ يظهر أن بعض الكلمات سقطت هنا من الكتابة .

مستهين ومنه نوع أسود جاف[١] صُلب الغيدات وهو أجوده للامتصاص لا للاعتصار وهو مما لا يوجد في سواها، ويحمل من بقية أنواعه السُكَّر العظيم الكثير أرخص[٢] من سكر النبات[٣] والسكر المعتاد ولكنه لا يجمد بل يكون كالسميد الأبيض، وبها الأَرُزّ على ما حدثني به الشيخ مبارك على أحد وعشرين نوعاً وعندهم اللِفت والجزر والقَرع والباذنجان والهِلْيون والزنجبيل، وهم يطبخونه إذا كان أخضر كما يطبخ الجزر وله طعم طيب لا يُعادله شيء، وبها السِّلق والبَصل والثُّوم[٤] والشَّمار[٥] والصَّعتر وأنواع الرياحين من الورد والنيلوفر[٦] والبنفسج والبان وهو الخلاف والنرجس وهو العبهر وتمر الحِنّا[٧] وهو الفاغية كذلك الشيرج[٨] ومنه وَقِيدهم وأما الزيت فلا يأتيهم إلا

١– في الأصل : جفا مصحفا .

٢– 〃 : الرخيص .

٣ 〃 : من السكر النبات .

٤ 〃 : والقدم، وفي المصورة : والفول وكلاهما محرفان.

٥– 〃 : والثمار بالثاء .

٦ 〃 : ولليوفر .

٧– 〃 : تامر الحنا .

٨– 〃 : اليشرج مصحفا .

Marfat.com

جنباً. أما العسل فأكثر من الكثير، وأما الشمع فلا يوجد إلا فى دور السلطان ولا يسمح فيه لأحد.

المواشى والطيور

وبها ما لا يحصى من الدواب السائمة من الجواميس والأبقار والأغنام والمعز ودواجن الطير من الدجاج والحمام البلدى والأوز، وأقل أنواعه فكثير لا يعبأ به ولا قيمة له.

الأطعمة والأشربة

ويباع بأسواقها من الأطعمه المتنوعة كالشواء والأرز والمطجن والمقلى والمنوع والحلوى المتنوعة على خمسة وستين نوعا، ومن[1] الفقاع والأشربة مما لا يكاد يرى فى مدينة سواها.

أصحاب المهن

٥/١٠ وبها من أصحاب الصنائع للسيوف والقسى والرماح وأنواع السلاح والزرد والصوغ والزراكش والسراجين وغير ذلك من أرباب كل صنعة مما يختص بالرجال والنساء وذوى السيوف

١ ـ فى الأصل لا يوجد كلمة "من" والعمل يقتضيها.

Marfat.com

والأقلام وعامة الناس مالا يحصى لهم عَـدَد .

الجمال والبغال والخيل

وأما الجمال فقليلة لا تكون إلا للسلطان ومن عنده من الخانات والأمراء والوزراء وأكابر أرباب الدولة، وأما الخيل فكثيرة وهى نوعان : عِراب وبَراذين وأكثرها مما لا يُحمد فعله، ولهذا يجلب إلى الهند من جميع ما جاورها من بلاد الترك وتقاد إليه العراب من البحرين وبلاد اليمن والعراق على أن فى داخل الهند خيلا عراقية كريمة الأحساب تتغالى فى أثمانها ولكنها قليلة ومتى طال مكث الخيل بها أعتلت، وأما البغال والحمير فيعاب عندهم ركوبها ولا يستحسن فقيه ولا ذو علم ركوب بغلة، أما الحمار فأن ركوبه عندهم مذلة كبرى وعار عظيم، بل ركوب الكل الخيل، وأما الأثقال فخاصتهم يحمل على الخيل وعامتهم تحمل على البقر، يجعل عليها الأكف فيحمل عليها وهى سريعة المشى ممتدة الخُطى[٢].

١- فى الأصل : يحتمل .

٢- « : الخطا .

بلدة دهلى ومبانيها وبساتينها ومدارسها ومستشفياتها وآبارها وصهاريجها

وسألت الشيخ مبارك عن مدينة دهلى وما هى عليه وترتيب سلطانها فى أحواله، فحدثنى أن دهلى مدائن جمعت مدينة ولكل واحدة اسم معروف، وإنما دهلى واحدة منها، وقد صار يطلق على الجميع اسمها وهى ممتدة طولا وعرضا يكون دور عمرانها أربعين ميلاً[1] بناؤها بالحجر والآجر وسقوفها بالأخشاب وأرضها مفروشة الحجر أبيض شبيه بالرخام، ولا يبنى بها أكثر من طبقتين وفى بعضها (١١/ه) واحدة ولا يفرش بالرخام إلا للسلطان، قال الشيخ أبوبكر بن الخلال: هذه دور دهلى العتيقة، فأما ما أضيف إليها فغير ذلك، قال: وجملة ما يطلق عليه الآن اسم دهلى واحدة[2] وعشرون مدينة (وبساتينها على استقامة كل خط اثنا عشر ميلا من ثلاث جهات)[3]. فأما الغربي

١ــ فى الأصل : مثلا .

٢ــ 〃 : أحد وعشرون .

٣ــ 〃 : ما بين القوسين من النسخة المصورة ١٩٢/٢

فعاطل لمقارية جبل لهابة .

وفى دهلى ألف مدرسة ، وبها مدرسة واحدة للشافعية وسائرها للحنفية ونحو سبعين مارستانا[١] وتسمى بها دور الشفاء ، وفيها وفى بلادها من الخوانق والرُبُط عدة الفى مكان ، وبها الديارات العظيمة والأسواق الممتدة والحمامات الكثيرة ، جميع مياهها من آبار محتفرة قريبة المستسقى ، أعمق ما يكون سبعة أذرع عليها السواقى ، وأما شرب أهلها فمن ماء المطر فى أحوض وسيعة تجتمع فيها الأمطار كل حوض يكون قُطرة[٢] غلوة سهم أو أزيد ، وبها الجامع المشهور المأذنة التى قال إنه ما على لبسيط الأرض لها شبيه فى سَمكها وآرتفاعها ، قال الشيخ برهان الدين البزى الصوفى إن علوها فى السماء ستمائة ذراع .

قال الشيخ مبارك : أما قصور السلطان ومنازله بدهلى فإنها خاصة بسكنه وسكن حريمه ومقاصير جواريه وحظاياه وبيوت خَدَمه ومماليكه ، لا يسكن معه أحد من الخانات ولا من الأمراء ، ولا يكون به أحد منهم إلا إذا حضر للخدمة ، ثم ينصرف

١ـ فى الأصل : ألفين مكانا .

٢ـ 〃 : قنطرة .

Marfat.com

كل واحد إلى بيته، وخدمتهم مرتين فى كل نهار، فى بكرة كل يوم وبعد العصر منه.

الجند والأمراء

ورُتَب الأمراء على هذه الأنواع: أعلاهم قدراً الخانات، ثم الملوك، ثم الأمراء ثم الأصفهلارية، ثم الجند، وفى خدمته ثمانون خانا أو أزيد وعسكره تسعمائة ألف فارس، من هؤلاء من هو بحضرته ومنهم فى سائر البلدان، يجرى عليهم كلهم ديوانه ويشملهم إحسانه، وعساكره من الأتراك والخطا والفرس والهند، ومنهم البهلوين والشقارد،[1] ومن بقية الأنواع والأجناس كلهم بالخيل المسومة والسلاح الفائق والتجمل الظاهر الزايد، وغالب الأمراء والجند تشتغل بالفقه ويتمذهبون خاصة، وأهل الهند عامة، لأبى حنيفة، وله ثلاثة آلاف فيل مخفة (؟) تلبس فى الحروب بركصطوانات[2] الحديد المذهب، وأما فى أوقات السلم فتلبس جلال الديباج والوشى وأنواع الحرير وتزين بالقصور والأسرة

١ـــ يعل هاتين الكلمتين مصحفتان من البهيل والشتارية وهما طائفتان باسلتان من مقاتلة الهندوس.

٢ ـ فى الأصل: بركصطواقات

Marfat.com

المصفَّحة وتشد عليها البروج من الخشب المسمرة ويُبَوأ[1] بها رجال الهند مقاعد للقتال ويكون على الفيل من عشرة رجال إلى ستة رجال على قدر احتمال الفيل، وله عشرون ألف مملوك أتراك، قال البزى[2] : وعشرة آلاف خادم خصى، وألف خزندار وألف بَشمَقدار[3]، وله مائتا ألف (ه/١٣) عبد ركابية تلبس السلاح وتمشى فى ركاب السلطان وتقاتل رَجَّالة[4] بين يديه، وليس يستخدم أحد من الخانات والملوك والأمراء والأصفهلارية أجنادا تقطع لهم الاقطاعات من قِبَله كما هو فى مصر والشام بل ليس يكلف الواحد منهم إلا نفسه وحده، أما الجند فاستخدامهم إلى السلطان وأرزاقهم من ديوانه، ويبقى كل ما تعين للخان[5] أو الملك أو الأمير أو الأصفهلارية خاصاً[6] لنفسه. والحاجب وأرباب الوظائف وأصحاب الأشتغال من غير أرباب

١ـ فى الأصل : يتبوا .

٢ـ « : الترسى .

٣ـ حَمَلَة النعل السلطانى .

٤ـ فى الأصل : رجاله

٥ـ كلمة لذلك قبل الخان وليس لها محل .

٦ـ فى الأصل : خاص مكانا خاصاً .

السيوف من الخانات والملوك والأمراء لكل رتبة تناسبهم[1] على مقدارهم[2] فأما الأصفهلارية فلا يتأهل[3] منهم أحد لقرب السلطان، وإنما يكون منهم نوع الولاة ومن يجرى مجراهم، فالخان يكون له عشرة آلاف فارس، وللملك[4] ألف فارس، وللأمير مائة فارس وللأصفهلارية دون ذلك، وأما أرزاقهم فيكون للخانات والملوك والأمراء بلاد مقررة عليهم من الديوان إن كانت لا تزيد فأنها لا تنقص، والغالب أن تجئ أضعاف ما عبرت به، ولكل خان لكان، وكل لك مائة ألف تنكة وكل تنكة ثمانية دراهم، هذا خاص له، لا يخرج منه لجندى من أجناده شئ، ولكل ملك من ستين ألف إلى خمسين ألف تنكة ولكل أمير أربعين ألف تنكة، وللأصفهلارية من عشرين ألف تنكة وما حواليها، وأما الجند فكل جندى من عشرة آلاف تنكة إلى ألف تنكة، وأما المماليك السلطانية فلكل مملوك من خمسة آلاف تنكة إلى ألف تنكة، وطعامهم وكساويهم وعليقهم[5]. والجند

١ـ فى الأصل : رتبة من يناسبهم، مكان رتبة تناسبهم.

٢ـ 〃 : على مقدارها مكان على مقدارهم.

٣ـ 〃 : يوهل.

٤ـ 〃 : والملك مكان وللملك.

٥ـ العليق ما تعلفه الدابة من شعير ونحوه.

Marfat.com

والمماليك ليس لهم بلاد، وإنما ياخذون أموالهم نقداً من الخزانة، وأما أولئك فلهم بلاد تقل[١] عبرتها[٢] قال: وفى كل حال[٣] إن لم تزد متحصلات البلاد المقطعة لهم عن العبرة[٤] فما تنقص[٦]. ومنهم من يحصل له قدر عبرته مرتين وأكثر، وأما العبيد فلكل عبد منهم فى كل شهر منَّان من الحنطة والأرز طعاماً لهم، وفى كل يوم ثلاثة أسيار[٧] لحم بما يحتاج إليه، وكل شهر عشر تنكات بيضاً، وفى كل سنة أربع كساوى.

دار الطراز بدهلى

ولهذا السلطان دار طراز فيها أربعة آلاف قزَّار تعمل الأقمشة المنوعة للخلع والكساوى والأطلاقات مع ما يحمل له من قماش الصين والعراق والاسكندرية وهو يفرق فى كل سنة مائتى ألف كسوة كاملة، ألف

---

١ — فى الأصل : تلك.

٢ — « : معسرها.

٣ — « : والآن والمحل لا يقتضيها.

٤ — « : المقتطة وذلك تحريف.

٥ — « : العسير.

٦ — « : كلمة والاقبل فما تنقص والمحل لا يقتضيها.

٧ — أسيار جمع سير والسير يساوى رطلين.

Marfat.com

كسوة فى الربيع ومائة ألف فى الخريف ، فأما كساوى الربيع فغالبها من القماش الاسكندرى عمل الاسكندرية وأما كساوى الخريف فكلها حرير من عمل دار الطراز بدهلى ، وقماش الصين[1] والعراق ، ويفرق على الخوانق والربط الكساوى ، وله أربعة آلاف زركش[2] تعمل الزراكش لباقى الحريم وتعمل لمستعملاته[3] ولما يخلعه على أرباب دولته ويعطى لنسائهم .

هبات الخيل

ويفرق فى كل سنة عشرة آلاف فرس من الخيل العراب المسومة (٥/١٣) منها ما هو مسرج بلجام ومنها ما هو عرى بلا سرج ولا لجام ، والمسرجات والملجمات على أنواع ، منها ما هو بالذهب ومنها ما هو بالفضة ، فأما ما يعطى من الخيل البراذين فإنه بلا حساب ، يعطى جشارات جشارات ، ويفرق مئينا مئينا ، وهو على كثرة الخيل ببلاده وكثرة ما

١ــ فى النسخة المصورة الصين بدل السند .

٢ــ فى الأصل : زركشى .

٣ــ " " : بعد تعمل كلمة فى وهو خطأ .

يجلب إليه يتطلبها من كل قطر ويبذل فيها أكثر الأثمان لكثرة ما يعطى ويطلق، وهى مع هذا غالية الثمن مربحة المكاسب لمن يتاجر فيها لكثرة المكاسب والعساكر وجمهرة الخلق.

وحدثنى على بن منصور العقيلى من أمراء عرب البحرين وهم ممن يجلبون الخيل إلى هذا السلطان أن لأهل هذه البلاد علامة فى الفرس يعرفونها بينهم متى رأوها فى فرس اشتروه مهما[1] يبلغ ثمنه.

الوزراء والكُتَّاب وقاضى القُضاة والمحتسب

قال الشيخ مبارك: ولهذا السلطان نائب من الخانات يسمى أمريت[2]، إقطاعه يكون قدر إقليم عظيم نحو العراق ووزيرٌ يكون إقطاعه قدر إقليم نحو العراق وله أربعة نُوَّاب يسمى كل واحد منهم شق دار ولكل منهم من أربعين ألفا تنكة وله أربعة دبيران أى كُتَّاب السِرّ لكل واحد منهم مدينة من المدن البنادر العظيمة الدَّخَل ولكل واحد منهم بقدر ثلثمائة كاتب، أصغر من فيهم وأضيق رزقا له عشرة

١ــ فى الاصل: بماعسى.

٢ــ فى النسخة المصورة: اميرت ولعل الكلمتين كليتهما محرفتان.

Marfat.com

آلاف تنكة[١]، وأما أكابرهم فلهم قرى وضياع وفيهم من له خمسون قرية، ولصدر جهان وهو إسم قاضى القضاة وهو فى وقتنا كمال الدين بن البرهان عشر قرى يكون متحصلها قريب ستين ألف تنكة، ولمن يسمى صدر الأسلام وهو أكبر نُوّاب الحكم بالقضاء، و لشيخ الأسلام وهو شيخ الشيوخ مثله، وللمحتسب قرية يكون متحصلها نحو ثمانية آلاف تنكة.

الأطباء والندماء والمُغَنُّون والصَّيد والشعراء

وله ألف طبيب ومائتا طبيب وعشرة آلاف[٢] بازدار[٣] تركب الخيل وتحمل الطيور المعلمة للصيد، وثلثة آلاف سائق[٤] تسوق الصيد[٥] وخمس مائة نديم وألف ومائتا نفر[٦] من الملاهى، غير مماليكه الملاهى، وهم ألف مملوك برسم تعليم الغناء خاصة وألف شاعر من اللغات الثلاثة العربية والفارسية والهندية من ذوى الذوق اللطيف يجرى على هولاء كلهم من ديوانه

١ـ فى النسخة المصورة عشر تنكات وهذا ارجح.

٢ـ: فى صبح الأعشى ٥/٩٢: ألف بازدار بدل عشرة آلاف وهذا القول أرجح وأصوب.

٣ـ الباز نوع من الصقور والبازدار متولى الصقور.

٤ـ فى الأصل : سواق.

٥ـ " : تسوق لتحصيل الصيد.

٦ـ " : الف ومائتان نفرا.

ويدر عليهم مواهبه، ومتى بلغه أن أحداً من ملاهيه غنى لأحد قتله، وسألته عما هؤلاء من الأرزاق، فقال: لا أعلم من أرزاق هولاء إلا ما للندماء فأن لبعضهم قريتين ولبعضهم قرية، ولكل واحد منهم أربعين ألف تنكة إلى عشرين ألف تنكة على مقاديرهم ومن الخلع والكساوى والأقتات[1].

مائدة السلطان ومطبخه

وقال الشيخ مبارك: ويمد هذا السلطان السماط أوقات الخدم فى طرفى النهار مرتين فى كل يوم، ويطعم له عشرون ألف نفر مثل الخانات والملوك والأمراء والأصفهلارية وأعيان الجند، وأما طعامه الخاص فيحضر معه عليه الفقهاء مائتا نقيه فى الغداء والعشاء ليأكلوا معه ويبحثوا بين يديه، قال الشيخ أبوبكر الخلال البزى: سألت طباخ السلطان كم يذبح فى مطابخه كل يوم فقال يذبح ألفان[2] وخمسمائة رأس من البقر وألف رأس من الغنم غير الخيل المسمنة وأنواع الطير.

١ــ فى الأصل : الأقتاوات .

٢ــ ″ : ألفين .

Marfat.com
Marfat.com

مجلس السلطان وآداب الحضور

قال الشيخ مبارك : ولا يحضر مجلس هـذا السلطان من الجند إلا الأعيان أو من دعته الضرورة إلى الحضور لكثرة عددهم، كذلك مجالسه[1] الخاصة لا يحضرها جميع أرباب الخدم من الندماء والمغنيون[2] إلا بالنُّوب، وكذلك أرباب الوظائف مثل الدبيران والأطباء ومن[3] يجرى مجراهم لا يحضرون إلا بالنُّوب، وأما الشعراء فلحضورهم أوقات مخصوصة فى السنة مثل العيدين والمواسم، ودخول شهر رمضان وعند ما[4] يتجدد نصره على أعداءه أو فتوح من الفتوحات أو غير ذلك مما تهنئ به السلاطين أو يتعرض لمدحهم[5] فيه.

وأمور الجند خاصة والناس[6] عامة إلى امريت، وأمور الفقهاء والعلماء القاطنين والواردين كلهم إلى

١ــ فى الأصل : مجالسة وذلك تصحيف.

٢ــ " : المغانى وذلك خطأ.

٣ــ " : لا توجد كلمة من والمحل يقتضيها.

٤ــ " : وعيد رما خرفا.

٥ــ " : أو يتعرض إلى مدحهم وذلك خطأ.

٦ــ " : بل الناس عامة وسياق الكلام يقتضى والناس.

صدرجهان ، وأمور الفقراء القاطنين والواردين إلى شيخ الأسلام ، وأمور عامة الواردين والوافدين والأدباء والشعراء القاطنين والواردين إلى الدبيران وهم كُتّاب السِّر.

قصة كاتب

وحدثنى قاضى القضاة أبو محمد الحسن بن محمد الغورى الحنفى إن السلطان محمد بن طغلق شاه كان قد جهز بَبغضان [١] أحد كُتّاب سِره إلى جهة السلطان أبي سعيد [٢] رسولا وبعث معه ألف ألف تنكة ليتصدق بها فى المشاهد بالكوفة والبصرة والعراق ، وكان بَبغضان خبيث [٣] النية ، وجمع أمواله عازما على أنه لا يرجع إلى حضرة مرسله وصادف وصوله وفاة أبي سعيد فتمكن مما قصده ، وحضر إلى بغداد ومعه نحو خمسمائة فرس له ولأصحابه ثم توجه إلى دمشق ، قال : ثم بلغنى أنه عاد من دمشق وأقام ببغداد واستوطنها ، وقد حدثنى بحال هذا الفاضل نظام الدين أبو الفضائل يحيى بن الحكيم وقال لى : إنه رآه بدمشق لكنه لم يذكر

١ــ فى الأصل : يبغضان بتقديم الياء على الباء.

٢ــ من أسرة إيلخان سلاطين فارس

٣ــ فى الأصل : مخبث النيّة.

مبلغ هذه الصدقة، وكذا حكى لى عنه[1] الشبلى[2] والملتانى والبزى، وإنما تخالفت ألفاظهم ومعناها واحد، وقال كل منهم إن هذا بيغضان من الفضلاء والأعيان الأخيار[3]).

مجلس العدل

وقال الشيخ أبوبكر البزى : وهذا السلطان ترعد الفرائص لمهابته وتزلزل الأرض لموكبه وهو كثير التصدى لأمور مملكته وهو يجلس بنفسه لأنصات رعيته قال الخواجا أحمد بن الخواجا عمر بن مسافر فيما حكاه عنه أنه يجلس لقراءة قصص الناس عليه جلوسا عاما ولا يدخل عليه من معه شيء من السلاح حتى ولا السكين إلا كاتب السر لا غير، والسلطان عنده سلاح كامل (٥/١٥) التركاش[4] والقوس والنشاب حيث قعد لا يفارقه سلاحه، قال: وهذا دأبه دائما أبداً.

١ــ فى الأصل : عند.

٢ــ " : السبكى بالسين المهملة.

٣ــ مابين القوسين من النسخة المصورة.

٤ــ التركاش كلمة فارسية بمعنى الكنانة.

موكب السلطان

وأما ركوب السلطان فأنه يختلف تارة يكون للحرب وتارة يكون للانتقال فى دهلى من مكان إلى مكان، فتارة يكون فى قصوره، وأما إذا ركب إلى حرب فالجبال سائرة والرمال سائلة والبحار تتدفق والبروق تلمع وأمور تحتقد كذبها العيون[١] وليغتقل عن وصفها اللسان، وعلى الفيلة من مدينة أو قلعة حصينة ولا يرى الطرف إلا النقع المثار ودجى ليل ممتد على النهار.

أعلام السلطان

وشعار السلطان أعلام سود فى أوساطها تنّين عظيم من الذهب، ولا يحمل أحد الأعلام السود فأنها[٢] له خاصة، وفى اليمين له أعلام سود وفى الميسرة أعلام حمر وفيها تنينات[٣] الذهب، وأما بقية الأمراء فكل واحد يحمل ما يناسبه.

١ــ فى الأصل : العيان محرفا.

٢ــ « : ولا يحمل أحد فى الأعلام سوادا إلا له خاصة

٣ــ « : التنينات بالألف واللام

Marfat.com

الطبول والنَّقّارات

وأما ما يدق للسلطان من النقارات[1] فى الاقامة والسفر فأنه يُدق له مثل الأسكندر ذى القرنين وهى مائتا حمل نقارات وأربعون حملا من الكوسات الكبار وعشرون بوقا وعشرة صنوج، وتدق[2] له النوب الخمس أيضا، ويحمل معه مالا يحصى من الخزائن وغير ذلك ما يكاد[3] يعد من العجائب .

الصّيد

وأما فى الصيد فأنه يخرج فى خِفّ لا يكون معه أكثر من مائة ألف فارس ومائتى فيل، ويحمل معه أربعة قصور خشب على ثمانمائة جمل كل قصر على مائتى جمل ملبسة جميعها ستور حرير سود مذهبة وكل قصر طبقتان غير الخيم والخركاوات (السُّرادق)

النزهة

وأما فى الانتقال من مكان إلى مكان للنزهة

١ــ فى الأصل : الرنجيات ولا معنى لهذا اللفظ فيما أعلم ولعله مصحف عن النقارات.

٢ــ فى الأصل . تدل .

٣ــ فى الأصل : كلمة لا قبل يكاد والكلام لا يقتضيها .

أوما هذا سبيله فيكون معه نحو ثلاثين ألف فارس وهذه العدة من الفيلة وألف جنيبة مُسرَّجه ملجمة ما بين ملبس بالذهب ومحلى ومطوق ومنها المرصع بالجواهر واليواقيت .

ركوب السلطان من قصر إلى قصر

وأما ركوبه فى قصوره فقال لى الشيخ محمد الخُجندى وكان ممن دخل دهلى واستخدم فى الجند بها أنه رأه وقد خرج من قصر إلى آخر وهو راكب وعلى رأسه الجتر[1] والسلاحدارية[2] ووراءه محمولا بايديهم السلاح وحوله قريب اثنى عشر ألف مملوك جميعهم مُشاة وليس لهم فيهم راكب إلا حامل الجتر والسلاحدارية والجمدارية (حَمَلة القُماش) وقال لى الشيخ مبارك : إن هذا السلطان يحمل على رأسه سبعة جتور منها اثنان مرصعان ليس لهما قيمة ، ولِدَسته من الفخامة والعظمة والقوانين الشاهنشاهية والأوضاع السلطانية مالم يكن مثله إلا للاسكندر والملك شاه بن (الب) أرسلان .

وأما الخانات والملوك والامراء فانه لايركب (١٦/٥)

---

١ ـــ نوع من المظال.

٢ ـــ فى الأصل : والسلاح وأبرته وذلك تصحيف .

أحد منهم فى السفر إلا بالأعلام وأكثر ما يحمل الخان تسعة أعلام وأقل ما يحمل الأمير ثلثة ، وأكثر ما يجر الخان[1] فى الحضر عشر[2] جنائب وأكثر ما يجر الأمير جنيبتان، فأما فى الأسفار فمهما وصلت قدرة كل واحد منهم ووسعة صدره وكرمه (؟) مع إنهم إذا حضروا باب السلطان تضائل لطلوع شمسه كواكبهم وطم بحره بسحابهم[3].

تواضع السلطان وعلمه وفضله

وهذا السلطان مع هذا ذوبر وإحسان وتواضع. حدثنى أبو الصفاء عمر بن إسحاق الشبلى إنه رآه وقد نزل إلى جنازة فقير صالح مات وحمل نعشه على عنقه ، وله فضيلة جمّة يحفظ كتاب الله وكتاب الهداية فى مذهب الامام أبى حنيفة ، ويجيد فى المعقول ويكتب خطاً حسنا وله يد ممهدة فى الرياضة وتاديب النفس والأدب ، ويقول الشعر وينظمه ويستنشده ويفهم معانيه ويباحث العلماء ويناظر الفضلاء يواخذ خصوصا الشعراء بالفارسية فأنه عالق بأهدابها عارف بشعابها ، قال : ولقد سمعته يبحث

١ـــ فى الأصل : يجر الامير بدل الخان وذلك خطأ .

٢ـــ " : عشرة وذلك خطأ.

٣ـــ " محرفا : تضاءل لطمس شمسه كواكبهم ولطم بحره سابهم .

فى معنى تقدم الأمس على اليوم من أى قبيل هو، لأنهم قالوا : إن التقدم إما أن يكون بالزمان أو بالرتبة أو بالذات ولهذا لا يجوز أن يكون واحداً من هذه الأقسام، وقرر أن قولهم انتقض بهذا لأن الأمس متقدم لا بشئ من هذا .

مُناقشات علمية

قال : ولقد رأيته يأخذ بأطراف الكلام مع كل من حضر على كثرة العلماء قال والعلماء تحضر مجلسه، ويُفطر[١] فى شهر رمضان عنده بأمر صدرجهان كل ليلة واحدٌ[٢] ممن يحضر بأن يذكر نكتة ثم يتجاذب الجماعة أطراف البحث فيها بحضرة السلطان وهو كواحد منهم يتكلم معهم ويبحث بينهم ويُرَدّ[٣] عليه .

السلطان والجرم

وهو ممن لا يرخص فى محظور[٤] ولا يقر[٥] أحدا على

١ـــ فى الأصل : تضطر .

٢ـــ " : واحدا وهذا خطأ .

٣ـــ " : ويورد عليه ولعل الصواب ما حررناه .

٤ـــ " : محذور .

٥ـــ " : يقرأ .

منكر ولا يتجاسر أحد أن يظهر[1] في بلاده بجرم، و أشد ما ينكر على الخمر ويقيم الحد فيه، ويبالغ في تأديب من يتعاطاه من المقربين إليه.

السلطان يعاقب خانا كبيرا

حدثني السيد الشريف تاج الدين بن أبي المجاهد الحسن السمرقندي: أن بعض الخانات الأكابر بدهلي كان يشرب الخمر ويُدمنها ويُصر عليها، وكان ينهى فلا ينتهي، فغضب عليه السلطان غضبا شديداً وأمسكه وأخذ أمواله فكان جملة ما وجد له أربعمائة ألف ألف مثقال[2] وسبعة وثلاثون ألف ألف مثقال ذهباً أحمر، وفي هذه الحكاية كفاية في مبالغة إنكاره وسعة أموال هذه البلاد، فأن هذا المبلغ إذا حسب بالقناطير المصرية كان ثلاثة وأربعين ألف قنطار وسبعمائة قنطار[3] ذهبا، وهذا مما لا يكاد يدخل تحت حصر ولا إحصاء.

سخاؤه وصلاته وهباته

وحكى لي هذا الشريف حسن السمرقندي وهو

١ــ في الأصل: يظاهر.

٢ــ في صبح الأعشى ٩١/٥: ألف ألف مثقال وسبعة وثلاثين ألف مثقال، وهذا أقرب إلى الصواب.

٣ــ في صبح الأعشى ٩١/٥: سبعين قنطاراً، والقنطار يساوي مائة رطل

Marfat.com

ممن جال الأرض وجاب الآفاق عن أموال هذه البلاد (ه/١٧) ماتحار العقول فيه من مثل هذا وأشباهه، وله من وجوه البر والصدقات ما تسطره الدنيا في صحائف حسناتها وترقمه الأيام في غُرد جبهاتها، سمعت منها أحاديث جملة ما علمت تفصيلها حتى حدثني الشيخ مبارك أنه يتصدق في كل يوم بلكّين لا أقل منها يكون عند من نقد بمصر والشام ألف ألف وستمائة ألف درهم في كل يوم، وربما بلغت صدقته في بعض الأيام خمسين لكًّا، ويتصدق عند رؤية كل هلال من كل شهر بلكّين عادة دائمة لا يقطعها، وعليه راتب مستمر لأربعين ألف فقير لكل واحد منهم في كل يوم درهم واحد وخمسة أرطال خبز قمح أو أُرُز، وقرر ألف فقيه في مكاتب (مدارس) أرزاقهم على ديوانه، يعلمون[٢] الأيتام وأولاد الناس القراءة والكتابة، ولا يدع بدهلى سائلا يستعطى الناس بل كل من استعطى منح من ذلك، وأجرى عليه ما يجرى على أمثاله من الفقراء.

حدثني الفاضل نظام الدين أبو الفضائل يحيى بن

---

١ — في الأصل : لا تهطيها مصحفا.
٢ — « : تعلم.

الحکیم الطیاری[١] قال : کان عندنا بالأردو[٢] فی خدمة السلطان أبي سعید رجل اسمه عَضُد ابن قاضی یزد[٣] یروم الوزارة ولا یتأهل[٤] لها ولا یُعَدّ من أکفائها فلم یزل یشغب[٥] علی الوزراء ویفتن بین أهل الأردو، فاتفق رأیهم علی إبعاده فبعثوه رسولا إلی دهلی برسالة مضمونها السلام والوداد والسؤال والافتقاد عملوا هذه صورة ظاهرة لأبعاده، وکان قصدهم أن لا یعود، فلما[٦] حصل فی دهلی وحضر فی حضرة هذا السلطان وأدی الرسالة أقبل علیه وشرفه بالخلع والعطاء وأحله من کنفه فی محل الرحب والسعة وأطلق له حملا من المال ثم فلما أراد الانصراف عائدا إلی مرسله قال له : ادخل فی الخزانة وخذ ما شئت، وکان هذا السید عضد رجلا داهیا، فلما دخل الخزانة لم یاخذ شیئاً سوی مصحف واحد، فلما سمع السلطان هذا أعجبه، وقال له : لأی شئ ما أخذت إلا هذا المصحف؟ فقال : إن السلطان أغنانی بفضله فلم أجد أشرف من کتاب الله فازداد

١ــ فی الأصل : الطیاوی بالواو.

٢ــ أی المعسکر.

٣ــ فی الأصل : یرد ویزد بلدة فی فارس.

٤ــ 〃 : لا یؤهل.

٥ــ 〃 : لیشغب.

٦ــ لا توجد "فلما" فی الأصل وسیاق الکلام یقتضیها.

إعجابه بفعله وكلامه ووقع عنه موقعا حسنا و أعطاه مالاجما[1] منه ماهوخاص لنفسه ومنه ما هولأبي سعيد على سبيل المهاداة وكان جملة ما آتصل إليه منه مما هولأبي سعيد وما هوله ثمانمائة تومان والتومان عشرة آلاف دينار رائجا، والدينار ستة دراهم، فيكون هذا المبلغ ثمانية آلاف ألف دينار رائجا منها ثمانية وأربعون ألف ألف درهم، فلما عاد بهذا المال وخشى أن يوخذ فى الأُردو (١٨/ه) منه فرقه أقساما وغيَّبه عن العيون، وكان أمير أحمد بن خواجا رشيد وهو أخو الوزير قد وقع له أمر آقتضى إخراجه من الأُردو ولكنه[2] روعى لمكان أخيه الوزير غياث الدين محمد وكتب له بأن يكون أمير الأيلكاه ومعنى هذا إنه يحكم حيث حل من المملكة حتى عاد حكامها، فصادف فى طريقه هذا السيد عضد فأخذ منه شيئاً كثيراً، يحتمل أنه جعل منه عدة حمول من أوانى الذهب والفضة ليقدمها إلى أبي سعيد والخواتين وأحسبه سأله[3] العود إلى الأردو فعاجله الموت، ثم مات أبو سعيد والسيد عضد وتصرمت تلك الأيام وذهب الذهب ولم يُغن أحدًا[4] ما كسب.

١ــ فى الأصل محرفا: مالاجماعة.

٢ــ " : وروعى والحل يقتضى ولكنه روعى.

٣ــ " : وأحسبه سله إلى العود.

٤ــ " : أحدٌ.

قال ابن الحكيم : وهذا السلطان صاحب دهلي كرمه وإحسانه إلى الغرباء عظيم ، قصده بعض الفضلاء من بلاد فارس وقدم إليه كتبا حكمية منها الشفاء لابن سينا واتفق أنه لما مَثَل بين يديه وقدَّمها له أُحضر إليه حِمل جليل من الجواهر الثمينة فحثاله منه مِلْءُ يده وأعطاه له وكان بعشرين ألف مثقال من الذهب ، هذا غير بقية ما وصل به .

وحدثني السيد الشريف السمرقندي أن أهل بُخارا يقصدونه بالبطيخ الأصفر المُبقّى عندهم في زمن الشتاء فيعطيهم (عطاء جزيلا ، قال ومنهم واحد أعرفه حمل حِملين من البِطيخ فتلِف غالبه)[1] ولم يصل معه إلا اثنتان وعشرون بِطيخة فأعطاه ثلاثة آلاف مثقال من الذهب . قال الشيخ أبوبكر بن أبي الحسن الملتاني المعروف بابن التاج الحافظ: هذا[2] الذي بلغنا بالملتان واستفيض عندنا به[3] ، ثم إني سافرت إلى دهلي وأقمت بها فوجدت هذا أيضا مستفاضا فيها أن هذا السلطان التزم أنه لا يطلق[4]

١ــ ما بين القوسين من النسخة المصورة .

٢ــ كلمة هذا لا توجد في الأصل والكلام يقتضيها .

٣ــ في الأصل : واستفاض عند نا بها .

٤ــ " : ينطق .

Marfat.com

فى إطلاقاته بأقل من ذلك .

وحدثنى الخجَندى قال : قصدته واتصلت به فأنعم علىَّ بألف مثقال من الذهب ، ثم سأل : هل تختار[1] الأقامة أو العَود ؟ فقلت : الاقامة فأجرانى فى جملة الجند.

وحدثنى الشيخ أبوبكر بن الخَلَّال البَزّى الصوفى قال : بعث هذا السلطان مع جماعة أنا منهم ثلاثة لكوك[2] ذهبا إلى بلاد ماوراء النهر لتفرق على العلماء لكًّا[3] منها ويتصدق على الفقراء بلكٍّ منها وتبتاع له باللكّ الثالث ، قال وقال لنا : بلغنى أن الشيخ برهان الدين الصاغرجى شيخ سمرقند فريد العلوم والزهد وأنه لا يثبت عنده مالا فأعطوه أربعين ألف تنكة يتزود بها إلى[4] الملتان ، ثم إذا دخل بلادنا جُدنا عليه بالأموال، ثم قال : وإن لا تجدوه[5] أعطوه هذا المبلغ لأهله ليوصلوه إليه إذا جاء وليعرفوه بأننا نطلبه ليتزود إلى الملتان، قال : فلما وصلنا إلى سمرقند وجدناه قد دخل بلاد الصين فأعطينا المال لجاريته وعرّفناها برَغبة السلطان

---

١ فى الأصل : إن كنت اختار الأقامة او العود .

٢ ــ واحدها اللك أى مائة ألف .

٣ ــ فى الاصل : لكا .

٤ ــ لا يوجد إلى فى الأصل .

٥ فى الاصل: وان لم تجدوه.

مثلى فقيل له : إن هولاء دون أولئك لأن اولئك من المدرسين وهولاء من المعيدين[1]، فأمر لكل واحد منا بعشرة آلاف درهم ففرقت علينا .

السلطان والعلماء

قال : ومنار الشرع عنده قائم وسوق أهل العلم لديه رائج يشار إليهم بالتوقير والأجلال وهم فى غاية المحافظة على ما يتقوم[2] به ناموسهم من إصلاح الظاهر والباطن والمداومة على قراءة العلم وإقراءة[3] والتحرى فى كل أمورهم والاقتصاد فى جميع أحوالهم .

جهوده لنشر الأسلام

وهذا السلطان لا يتأنى[4] عن الاجتهاد فى الجهاد براً وبحراً لا يثنى عنه عنانه ولا سنانه ، لا يزال هذا دأبه ، وقد بلغ مبلغا عظيما فى إعلاء كلمة الايمان ونشر الأسلام فى تلك الأقطار حتى سطع فى ذلك السواد ضوء الأسلام وبرقت فى تلك الأصقاع[5] بوارق الهدى ،

---

١ — فى الأصل : المصدين .

٢ — « : يتقام .

٣ — « : وقرايه .

٤ — « : لا ينانى .

٥ — « : الانوا .

Marfat.com

وهدم بيوت النيران وكسر البِدَدَ[1] والأصنام وأخلى البر ممن ليس بَبَرٍ إلا من هو تحت عقد الذِّمَّة واتّصل به الاسلام إلى أقصى الشرق وقابل مطلع الشمس لآلاء الصباح المشرق وأوصل راية الأمة المحمدية كما قال أبونصر العُتبي إلى حيث لم تصل إليه راية ولا تليت به سورة ولا آية ، فعَمَرَ الجوامع والمساجد وأبطل التطريب بالأذان[2] وأسكت الزمزمة[3] بالقرآن وبوّأ[4] أهل هذه الملة قمم الكفار وأورثهم بتائيد الله أموالهم وديارهم وأرضالم[5] يطأها أحد وهو مع هذا تمد له خافقة مع كل خافقة ، ففي البر عُقبان الأعلام وفي البحر غربان السفن الجوارى المنشئات كالأعلام ، حتى إنه لا يخلو يوم من الأيام من بيع آلاف من الرقيق بأقل الاثمان لكثرة السبي والأخذ .

الرقيق

حدثني كل هؤلاء أن الجارية الخدّامة لا يتعدّى

١ــ البِدَدُ جمع البُدّ وهو الصّنم ومعبد الهندوس.

٢ــ في الاصل : الآذان .

٣ــ " : المزمزمة .

٤ــ " : بواء

٥ــ " : وارضاهم.

ثمنها بمدينة دهلى ثمانى تنكات واللواتى يصلحن للخدمة والفراش خمس عشرة تنكة ، وأما فى غير دهلى فأثمن بأرخص من هذه الأثمان . قال لى أبو الصفاء عمر بن إسحاق الشبلى إنه اشترى عبداً مُراهقاً نقَّاعا[1] بأربعة دراهم ، وقس على مثل هذا ، قال ومع رخص الرقيق وهو أنه يوجد من الجوارى الهنديات من يبلغ ثمنها عشرين ألف تنكة وأكثر ، وهكذا قال لى ابن التاج الحافظ الملتانى ، قلت وكيف تبلغ (٥/٣٠) الجارية هذا الثمن مع الرُّخص ؟ قال لى كل واحد فى مجلس على الفراده : لحسن خَلقها ولطف خَلائقها ولأن غالب مثل هذه الجوارى يحفَظن القرآن ويكتبن الخط ويروين الأشعار والأخبار ويُجدن الغناء وضرب العود ويَلعبن[2] بالشِّطرنج والنَّرد ومثل هذه الجوارى يتفاخرن فى مثل هذا ، فتقول الواحدة : أنا آخذ قلب سيدى فى ثلاثة أيام فتقول الأخرى : وأنا آخذ قلبه فى يوم فتقول الأخرى : أنا آخذ قلبه فى طرفة عين ، قالوا : إن مِلاح الهنديات أكثر حسنا من الترك والقبجاق مع ما يتميزن به من التخرج[3] العظيم والتفنن الفائق ، وغالبهن ذهبيات

---

١ — فى الاصل : نقاعا .

٢ — « : تلحب .

٣ — « : التخريج .

Marfat.com

الألوان ، وفيهن بيض ذوات بَياض ساطع مختلطا بالحمرة وعلى كثرة وجود الترك والقبجاق والروم وسائر الأجناس عندهم لا يُفَضَّل أحد على مِلاح الهنديات سواهن لكمال الحسن والحلاوة وأمور أخرى تدِق عنه العبارة .

اللباس

حدثنى سراج الدين عمر الشبلى أنه ليس يُلبس ثياب الكتان المجلوبة إلى هذه المملكة من الروس والاسكندرية إلا من لبَّسه السلطان منهم وإلا فقمصهم وثيابهم من القطن الرفيع ، قال : تعمل منه ثياب شبيهات بالمقاطع[1] البغدادية ولكن أين المقاطع البغدادية أو النصفي[2] منها لرفعتها ولطافة لبَشَرتها فأن بعضها يوازى اللاَّلَس[3] فى رفعتها مع الصَّفاقة[4] والمائية.

وحدثنى الشيخ مبارك أنه لا يركب بالسروج

١- القصار من الثياب .

٢- فى الأصل المصاف والنصفى ما يبلغ نصف الساق من الثياب.

٣- فى الأصل : اللواصيا وفى المصورة اللواتسا وكلاهما محرفان والصحيح اللالَس بفتح اللام وهو نوع من ثياب الحرير البالغة فى النعومة والحمرة ، هكذا فى برهان قاطع .

٤- فى الأصل : الصفق ، صفُق الثوب صَفَاقة إذا كثف نسجه .

الملبسة أو المحلاة بالذهب إلا من أنعم السلطان عليه بشئ منها، فإذا أنعم عليه بشئ من المحلى بالذهب كان إذناً له فى اتخاذ ما شاء منه، وأما عامة ركوبهم ففى المُلَبَّس أو المحلّى بالفضة، قال: والسلطان يُنعم على من فى خدمته على اختلاف أنواعهم من أرباب السيف والقلم والعلم بكل شئ جليل ونوع نفيس من البلاد والاموال والجواهر والخيول والسروج المحلاة بالذهب والمناطق الذهبية والأقمشة المختلفة الأنواع إلا الفيلة فإنها لا تكون إلا له لا يشاركه فيها مشارك من جميع الناس.

فيول السلطان

قال: والفيلة لها رواتب[1] كثيرة لعلوفاتها ولعل هذه الثلاثة آلاف فيل لا يكفيها إلا دخلُ مملكة كبيرة. فسألته كم لها؟ فقال: يختلف أجناسها وأشكالها وعلى قدر اختلافها[2] علوفاتها، وأنا أقول لك أكثر ما يريد كل فيل كل يوم وأقل ما يريد، أما أكثر ما يريد فى كل يوم فهو أربعون رطلا من الأرز[3] وستون رطلا من الشعير

١ــ فى الاصل: رواية.

٢ــ « : اعلافها.

٣ــ « : رطلا أرز.

وعشرون رطلا من الثمن[1] ونصف حمل من الحشيش ، وأما ما يريد سُوّاسها والقَوَمَة[2] عليها فجملة كثيرة وأمور كثيرة. قال : وشحنة الفيلة رجل كبير من أكابر الدولة ، قال الشبلي : يكون إقطاعه قدر إقليم كبير مثل العراق.

تعبية الجيش وطريق الحرب

وهيئة وقوف ملوك هذه المملكة في مواقف الحرب أن يقف السلطان في القلب وحوله الأئمة والعلماء، والرُّماة قُدّامه وخلفه وتمتد الميمنة والميسرة موصولة بالجناحين وأمامه الفيل الملبسة ببركصطوانات[3] الحديد وعليها الأبراج المسترة فيها المقاتلة على ما قدمنا القول فيه ، وفي الأبراج منافذ لرمي النُشّاب ومرمى قوارير النِّفط ، وقدام الفيول العبيدُ المشاةُ في خِفّ من اللباس بالسيوف والسلاح يفسحون مجال الفيول ويعرقبون الخيول بالسيوف[4] والرماة في الأبراج تكشف عليهم من خلفهم ومن فوق والخيل

---

١ — في الأصل : رطلا سمن.

٢ — « : والقدمه

٣ — « : بالاركصدطوانات وفي المصورة بالاركصطوانات.

٤ — ما بين القوسين من المصورة.

Marfat.com

فى الميمنة والميسرة تضم أطراف الأرض على الأعداء وتقاتل من حول الفيول وورائها فلا يجد المحارب مغاراً ولا مدخلاً فلا يكاد ينجو قدامهم لاحتياط العساكر المحدقة[١] بهم ومواقع النشاب والنفط من فوقهم ومخالسة الرَّجَّالة لهم من تحتهم فيأتيهم الموت من كل مكان ويحيط بهم البلاء من كل جهة.

ولقد تهيأ لهذا السلطان القائم بها الآن ما لا تهيأ لأحد قبله من ملوك هذه المملكة من النصر والاستظهار وفتوح الممالك وهدم قواعد الكفار وحل عُقَد السَّحَرة وإبطال ما كانت تتعلل به الهنود من الصور والتماثيل ولم يبق إلا ما هو داخل البحار من القليل الشاذ النادر الذى لا حكم له ولا علم، فلم يحضر هذا السلطان حتى يستكمله[٢] وليغسل بالسيف ما بقى منه، فتضوعت[٣] أندية الهند من ذكره بأطيب من طيبها وتحلى زمانه بأغلى[٤] قيمة من جواهرها؟ وهو اليوم سلطان الهند لا يطلق على سواه ولا يصح هذا الاسم الكريم إلا على مسماه قال الشبلى: وحقيق على كل

---

١ ــ فى الاصل: المحلقة.

٢ ــ « »: يشكله.

٣ ــ « »: فسوعت.

٤ ــ « »: بأعلى بالعين المهملة.

Marfat.com

مسلم أن يدعو لهذا السلطان الذى فى الله جهاده وذلك معروفه وتلك سجاياه .

مجلس العدل العام يوم الثُّلاثاء

وحكى لى محمد الخُجَندى أن هذا السلطان فى كل أسبوع يوما[1] يجلس فيه للناس جلوساً عاما وهو يوم الثُّلاثاء ، يجلس فى ساحة عظيمة متسعة إلى غاية ويضرب[3] له فيها جتر[4] كبير سلطانى يجلس فى صدره على تخت عال مصفح بالذهب مرصع بالجواهر ويقف أرباب الدولة حوله يمينا ويسارا وخلفه السلاحدارية[5] والجمدارية[6] ومن حكمه بين أرباب[7] الأشغال الخاصة حكمهم وأرباب الوظائف على منازلهم ، ولا يجلس أحد إلا الخانات (٥/٢٢) وصدر جهان (أى الوزير) والدبيران (أى كُتّاب السر) والحجاب وقوف ، وتنادى مناداة

---

١ — فى الأصل : عاما بعد يوم .

٢ — « : الناس مكان للناس .

٣ — « : يضروب .

٤ — « : چترکز ، والجتر المظللة .

٥ - أى حملة السلاح .

٦ — أى حملة الثياب .

٧ — فى الأصل : أرتياب .

عامة أن من كان له شكوى[1] فليحضر، فيحضر من له شكوى أو حاجة يسأل السلطان فيها، فإذا حضر أو وقف بين يديه لا يضرب ولا يمنع حتى ينهى شكواه ويأمر السلطان فيه بأمره.

المجلس الخاص وآداب الحضور

وأما بقية الأيام فإنه يجلس فى طرفى كل نهار ويركب[2] الخانات والملوك والامراء جميعهم إلى بابه.

ومن رسمه أن أحداً لا يدخل عليه بسلاح كبير أو سكين صغيرة، ومن جاءه اعتُبر قبل دخوله ودون المكان الذى يجلس فيه سبعة أبواب بعضها داخل بعض وعلى الباب الأول البرانى (أى الخارجى) منها رجل معه بوق فإذا جاء أحدٌ من الخانات أو أكابر الأمراء نفخ فى البوق إعلاماً للسلطان بأنه قد جاءه كبير ليكون دائما على التيقظ والاستعداد من أمره، ومن جاء بابه كائنا من كان يترجل من الباب الأول البرانى ويمشى إلى أن يدخل السبعة الأبواب إلى حضرة السلطان وثَم من شُرِّف بالإذن له بأن يعبُر راكبا إلى الباب السادس ولا يزال يُنفَخ

١ـــ فى الأصل : شكون.

٢ـــ 〃 : توجد كلمة فى بعد يركب.

فى البؤق[1] إلى أن يقارب الداخل الباب السابع ويجلس على ذلك الباب كل من دخل إلى أن يجتمعوا ، فإذا تكامل المجئ ، أذن لهم فى الدخول ، وإذا دخلوا جلس حوله من له أهلية الجلوس ووقف سائرهم ، وقعد القضاة والوزراء والدبيران (كُتّاب السر) وهم الواقفون إلى جانب من المكان الذى لا يقع فيه نظر السلطان عليهم ، ومدت الأسمطة وقدّمت الحُجّاب القصص ، ولكل طائفة حاجب[2] يُرفع قصصهم وحاجاتهم على يده ويقدم جميع حجاب القصص إلى حاجبى صاحبه وهو الحاجب الخاص المقدم على الكل ، فيعرضها على السلطان ، ثم إذا قام[3] السلطان جلس إلى كاتب السر فأدى إليه الرسائل بما رسمه السلطان فى ذلك فينفذها[4].

جلوس السلطان مع العلماء والندماء والمغنيين

ثم إذا قام السلطان من المجلس جلس فى مجلس خاص واستدعى العلماء فيحضر من له عادة فيجالسهم ويؤانسهم ويأكل معهم ويتحدث هو وإياهم وهم لطاقته

١ـــ فى الأصل : لا يزال البوق عمالا.

٢ـــ « : حاجة .

٣ـــ « : بما مكان كما .

٤ـــ « : مسحذها .

الخاصة ، ثم يأمرهم بالانصراف ويخلو بالندماء والمغنين[١] تارة ينادم بالحديث وتارة يغنى[٢] له وهو على كل حال فى المحافل والخلوات عفيف الخلوة طاهر الذيل يحاسب نفسه على الحركات والسكون ويراقب الله فى السر والعلن لا يرتكب محرما ولا يسامح[٣] فيه .

أهل الهند يكرمون الضيف بالتَّنبُل

قال لى الشبلى حتى إنه لا يوجد بدهلى خمر بالجملة الكافية لا ظاهرا ولا مضمراً لتشديد هذا الرجل فيه وإنكاره على من يُدمنه مع أن أهل الهند لا رغبة لهم فى الخمر ولا فى المسكرات استغناء بالتَّنبُل[٤] وهو حلال طيب لا شبهة فيه مع ما فيه من أشياء[٥] لا يوجد فى الخمر بعضها وهى أنه يُطيِّب (٥/٢٣) النكهة ويهضم[٦] الأطعمة ويبسط الأنفس بسطاً[٧] عظيما ويورثها سروراً زائداً مع ثبوت العقل وتصفية الذهن ولذاذة

١ــ فى الأصل : للغانى .

٢ــ « : يقع له .

٣ــ « : يفسح .

٤ــ « : بالمندل .

٥ــ « : أستياء .

٦ــ « : يصرف .

٧ــ « : سبطا .

Marfat.com

الطعم . فأما أجزاءه فهو ورق التَّنبُل والفوفل ونورة تعمل خاصة ، قال : ولا يعد أهل تلك البلاد كرامة أبلغ منه فأنه إذا أضاف[1] الرجل الآخر وأكرمه بما عسى أن يكون من أنواع الأطعمة والأشربة والحلاويات[2] والرياحين والطِّيب ولا يحضر معها التَّنبُل لا يعتد له بكرامة ولا يُعد أنه أكرمه وكذلك إذا أراد الرئيس إكرام أحد ممن يحضره يُناوله[3] التَّنبُل .

البريد

وحدثنى العلامة سراج الدين أبو الصفاء عمر الشبلى أن هذا السلطان يتطلع إلى معرفة أخبار ممالكه وبلاده وأحوال من حوله من جنوده ورعاياه وأن له ناسا يسمون المنهين وطبقاتهم مختلفة ، فمنهم من يخالط الجند والعامة فأذا علم ما يجب إنهاؤه إلى السلطان أنهاه إلى أعلى طبقة منه ثم ينهيها ذلك المنهى إلى آخر الأعلى فالأعلى ، إلى السلطان ، فأما أخبار البلاد النائية فأن بين حضرة السلطان وبين أمهات الأقاليم أماكن متقاربة بعضها من بعض شبيهة بمراكز البريد فى مصر

١ــــ فى الأصل : أضيف .

٢ــــ " : الحلاوات .

٣ــــ " : يناله .

والشام ولكن هذه قريبة المدى ، بين المكان والمكان بقدر أربع غلوات نُشَّاب أودونها ، وفى كل مكان عشر سُعاة ممن له حصة فى الجرى يحمل الكتب بينه وبين من يليه ويرجع حامله إلى مكانه على مَهْل ، فيصل الكتاب من المكان البعيد إلى المكان البعيد فى أقرب الأوقات أسرع من البريد والتجيب[١] .

قال : وفى كل مكان من هذه الأماكن المركزة مساجد تقام بها الصلوات ويأوى إليها السفار وبرك الماء للشرب وأسواق لبيع المآكل وعلوفة الدواب ، فلا يكاد يحتاج إلى حمل ماء ولا زاد ولا خيمة ، قال : ومن جملة عناية هذا السلطان أنه جعل بين قاعدتى مملكته وهما دهلى وقبة الأسلام (ديوگير) فى هذه الأماكن المُعَدَّة لأبلاغ الأخبار طبول فحيثما كان فى مدينة أو فتح باب الأخرى أو غلق يدق الطبل ، فأذا سمعه مجاوره دق فيعلم خبر فتح المدينة التى هو غاب عنها وغلقها فى الوقت الحاضر كل يوم بنوبة[٢] .

ولهذا السلطان مهابة يسقط لها القلوب مع قربه من الناس ولينه فى كلامه وحديثه . وكل من أراد الوصول إليه وصل إليه لا يبجده[٣] عِظَم الحجاب ، وقد أدرَّ الله

١ــــ فى الأصل : والنجابة .

٢ــــ « : ينوبه .

٣ــــ « : لا تبجد .

فى أيامه الأرزاق وكثّر المواد وضاعف النعم على أن الهند ما زال موصوفا بالرخاء ومعروفا بالسخاء.

الرُّخص

٣٣/٥ وحدثنى الخجندى قال: أكلت أنا وثلثة نفر رِفاق لى فى بعض بلاد دهلى لحماً بقرياً وخبزاً وسَمْناً حتى شبعنا بِجيتل وهو أربعة فلوس.

العُملة

وسأذكر معاملاتهم ثم أذكر الأسعار[1] عندهم لأنها مرتبة على المعاملة وبها تعرف، ولقد حدثنى الشيخ مبارك قال: اللك الأحمر مائة ألف تنكة من الذهب[2] واللك الأبيض مائة ألف تنكة من الفضة[3] وهى المسماة عندهم التنكة الحمراء ثلثة مثاقيل، وتنكة النقرة[4] وهى تنكة الفضه ثمانية دراهم هشتكانية[5] وهذا الدرهم الهشتكانى هو أربعة دراهم السلطانية وهى المسماة عندهم الدوآنية[6] وهذا الدرهم

١ــ فى الأصل: ثم ذكر الاشعار.

٢ــ ليس لفظ الذهب فى الاصل والكلام يقتضيه.

٣ــ فى الاصل: الذهب مكان الفضة.

٤ــ " : والتنكة النقره.

٥ــ " : فشنكانيه.

٦ــ " : الدكانيه.

السلطانى يجئ ثلث[1] الدرهم الششتكانى وهو درهم ثالث يتعامل به فى الهند وجوازه بنصف وربع الدرهم الهشتكانى[2]، وهذا الدرهم السلطانى نصف يسمى اليكانى وهو جيتَل[3] واحد ولهم درهم آخر اسمه دوازدهكانى[4] جوازه بدرهم ونصف الدرهم الهشتكانى[5]، ودرهم آخر اسمه شانزدهكانى[6] جوازه بدرهمين، فحينئذ دراهم الهندستة: الشانزدهكانى والدوازدهكانى والهشتكانى والششتكانى، والسلطانى واليكانى، أصغرها الدرهم اليكانى، وهذه الدراهم الستة كلها مما يتعامل به والمعاملات بينهم بها دائرة والأكثر بالدرهم السلطانى (الدوانية) وهو الذى تقديره ربع الدرهم من نقد مصر والشام، وهذا الدرهم السلطانى هو ثمانية فلوس وثمانية فلوس هى جيتَلات كل جيتَل أربعة فلوس، فيكون الدرهم الهشتكانى الذى هو مثل دراهم النقرة معاملة مصر والشام اثنين وثلاثين فلسا.

---

١ ـــ فى الأصل : ثلثه درهم ششتكانى .

٢ ـــ " : درهم عشنكانى .

٣ ـــ " : بجسل واحد .

٤ ـــ " : دوازه هكانى .

٥ ـــ " : درهم هشنكانى .

٦ ـــ " : اسمه شازردكانى .

الأوزان والأسعار

ورطلهم يسمى السير وهو وزن سبعين مثقالا[1] بصنجة الدرهم بمصر فأنه مائة ودرهمان وثلثان وكل أربعين سيرا[2] من واحد، ولا يعرف عندهم الكيل، وأما الأسعار فأن أوسطها القمح كل من بدرهم ونصف هشتكانى، والشعير كل من بدرهم واحد منه، والأرز كل من بدرهم ونصف وربع منه، إلا أنواعا معروفة من الأرز، فأنها أغلى من ذلك، والحمص[3] كل منين بدرهم واحد هشتكانى، ولحم البقر والمعز سعر واحد يباع كل ستة أسيار[4] بدرهم سلطانى والغنم كل أربعة أسيار بدرهم سلطانى والأوز كل طائر بدرهمين ششتكانين والدجاج كل أربعة طيور بدرهم ششتكانى[5]، والسكر خمسة أسيار بدرهم هشتكانى، والنبات كل أربعة أسيار بدرهم منه، ورأس من الغنم الجيد السمين[6] الفائق بتنكة واحدة أى ثمانية دراهم هشتكانية (٥/٣٤) ورأس البقر الجيد بتنكتين وربما كان أقل والجاموس كذلك، وأكثر ما كلهم لحوم البقر والمعز،

١ــ فى الأصل : عنما بحد مثقالا.
٢ــ " : أربعين سير.
٣ــ " : والحمص.
٤ــ " : إستار.
٥ــ " : سيسكالى.
٦ــ " : الجيدة السمينه الفايحه.

قلت للشيخ مبارك : أهذا لقلة الغنم قال : لا ولكن عادة وإلا فالأغنام لا تعد فى كل قرية فى الهند إلا بالآلاف المؤلفة ، والدجاج كل أربعة طيور فائقة بدرهم واحد بالمصرى ، وأما الحمام والعصافير وأنواع الطير فبأقل الأشياء ثمنا ، وأما أنواع الصيد من الوحش والطير بها فكثير ، وبها الفَنَك[1] والكَرْكَدَّن وإنما فيلة الزابج[2] أجل

اللباس

أما رسمهم فى الملبوس فالبَياض وثياب الجُوخ وثياب الصوف إذا جُلبت إليهم تباع بأربح الأثمان ولا يلبس الصوف إلا أهل العلم والفقر ، ويلبس السلطان والخانات والملوك وسائر أرباب السيوف التتريات[3] والتكلاوات[4] والأقبية الأسلامية[5] المخصَّرة[6] الأوساط

١ــــ الفَنَك جنس من الثعالب أصغر من الثعلب المعروف تكون فروته من أحسن الفِراء ، هكذا فى المنجد .

٢ــــ فى الأصل : الزبج وفى المصورة الزنج والزَّابَج سُومطرا إحدى جزر اندونيشيا .

٣ــــ فى الأصل : تتريات .

٤ــــ أظن أن هذا اللفظ مصحف عن الكُلاهات والكُلاه فى الفارسية نوع من أغطية الرأس .

٥ــــ فى الأصل : وافسه قسلاميه

٦ــــ « : محضرة .

Marfat.com

الخوارزمية[1]، والعمائم الصغار لا تتعدى العمامة خمسة أو ستة أذرع من اللاّلاس الرفيع.

وحدثني الشريف ناصر الدين محمد الحمسين الكارمي[2] المعروف بالزمردي[3] وهو ممن دخل الهند مرتين وأقام عند السلطان قطب الدين بدهلي أن غالب لباسهم البياض وفي غالب الجمعات[4] أكسيتهم[5] ثرية مزركشة بالذهب، ومنهم من يلبس مطرز الكمين[6] بزركش، ومنهم من يحمل الطرازين كتفيه مثل المغل، وأقبيتهم مرلجة الأكمام[7]، مرصعة بالجواهر وغالب ترصيعهم بالياقوت والألماس، وتضفير[8] شعورهم ذُؤابات[9] مُرخية كما كان يفعل عسكر مصر والشام، ويعمل في الذُّؤابات شراريب الحرير، وتشد

١ــ في الأصل: خوارزميه.

٢ــ « : الكارفي.

٣ــ « : بالرمردى.

٤ــ « : جمعات.

٥ــ « : اكستيهم الثرية

٦ــ « : الكميره

٧ــ « : الانباوا

٨ــ « : تطفير.

٩ــ « : ذوايات.

Marfat.com

فى أوساطهم المناطق من الذهب أو الفضة، والأخفات والمهاميز، وأما السيوف فلا تشد إلا فى الأسفار، وأما فى الحضر فلا تشد، وأما الوزراء والكتاب فمثل زى الجند ولكن لا يشدون المناطق، وبعضهم يرخى العذبات أمامه[2] مثل عذبات الصوفية، وأما القضاة والعلماء فلبسهم فرجيات[3] شبيهات بالجندات ودراريع وأما عامة الناس فقمص وفرجيات مقتدرة[4] ودراريع[5]

أهل دهلى

وحدثنى الشبلى أن أهل دهلى أهل ذكاء وفطنة فصحاء فى اللسانين[6] الفارسى والهندى، وفيهم من ينظم الشعر بالعربية ويجيد فيها النظم وكثير من يمدح السلطان منهم من ليس لهم رسم فى ديوانه، فيقبل[7] عليهم ويجيزهم[8] قال الشبلى: وأحد دبيران أى كتاب

١ــ فى الأصل: اخفاف ومهامز
٢ــ « : أمامهم.
٣ــ الفرجية نوع من الأقبية.
٤ــ تقدر نوع من الحيوانات المائية له لون أحمر قاتم يتخذ منه الفراء، هكذا فى المنجد.
٥ــ واحدها دُرّاعة وهى جبة مشقوقة المقدم.
٦ــ فى الأصل: فى اللسان الفارسى والهندى.
٧ــ « : فتصل
٨ــ « : ويحسرهم

السلطان له عادة أن يمدحه إن تجدد له[١] فتح أو أمر كبير ورسمه عليه أن يأمر بأن تُعد[٢] له أبيات قصيدته ويُعطى لكل بيت عشرة آلاف تنكة وكثيراً[٣] ما يستحسن السلطان منه شيئاً أو يعلم له ضرراً فيما يأمره له شئ مخصوص على التعيين، وإنما يأمره بأن يدخل إلى الخزانة ليحمل ما أطاق، فلما رأى عجبت مما يحكيه من كثرة هذا الأنفاق والبسط فى المواهب والأطلاق قال: وهو مع هذه السعة المفرطة فى بذل العطاء لا يُنفق (٣٥/٥) نصف دَخَل بلاده.

كثرة الثراء فى الهند

وحدثنى شيخنا فريد الدهر شمس الأصفهانى قال: كان[٤] قطب الدين الشيرازى يثبت[٥] صحة الكيمياء، قال: فبحثت[٦] معه فى بطلان الكيمياء، فقال لى: أنت تعلم ما يتلف من الذهب فى الأبنية والمستعملات

---

١ — فى الأصل: ان انجد.

٢ — » : بعد له.

٣ — » : وكثيراً ممن.

٤ — » : كار.

٥ — » : تبت

٦ — » : فتحت معه.

ومعادن الذهب لا يتحصل منها نظير ما ينفد،
وأما الهند فأني قررت[٢] أن له ثلاثة آلاف سنة لم يخرج
ذهب إلى البلاد ولا دخل إليه ذهب فخرج منه والتجار
من الآفاق تقصد الهند[٣] بالذهب العين ويتعوض عنه
بأعواد وحشائش وصموغ لا غير، فلولا إن الذهب
يعمل لعدم بالجملة الكافية، قال شيخنا شهاب الدين:
أما قوله عما يدخل إلى الهند من الذهب ثم لا يخرج
منه فصحيح، وأما إثباته لصحة الكيمياء فباطل لا
صحة له

قال: وبلغني أن ممن تقدم هذا السلطان فتح
فتوحاً فأخذ[٤] منه من الذهب وَسْق ثلاثة عشر[٥] ألف
بَقَرة، قلت: والمشهور عن أهل هذه البلاد جمع الأموال
وتحصيلها حتى إن بعضهم إذا سئل: كم معك؟ فيقول:
ما أعرف إلا إني ثاني ولد يجمع على مال جده أو
ثالث ولد في هذا النقب أو في هذا الجُبّ وما أعلم

١ـــ في الأصل: منها.

٢ـــ " : حراب.

٣ـــ " : تحصد.

٤ـــ " : فاجد.

٥ـــ " : ثلثة عشرة.

٦ـــ " : لعشرة.

Marfat.com

كم هو. وهم يتخذون أجبابا[1] لجمع الأموال ومنهم من ينقب فى بيته ويتخذه بركة ويسدها ولا يدع إلا مقدار ما يسقط منه الدنانير ليجمع فيه الذهب، وهم لا يأخذون الذهب المصوغ ولا المكسور ولا السبائك خوفا من العَيْن ولا يأخذون الدنانير المسكوكة، وفى بعض جزائرهم من ينصب على سطح داره علما كلما تكامل لأحدهم جَرّة ذهب حتى يكون لبعضهم عشرة أعلام وأكثر

وحدثنى الشيخ برهان الدين أبوبكر بن الخلال محمد البَزّى الصوفى قال: بعث هذا السلطان عسكرا إلى بلاد[2] وهى مجاورة للدواكير (ديوكيں) فى نهاية حدودها وأهلها كفار يدعى كل ملك منهم الرا[3]، فلما نازله جيوش السلطان بعث يقول لهم: قولوا للسلطان أن[4] يكف عنا ومهما أراد من المال يبعث له ما أراد من الدواب فأحمله له، فبعث أمير الجيش يُعرّفه بما قال، فأمره السلطان بأن[5] يكف عنهم القتال ويؤمنه للحضرة معه، فلما حضر

١ــ فى الأصل أحبابا

٢ " : بياض بعد بلاد.

٣ــ " : اسرا والصحيح ما كتبناه والرا لقب ملوك عظام تولوا الحكومة فى القرن الثامن بعد المسيح فى غرب وسط الهند وشملت مملكتهم منطقة بومباى وعدة موانى مهمة تجارية

٤ــ فى الاصل : انه.

٥ــ " : بأنه

إلى السلطان أكرمه إكراماً كثيراً وقال : ما سمعتُ مثل ما قلت، فكم عندك من المال حتى قلت : إنا نبعث لك مهما أردنا من الدواب لتحملها، قال : تقدمني سبع راءات في هذه المملكة وجمع كل واحد منهم سبعين ألف بابين اموالا وكلها عندي حاصلة . فقال، والبابين صِهريج متسع جداً ينزل فيه بسلاليم مع أربع جهات، فأعجب السلطان مقاله وأمر بأن يختم على الأموال بأسمه، فختمت بأسم السلطان، ثم أمر الراءَ بأن يجعل له نُوَّابا في مملكته ويقيم بنفسه في حضرته بدهلي، وعرض عليه الأسلام فأبى فأقرَّه على دينه، وأقام في حضرته وجعل له نوابا في مملكته[1] وأجرى السلطان عليه بما يليق بمثله وبعث إلى (٥/٢٦) بيت الملك أموالا جمة فرقت على أهله صدقة عليهم لينتظموا[2] في عديد[3] رعاياه، ولم يتعرض إلى البابينات وإنما ختم عليها وأبقاها على حالها تحت ختمه، وقد ذكرت هذا على ما ذكره البَزِّي وهو المعروف بالصدق والعُهدة عليه والعائد فيها إن كان يعود فأليه .

وحدثني على بن منصور العُقيلي من أمراء عرب

١ـــ في الأصل : ملك .

٢ـــ « : ليكونهم انتظموا .

٣ـــ « : في عديده .

البحرين قال : إن سفارنا ما تنقطع[١] عن الهند وعندنا كثير من أخباره وتواترت الأخبار عندنا أن هذا السلطان محمد بن تغلقشاه[٢] فتح فتوحات جليلة وأنه مما فتح مدينة لها بحيرة ماء فى وسطها بيت بُدّ عظيم عندهم يقصد بالنذور، وكان كل نذر يجئ إليه يُرمى فى تلك البحيرة ، فلما فتحها قيل له عن ذلك فشق نهراً من تلك البُحيرة وصرف الماء عنها حتى انصرف[٣]، ثم أخذ ما كان هنالك من الذهب وحمل منه وسق مائتى فيل وآلاف من البقر، قال : وهو رجل جواد كريم يحسن إلى الغرباء ، سافرمنا رجلان إليه فشملتهما السعادة بالحضور عنده، فأنعم عليهما وشرفهما بالخلع وأجرى عليهما الأموال الجمة وكان ممن لا يؤبه[٤] له من مربنا ثم خيرهما[٥] فى المقام أو العود ، فاختار الواحد منهما المقام فأعطاه بلداً جليلاً ومالاً جزيلاً وشيئاً كثيراً من مواشى الغنم والبقر وهو الآن هنالك مولاً مخولاً ، وأما الآخر فسأل العود ، فأنعم عليه بثلثة آلاف تنكة ذهباً وأعاده محبّوّاً محبوراً .

١ــ فى الأصل : ينفقع .

٢ــ " : طغلشاه .

٣ــ " : إلى أن يصرف .

٤ــ " : لايوبه إليه .

٥ــ " : خبرهما .

أخبار شتّى عن الهند[١]

بغايا الهند

١١/٢ حدثني[٢] أبو محمد الحسن بن عمرو أن الزناء لا يتحاشى بسائر بلاد الهند، وأن الزناء في كل بلد في أهل بيت بأعيانهم[٣]، ينسبون فيه فُلانة بنت فُلانة زانية، فأما من سواهم فأنهم يضبطون أنفسهم غاية الضبط ويعاقبون على الزناء أشد العقوبة من زنا بغير زانية أو امرأة زنت ليست من الزواني المعروفات المكتوبات في ديوان المتملك بالناحية، فأن المرأة من غير الزواني إذا أحبت أن تدخل في الزواني انتفى أهلها منها وكتبوا الكتب بذلك وطردوها ولم يسلموا عليها أبداً

١ـ اقتبسنا هذه الأخبار من الجزء الثاني للنسخة المصورة بالدار
٢ـ الروايات في هذا الفصل تكاد تكون كلها منقولة عن مصادر متقدمة من زمن العُمَرى بكثير من بينها الصحيح من أخبار البحار وعجائبها لأبي عِمران موسى بن رَباح وعجائب الهند لبزرك بن شهريار، وهذه المصادر تخبر عن أحوال الهند في القرن الثالث والرابع للهجرة.
٣ـ في الأصل: بأعنامم.

وصارت من جملة الزواني إلا أن محلها دون من تنقّلت في الأمهات الزواني وإن الشهود في كل بلد من بلدان الهند عجائز زواني بنات زواني ينسبون في الزناء، وقولهن مقبول في كل شئ وإن الزانية إذا وافقها الرجل على المبيت عندها ودفع إليها رهنا ثم جاء من بعده من يبذل لها أضعاف ما بذل لها الأول لم تجبه ووفت للاول.

الحيّات القاتلة

١٢/٣ قال لي بعض المنصوريين ممن يسلك إلى مانكير[1] وهي مدينة بينها وبين ساحل بلاد اللاّر[2] مئون فرسخ وبها بلَهْوَر ملك الهند إن ببعض جبال الهند حيات صغار رُقطا وغُبرا إذا نظرت الحية إلى إنسان ونظر إليها مات من ساعته بخاصية في سمها وهي[3] شر الحيات، قلت: هذه الحية تسمى المكللة لرقطتها[4] وإذا وقع بصرها على حيوان قتلته ما لم يحل بعد وقوع

١ــ كانت عاصمة ملوك كبار امتد نفوذهم في شمال بومباي وجنوبها ولقب العرب كل واحد منهم البَرّا.

٢ــ في الأصل مصحفا: الارو الصحيح اللارُ وهو الساحل الغربي للهند المعروف عندنا بملابار.

٣ــ في الأصل: وهو.

٤ــ 〃 : لرقضتها.

بصرها على حيوان آخر فأن السّم ينتقل إلى الثانى ويسلَم الأول ويقال لها المكللة لأنها تُرى راكبة على حية من غير جنسها وتلك ماشية بها .

معبد من معابد الهندوس بجُرفَتَّن

٢/٣٨ - ٣٩ قال ذكر لى أبو الحسن محمد بن حرب أن بظاهر جُرْفَتَّن[١] من بلاد الهند على نحو فرسخ ونصف من البلد بدّاً عظيماً فيه صنم من حجر كبير وفى هذا البدستون جارية وقفاً على هذا البُدّ ما يكسبنه[٢] من الزنا يُرَدّ فى النَفقَه على عمارة البد وحفظ الصنم وأجرة القُوّام به ، وكل من مر بهذا البلد من الغرباء ذاهبا أو جائيا يجامعهن[٣] بغير أجرة أو عوض ، وان وهب لأحداهن شيئاً لم تأخذه منه ، وذكر أنه سمع جماعة المنزويين[٤] يقولون إن السبب فى هذا أن رانية[٥] بعض ملوك الهند وهى زوجته كانت

١ ـــ فى الأصل : رتى والغالب أنه مُصَحَّف عن جُرفَتَّن وكانت بلدة على ساحل ملابار بين بنكلور وكالى كت .

٢ ـــ فى الأصل : يكسبونه .

٣ ـــ » : وربما يمر أحد منهم .

٤ ـــ » : نزيين .

٥ ـــ » : زانية .

منصرفة من بعض الحرامات وهى اللهاربين (؟) إلى جرفتن ، فاجتازت بنخلة من نخل النارجيل وتحتها رجل جالس يَدْلُكُ ذَكَره فتوقفت ووقف من حولها وكانت راكبة على فيل وتقدمت بأحضاره ، فأحضروه[1]، فقالت يا هذا أما تتق الله ولا تخافه أنت رجل صحيح البدن تفعل كذا وكذا ، فقال لها : ما فعلت كذا إلا من حاجة وضرورة ، فقالت[2] له: نزلت البلد وفيه الجوارى والقحبات كذا وكذا وخرجت تفعل هكذا ، فقال لها : ليس معى شئ وأنا رجل غريب فقير ، فقالت: فَتِّشُوه، ففتش فلم يوجد معه شئ ، فأغتمت وقلقت وبكت وقالت[3] : هذا غريب مضطر لم يجد شيئاً[4] يزنى به وقد أَثِمنا فيه ومن أمثاله وقالت لوكيل من وكلائها: لا أَبرح أو تُحضرَ المهندسين والقُوَّام وتقدرها هنا بيتا لأبنى فيه بُدّاً وأجعل فيه بجماعة جوارى الليل للغرباء والمجتازين ، فأصلحت ذلك البُدّ وفيه الصنم ووقفت على الغرباء والمجتازين ستين جارية ، وكلما بلغت جارية أو أسنّت أقيم بدلها جارية ، فمن زنى بهن من البلد[5] والمقيمين

١ــــ فى الأصل : فأحضره.

٢ــــ « : ما.

٣ــــ « : قال.

٤ــــ « : شى.

٥ــــ « : زنا.

بالبُدّ أعطاهن[1] الأجرة ومن زنى بهن[2] من الغرباء لم يعطهن[3] شيئا.

الحياة تعود إلى سَلِيم

٢/٢٩ حدثنى الشيخ الخطيب بهاء الدين بن سلامة فيما حدثنى به من أخبار الهند قال: أرسينا إلى مَرسى كان إلى جانبه زرع فنزلنا على جانبه، فبينما نحن هناك، ومنا رجل من أعيان التجار ذوى اليسار والمال قد أنبطح على وجهها ليستريح ورجله ممدودة، فخرجت حية من أقصى الزرع فنهشته[4] فى رجله ثم ثم رجعت من حيث جاءت وأغمى على الرجل وهممنا بإخراج الترياق[5] لنسقيه، فقال رجل هناك من الهند: ما يُغنى عن هذا شئ مما أنتم وإنما إن أردتم حياة صاحبكم فتطلبوا راقيا يرقيه، فرغبنا إليه فى الراقى فأحضره فشرط علينا مائة دينار فضمنّاها[6] له، فرقاه

١ــــ فى الأصل: أعطاهم.

٢ــــ " : بهم.

٣ــــ " : يعطهم.

٤ــــ " : فشقته شقا.

٥ــــ " : الدرياق.

٦ــــ " : فضمنا.

Marfat.com

بكلمات لم يتمها حتى أقبلت تلك الحية من حيث جاءت، فقال : دَعُوه وشأنها، فأنت الرجل فامتصت موضع نهشتها ثم انصرفت وقام الرجل كأنه لم يكن قد أصيب، فأنفذناه الذهب وعجبنا مما رأينا، وعجلنا الرحيل وعدنا إلى المرسى[1].

ألماس قشمير

٣/٣٠ قال حدثنى بعض من دخل بلاد الهند أنه سمع أن الألماس الجيد النادر المرتفع يجلب من نواحي قشمير وأن هناك واديين جبلين فيه نيران تتقد[2] فى الليل والنهار والشتاء والصيف، والألماس فيه، ولا يطلعه أحد إلا طائفة من الهند السفلة يحملون أنفسهم على المهالك، تجتمع الجماعة منهم ويقصدون هذا الوادى ويذبحون الغنم المهزولة ويقطعونها قطعا ويقذفون بالقِطعة بعد القِطعة فى كِفَّة منجنيق يحملونه لأن التقرب من الموضع لا يمكنهم من جهات شتى، منها أن وهج النار يمنع من ذلك، ومنها أن بقرب النار من الأفاعى والحيَّات مالا يوصف كثرة، ومنها مالا يُمهل حتى يُتلف، فيتخوف

---

١ ــ فى الأصل : الأوسى .

٢ ــ « : ينفذ .

من يقرب من الموضع لتلك الأفاعي ، فأذا قذفوا باللحم أنحدرت عليه النُسور وهي كثيرة في الموضع فهي تخطفه إن وقع بعيدا من النار فترفعه ، فأذا رأوا النسر قد أخذ اللحم اتبعوه حيث يمضى فربما سقط من قطع اللحم التي أخذها شئ من الألماس وربما سقطت قطعة اللحم في النار فتحرقت[1] وربما سقط النسر عليها وقد حصلت في موضع بقرب النار فيحترق معها أو يتشيط وربما اختطفها النسر قبل سقوطها في الأرض على حسب ما يتفق ، فهكذا يوجد الألماس وفي الأكثر يتلف من يطلبه بالأفاعي والحيات لكثرتها في الموضع، وملوك الناحية يتطلبون[2] الألماس ويشددون[3] في طلب من يلتمسه ويُفتّشونهم أشد التفتيش لجلالة الألماس وعِظَم خطَره .

طريق أستيفاء الدَّين بجنوب الهند

(٥٦/٣) والرسم ببلدان الهند أنه[4] إذا كان لبعضهم على بعض دين فأن أراد ملازمته بجيئه فيقول أنت

١ــــ في الأصل : فتحرق .

٢ــــ " : يطلبون .

٣ــــ " : يشدون .

٤ــــ لا يوجد "أنه" في الأصل والمحل يقتضيه .

Marfat.com
Marfat.com

بيد الملك أو برجل الملك فلا يعمل ذاك شيئا أَلبتةَ[1] ويجلس كل واحد مع صاحبه إما فى دُكّانه أو منزله أو البُدّ أو المسجد إن كان الذى عليه الحق من المسلمين أو الحق لمسلم على مشرك لأن المشركين يدخلون المساجد ببلاد الهند فلا يأكل الملازِم شيئا مما أذكره ولا يأكل الملازَم أيضا، وربما كان للتاجر على الملك شئ فيُماطِله به فيقول : أنت أيها الملك بيد نفسك وبرأس نفسك أو برجل نفسك أو برجل أبيك أو برجل أمك أو رأس أمك إن كانا يعيشان فلا يعمل شيئا ألبتة ولا يأكل إلى أن يُوَفِّيه حقه أو يُبرّءه والذين لا يأكلون فأنهم يمتنعون[2] من أكل الأرز فانه عندهم الطعام فقط فأما غير ذلك فلا.

إنتحار مُريع

قال لى من رأى رجلا من الهند بصَمند ابور[3] وهو يطوف وبين يديه طبول ومَطارد ومعه خلق وقد قوَّر قحف رأسه وقلبه وجعل فى مكانه مثل المسرجة وجعل فيه فتيلة ودهنا قد صبّ على رأسها من صفيحة

١ــــ فى الأصل : شيئا.

٢ــــ 〃 〃 : والذين يمتنعون من أكله وعندهم أنه هو الطعام الأرز

٣ــــ : مدينة كبيرة ذات تجارة بحرية على ساحل الهند الغربي فى إقليم مهاراشترا.

حديد وسمر فيه مِسمارين وهو يمشى ويُغنى ويمضغ التُنبَك[1] فلما كان فى اليوم الثانى ضعف وخار، ولم يمكنه الصبر إلى اليوم الثالث فأحرق نفسه فى اليوم الثانى.

الفيل المدَرَّبة

(٣٦/٣) وأخبرنى غير واحد أنه شاهد ببعض بُلدان الهند فيلة تتصرف فى حوائج أربابها، وأن الفيل يُدفع إليه الوعاء الذى يشترى فيه الحوائج، وفيه الوَدْع[2] نقد القوم وأنموذج الحاجة مثل الفلفل والأرز والسَّقَط وأى حاجة كانت فيكون معه فى الوعاء شئ من ذلك الجنس والنعت ويمشى إلى البقال فإذا رآه البقّال ترك جميع شغله ولو كان على رأسه رجل ليشترى منه وليفرق الزبون عنه وأخذ الوعاء، فعدَّ الوَدْع التى فيه[3] ونظر بما يريده بحسب الأنموذج فباعه بأرخص سعر ودفع إليه أجود ما عنده من ذلك النوع، وربما عدّ البقال الوَدْع فغلط فيه فيُشوشها الفيل بخرطومه فيعد البقال عداً ثانياً[4] ويمضى الفيل بما اشتراه فربما

١ـ فى الأصل: التابنوك.

٢ـ : الودع منقات صغير تخرج من البحر، واحدها ودْعة ووَدَعة

٣ـ فى الأصل: الذى فيه.

٤ـ : عدة ثانية.

استقلّه صاحبه فيضرب فيعود إلى البقّال فيشوش متاعه ويخلط بعضه ببعض فأما أن يزيده أو يَردّ عليه الوَدْع وإن الفيل الذى هذه صورته يكنس ويرش[١] ويدُق الأرزّ بمدقة يأخذها بخُرطومه فيدُق ورجل يجمع له الأرزّ، ويطحن الأرز ويسقى الماء وفى الوعاء حبل مشدود يدخل خُرطومه فيه ويحمله ويقضى جميع الحوائج ويركبه صاحبه فى حوائجه البعيدة ويركبه الصبى ويمضى عليه إلى الصحراء فيقطع الحشيش ووَرَق الشجر بخُرطومه ويدفعه إلى الصبى فيجمعه فى الكِساء ويحمله فيكون طعامه، وإن الفيل الذى تكون هذه صفته يبلغ مالا له قدر وقِبل عشرة آلاف درهم.

حَيَّة تبلَع تِمساحاً

٣٩/٢ قال حدثنى جعفر بن راشد وهو أحد رَبَّانِة بلاد الذهب ونَواخِذتها والمشهورين فيها قال: حدثنى بعض التجار بصَيمُور[٢] أن حَيَّة جاءت إلى

١ـــ فى الأصل : وليفرش .

٢ـــ كانت ميناء تجارية بالموضع الذى يحل فيه بومباى .

خَورصَيمُور فابتلعت تِمساحاً كبيراً، وبلغت صاحب صَيمُور الخبر، فوجه من يطلبها وإنه اجتمع عليها جماعة من أصحاب الحيات فقلعوا أنيابها حتى ضموا إليها قَصَبات الساج من رأسها إلى ذَنَبها وذرعوها فكانت أربعين ذراعاً بالعُمَرِي[1] وحملها الرجال بالوُهوق على أعناقهم وكان تقدير وزنها آلاف أرطال وإنّ ذلك كان في سنة ٣٤٠هـ.

إنتحار شاب مسلم

٤٨/٢ قال حدثني عبد الواحد بن الحسن الفَسَوِي قال رأيت بجُرُفَتَّن[2] غلاماً صبيح الوجه حسن البدن من أولاد المسلمين مولده ببلاد الهند وقد ذهب مذهب الهند وتخلق بأخلاقهم يطوف بالبلد وبين يديه طبل وبُوق ومِطْرد، فسألته عن أمره فذكر أنه قد خاطر رجلاً من الهند على[3] أن يقتل نفسه فاجتهدت به ولطفت له في أن يرجع من رأيه فامتنع وقال : لا يجوز أن أكذب، فقلنا له : أنت من أولاد المسلمين وهذا فضيحة عليهم فلا تعجل بنفسك إلى النار واتق الله عزوجل، فلم ينفعني

١ــ أي الذراع التي وضعها عمر بن الخطاب.

٢ــ في الأصل ، سوين.

٣ــ " " : في.

رمى له فلما كان من غد حضرت أسرة الملك بجُرفتن[1] وأهل البلد وجاء الغلام يخطر وهو بمضغ التنبل وعليه ثوبان قد ارتدى بأحدهما وأتّزر بالآخر فطاف حول مسجد فى الموضع وسجد للمسجد ولم يدخله ثم خلع الثوبين على رجلين كانا من جملة من معه وصعد على كرسى من الخشب قد عمل له ومدَّ على خشبتين يديه بين ثلاث خشبات، وشد شَعره مع رأس قناة وكل إبهام من رجليه مع رأس قناة، ثم جاءه رجل معه طبر فيه من نحو عشرة أرطال أحد من الموسى فضرب إحدى ساقيه ضربة فتعلقت رجله مع ساقه فى رأس القناة، ثم فعل بالرجل الأخرى مثل ذلك، ثم وضع المنشار على عاتقه الآخر فألحق القطع الثانى بالأول[3] فتعلق الرأس مع العنق مع الصدر وما مع ذلك فى رأس القناة ثم وافى أهله فجمعوه ودفنوه .

الانتحار بالنار

٥٢/٣ ه وللهند رسوم وسُنن قد جرت عادتهم بها منها ما يتدينون به ومنها ما قد اصطلحوا عليه ومنها ما ينفرد به فرقة دون أخرى، ومنها ما يستحسنه

١ــ فى الأصل : نبرس .

٣ــ العبارة مضطربة هنا ولعل بعض الكلمات سقطت من الكتابة .

بعضهم دون بعض وشرح ذلك لا سبيل إليه لطوله، فمن سننهم أنهم يحرقون أنفسهم بالنار وهذا شائع فى سائر الهند، وإذا أراد الواحد منهم أن يحرق نفسه لأنه[1] إما أن يكون قد فَنِيَ[2] أو قد خاطر أو قد غضب أو قد أمره الملك بهذا أو لمعنى غير هذه المعانى طاف البلد قبل ذلك بثلاثة أيام وبين يديه طبل يضرب به ومحه مِطرد وحوله من أهله ومن يتعصب له جماعة فيجمع فى تلك الأيام الحَطَب والدُّهن ليوقده إذا عزم على أن يحرق نفسه، فإذا كان فى اليوم الثالث جمع ذلك الحَطَب وأججَ[3] النار وصَبَّ عليها الدهن ثم جلس فى كِفَّة حديد مثل كِفّة الميزان[4] وأجّ[5] نفسه فى النار وأهله حول النار بالحِراب فأن أراد أن يخرج منها رَدُّوه إليها بالحِراب حتى ينقطع، (٢/٥٧) وكل من حوله من أهله وإخوانه وغيرهم يقول له : إقرأ[6] على فلان السلام وفلان قل[7] له كذا وكذا، يذكرون له قوماً قد ماتوا وأحرقوا أنفسهم.

١ــ لا يوجد كلمة «لأنه» فى الأصل.

٢ــ فى الأصل : قد تفنى.

٣ــ " : لجج.

٤ــ " : القيان.

٥ــ " : رج.

٦ــ " : تقرأ.

٧ــ " : تقول.

Marfat.com
Marfat.com

شيوع عقيدة التناسخ

وهم قوم يعتقدون التناسخ وعندهم أن الأنسان يرجع بعد أربعين يوماً إلا إن روحه فى كلب أو حمار أو بقرة أو فيل أو غير ذلك من الحيوان. وهم أحسن الناس طاعة لملوكهم وربما قال لأحدهم الملك امض فوجه إلىّ برأسك، فيخرج من بين يديه ويمضى فيجذب غصنا من شجرة أو رأس قناة ويشد ذوابته وطوته بها ويقطع رأسه، ونفسه تجرى مثل الماء من شدة حدّة السكين[1] وهو بمقبضتين فيتعلق رأسه فى الشجرة ويسقط جسمه، ولكل ملك من ملوك الهند جماعة يختص بهم[2] بحسب حاله فأن مات أو قتل أو حدث به حادث قتلوا أنفسهم وإن آعتل آعتلوا وهما لحقه فعلوا بأنفسهم مثل ذلك.

أكل الميتة

(٣٦/٣) والهند يأكلون الميتة وذلك أنهم يأخذون الشاة أو الطير فيضربون رأسه حتى يموت، فإذا مات أكلوه، وقيل إن بعض كبارهم بصيمور أو سوبارة[3] أجتاز بفأرة ميتة فأخذها بيده ودفعها إلى أبنه أو غلامه

١ــــ فى الأصل : وهو سكين.

٢ــــ « : يختصهم.

٣ــــ كانت سوبارة وصيمور بلدتين عظيمتين على مقربة من مدينة بومباى الحالية الأولى فى شمالها والثانية فى جنوبها.

فحملها إلى منزله وأكلها والفأر عندهم من ألطف ما يؤكل .

لصوص الهند

(٣٦/٣٥/٢) وببلاد الهند لصوص يجئ منهم جماعة من بلد إلى بلد فيغيرون[1] على التجار المؤسرين إما غريب وإما هندى فيقبضون عليه فى بيت أو فى السوق أو فى الطريق ويجردون فى وجهه السكاكين ويقولون له أعطنا كذا وكذا وإلا فقتلناك ، فإن تقدم إليهم أحد يمنعهم من الرجل أو سلطان قتلوه ولم يبالوا أن يقتلوا عنده أو يقتلوا هم أنفسهم فيما بعد كل ذلك عندهم سواء ، فإذا طالبوا الإنسان لم يسع أحداً أن يكلمهم أو يتعرض لهم خوفا على نفسه ، ويمضى (المؤسر) معهم فيجلس حيث شاؤا من سوقه أو داره أو دكانه أو بستانه فيجمع لهم المال الذى قد قاطعوا عليه والمتاع وهم مع ذلك يأكلون ويشربون وسكاكينهم مجردة ، فإذا جمع ما وافقوه عليه أحضر من يحمله معهم ومضى وهم محيطون به حتى يبلغوا أماكنهم التى يأمنون فيها على أنفسهم فيطلقونه هناك ويأخذون المتاع والمال .

١ــ فى الأصل : يعبثون على .

حَيّة قاتلة

(٢/٢٩) وحدثنى بعض البحريين من أمر الحيّات ما يُدهش، ذكر أن منها حية تسمى الناغران منقطة على رأسها مثل الصَّليب ترفع رأسها من الأرض مقدار ذراع وذراعين على قدر كبرها ثم تنفخ فينتشر رأسها وصُدغيها[1] وأُذنيها[2] ويصير مثل رأس الأرنب وإذا سعت لم تُلحق وإذا طَلبت لحقت ما أرادت وإذا نهشت قتلت وأن بكولم مَلِى[3] رجل مسلم يقال له ابن خالد يلقب بالهندية بَنْجِى[4] وهو صاحب الصلوة يرقى نهشة هذه الحية، فربما كان قد تمكن سمها فى المنهوش[5] فلم ينفع، وفى الأكثر يعيش من يرقيه، ويرقى أيضا من نهشته[6] هذه الحيّة وغيرها من الأفاعى

---

١ ــ فى الأصل: أصداعها.

٢ ــ " : آذانها.

٣ ــ مرفأ تجارى كبير على الساحل الغربى فى أقاصى الهند وهو الآن فى ولاية كيرالا، راجع الخريطة.

٤ ــ فى الأصل: سى.

٥ ــ " : فيه بدل المنهوش.

٦ ــ " : نهشتها.

والحيات بهذه الناحية جماعة من الهند إلا أن رُقية هذا المسلم لا تكاد تخطئ.

رجل صُبَّ عليه البول

(٣٨/٢) وحدثني الحسن بن عمر وقال رأيت بسندان[1] رجلا من الهند قد اجتاز بدار فانصب عليه وعلى ثيابه بول من تلك الدار فوقف وصاح: من هو الذي صب على ماءً من غسل اليد أو غسل الفم وهو عندهم أقذر ما يكون فقالوا له: هذا بول صبي بال الساعة فقال: هاكتار (؟) بمعنى جيد ومضى، وعندهم أن البول أنظف من الماء الذي غسل به اليد أو الفم.

(٣٨/٢) وحدثني الحسن بن عمرو قال: إن الواحد من الهند يتغوط وينزل إلى الثلاج وهو بركة المياه المنصبّة من الجبال والصحاري في أوان الأمطار والسيول حتى يغتسل فيه ويستنجي فلما تنظف تمضمض بالماء وخرج من الثلاج مجّ الماء من فيه إلى الأرض لأن عنده أنه إذا مج الماء من فيه إلى الثلاج أفسده.

الوفاء بالعهد

(٣٨-٢١/٢) ومن أخبار الهند في سننهم الظريفة

١ ـــ في الأصل: بهم هذا الذي.

ما حدثني به الحسن بن عمرو أنه سمع شيخا عالما بسير[1] الهند يقول إن بعض ملوك الهند الكبير كان جالسا يأكل و بإزاءه ببغاء في قفص معلقة ، فقال لها: تعالى فكلي معي ، فقالت له : أنا أفزع من السنور، فقال لها : أنا بلاوجروك ، وهو بكلام الهند أني أفعل بنفسي مثل ما يصيبك وتفسير هذه اللفظة ومعناها هو ما أذكره ، وذلك أن الملك من ملوك الهند يجئ إليه من الرجال عدة على حسب محله وجلالة قدره، فيقولون له : نحن بلا وجروك فيعطيهم الأرز بيده ويعطيهم التانبول بيده فيقطع كل واحد منهم الخنصر من أصابعه ويضعها بين يديه ، ثم يكونون معه حيث سلك يأكلون بأكله ويشربون بشربه ويتولون إطعامه و يهتمون بسائر أحواله فلا تدخل إليه حظية ولا جارية ولا غلام إلا فتشوه ولا يفرش له فراش إلا فتشوه ولا يقدم له طعام ولا شراب إلا قالوا للذي أحضره : كل منه أولا وما أشبه هذا من سائر الأشياء التي يخاف على الملوك منها فأن مات قتلوا أنفسهم وإن أحرق نفسه أحرقوا أنفسهم وإن مرض عذبوا أنفسهم لمرضه وإن حارب أوحورب كانوا حوله ومعه ، ولا يجوز أن يكون هولاء البلاوجركية إلا من علية أهل الموضع ومن يرجع إلى نجدة وكبسالة وشهامة ومن[2] له رواء ومنظر

١ــ في الأصل : بساله .
٢ــ لا يوجد من في الأصل والحل يقتضيه .

فهذا معنى البلاوجركية ، فلما قال الملك للبغاء : أنا بلا وجرك ، نزلت من القفص وجاءت وجلست على الخوان لتأكل فقصدها السنور وقطع رأسها ، فأخذ الملك بدن البغا فجعله فى صينية وجعل عليه الكافور وحوله الهيل والتنبل والنورة والفوفل وضرب الطبل ودار فى البلاد مدة سنتين ، فلما طال ذلك اجتمع عليه البلاوجركية وغيرهم من أهل مملكته فقالوا له : هذا قبيح وقد طال الأمر فيه فإلى متى[1] تدافع إما أن تفى وإلا فعرفنا حتى نعزلك ونجعل ملكا غيرك لأن فى الشرط أنه إذا قال أحد بلاوجرك ثم وجب عليه الحكم فدافع به أو نكل عنه فقد صار جنذال[2] والجنذال عندهم هو الذى لا يجوز عليه الحكم لقلته ومهانته وسقوطه مثل المغنى والزامر وما أشبه ذلك ، والملك ومن دونه فى ذلك سواء إذا نكل عن الواجب فلما رأى هذا جمع العود والصندل والسمن والسليط وحفر حفيرة وجعل ذلك فيها وأحرقه بالنار ثم رمى بنفسه فيها فاحترق بلاوجركية ثم بلاوجركية ثم بلاوجركية يعنى أتباع الأتباع فرموا[3] أنفسهم

١ــ فى الأصل : إلى كم.

٢ــ « : كهنذا

٣ــ « : قارموا

معه فاحترق فی ذلك اليوم ألفا نفس[1] وكان أصل ذلك
قوله للبغاء: انا بلا وجرك.

جَرّة عمرها أربعة آلاف سَنَة

(١٠/٢) وحدثنی[2] أن لأهل قشمير الأعلى يوم عيد
فی كل سنة يجتمعون فيه ويصعد خطيبهم على منبر ومعه
جرّة من طين غير مطبوخ فيخطب[3] ثم يقول : وقوا
أنفسكم وأموالكم واحفظوها ويعظهم ثم يقول : أنظروا
إلى هذه الجرّة من الطين وُقيت وحُفظت فبَقِيت
وإن لتلك الجرّة على ما يقولون أربعة آلاف سنة.

الملك الرّا يسلم سِرّاً

(٢/١١ - ١٣) قال أبو محمد الحسن : كنت بالمنصورة
سنه ٢٨٨ فحدثني بعض مشايخها ممن يوثق به أن
ملك الرا وهو أكبر ملوك بلاد الهند والناحية التى هو
بها بين قشمير الأعلى وقشمير الأسفل[4] وكان يسمى
مهروك بن رايق كتب فی سنه ٢٧٠ إلى صاحب المنصورة
وهو عبد الله بن عمر بن عبد العزيز يسأله أن يفسر
له شريعة الأسلام بالهندية فأحضر عبد الله هذ

١ـــ فی الأصل : ألفى.
٢ـــ ناقل هذه الحكاية صاحب عجائب الهند عن أبي محمد الحسن بن عمرو بن حمّويه.
٣ـــ فی الأصل : فخطب.

رجلا كان بالمنصورة أصله من العراق حادَّ القريحة حسن الفهم شاعرا قد نشأ ببلاد الهند وعرف لغاتهم على اختلافها فعرفه ما سأله ملك الرا، فعمل قصيدة وذكر فيها ما يحتاج إليه وأنفذها إليه، فلما قرأت على ملك الرا استحسنها وكتب إلى عبد الله يسأله حمل صاحب القصيدة فحمله إليه وأقام عنده ثلاث سنين ثم انصرف عنه فسأله عبد الله من أمر ملك الـرا فشرح له أخباره وأنه تركه وقد أسلم قلبه ولسانه وأنه لم يمكنه إظهار الأسلام خوفا من بطلان أمره وذهاب ملكه، وكان فيما حكاه عنه أنه سأله أن يفسر له القرآن بالهندية ففسره له، قال فانتهيت من التفسير إلى سورة يس ففسرت له قول الله: مَن يُحيِي العِظَامَ وَهِيَ رَمِيم؛ قُل يُحيِيهَا ٱلذى أنشأها أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلقٍ عَلِيم، فلما فسرت له هذا وهو جالس على سرير من ذهب مرصع بالجوهر والدر لا تعرف له قيمة[1] قال لى أَعِدْ عَلَيَّ فأعدت، فنزل من سريره ومشى على الأرض وكانت قد رُشَّت بالماء وهى نَدِيَة فوضع خده على الأرض وبكى حتى تلوث وجهه بالطين، ثم قال لى: هذا هو الرب المعبود الأول القديم الذى ليس يُشبهه أحد، وبنى بيتا لنفسه وأظهر أنه يخلو فيه لمهمة وكان يصلى فيه سرا من غير أن يطلع على ذلك أحد؛ وأنه وهب لى فى ثلاث دفعات ستمائة من من الذهب.

١ــــ فى الأصل: قيمته.

عقاب قَتَلة تاجر مسلم

قال خبير من سُيّاح الهند : كنت يوما بنجالان؟ عند زيد بن محمد وهو يومئذ الوالى على المسلمين والناظر فى أحكامهم وعدواهم وقد خرج من عنده إنسان أسمه جوان مَرد ، فخرج عليه قوم فى الليل فقاتلوه[1] فقتل وأخذ رحله ، فجاء الخبر إلى زيد وكنت حاضراً عنده ، فقال جماعة حضروا من الفرس : الساعة يطمع الهند فى الفرس ويقطعون عليهم الطريق ويفسد[2] أحوالهم ، وهو يسمع الكلام ، فقال لى زيد : أسمع ما يقولون ، وإذا تفرقوا نسوا[3] ما يقولون وما تكلموا به فقلت له : قد سمعت ، وسكت أياما ، فلما كان بعد ذلك بنحو عشرين يوما بكرتُ يوما إلى سلامه وإذا القوم مكتفين فلم أدر ماهم ، فصبحته وجلست عنده ، وجاء الناس للسلام عليه على الرسم ، فلما أجتمعوا قال زيد : يا أصحابنا قد علمتم ما جرى على جَوان مَرد وهو رجل فارسى وقد أخذتُ خصماءه فليقم كل واحد منكم فليقتل واحداً منهم كما قتلوا صاحبكم

١ــ فى الأصل : فقاتلوهم .

٢ــ 〃 : يتفسد .

٣ــ 〃 : انسوا .

وقد وجدنا بعض رحله وحسابه فليتسلم ذلك واحد منكم ويبلغ به إلى أهله ويخلصنى منه ونظر إلىَّ منكراً لى ما كانوا تكلمون به فى الأول، فسكت الجماعة وما ردّ عليه أحد جواباً، فقال: يا أصحابِ أليس هذا بمتسوء توقون بى[1] وتتبرؤن تجتمعون وتتكلمون بما تشتهون فإذا حقت الحقائق أخذ كل واحد منكم فى طريق ما تُنصفونى والله المستعان، فتوجه إلى دار السلطان فطلب الذى بيده القتل فقتل السُرَّاق وصلبهم على ساحل البلد.

١ ـــ فى الأصل: توقعونى.

فهرس

(المطبوعة الجمعية پریس دہلی)